فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ

دفع الوقوعات عن القول الصحیح الموثوق فی نکاح الفاروق

اوس رسالہ کے جواب مین لکھا گیا ہی جو بیچے ماسعن میر برکات حسن صاحب سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ نے دربارہ عقد حضرت ام کلثومؑ لکھکر چھپوایا۔ درشت کلامی دروغگوئی اتنی کوٹ کوٹکر بھری تھی کہ جواب لکھتے وقت قلم روکنا صرف میرا ہی کام تھا مین نے اونکی سخت کلامیونکی جواب مین صحیح صحیح تقریرونکو درج کیا ہی خود کبھی بدزبانی کا مرتکب نہین ہوا۔ مین یہان دو بزرگون کا نہایت شکر گذار ہون ایک فخر الحکما محسن الشیعہ جناب مولانا الحکیم سید علی اظہر صاحب قبلہ دامت برکاتہ کا کہ اس رسالہ کی تصحیح و اصلاح مین کمال درجہ کی ہمدردی فرمائی ہی۔ دوسرے منبع محاسن و مفاخر جناب سید محمد باقر صاحب سب رجسٹرار زادہ مدارجہ کا جنکی بلند ہمتی و دریا دلی نے یہ رسالہ چھپوایا خدا کرے مومنین جلد اسکو خرید فرمائین کہ اسی سرمایہ سے بقیہ مجلدات ہفتگانہ ذو الفقار حیدری طبع ہو والسلام علیکم اجمعین۔

مولف ناچیز

سید غلام حسین عفا عنہ بلگرامی حال مقیم آرہ

در مطبع احمدی مغلپورہ پٹنہ طبع شد

۱۳۱۵

کہلانے لگتا ہے کاغذ سستا چھپائی سستی کہین تو مفت بلکہ اہل مطبع کچھ پھر تا
دین پھر لکھنے تصنیف کرنے مین کیا روک ہے۔
بہر حال مولوی صاحب کا مین شکریہ ادا کرتا ہون کہ اونکی بزرگی نے مجھے بھی یہ عزت بخشی
ورنہ مین کجا اور تصنیف و تالیف کجا۔ مجھہ مین اور ممدوح مین اسقدر فرق ضرور
ہے کہ اونکی تحریر کا مدار اوس کتاب پر ہے جسکی مکرر سہ کرر چھپائی مین ہو چکی چند دفعہ
رد اوسکی کی گئی جو تمام ہندوستان مین شائع ہو چکی ہین دیکھو رمی الجمرات کی تین
جلدین جواب مین آیات بینات کے جو مکرر طبع ہوئی اور دیگر رسائل جنمین آیات بینات
کی رد کی گئی ہے اور میری تحریر کا مواد وہ لاجواب کتابین ہین جنکا سکہ ذوالفقار حیدری
کی طرح تمام عالم پر جما ہوا ہے کہ قیامت تک اوسکا جواب نہین ہو سکتا۔ اگر مجھے ممدوح
کے طبیعت کا اندازہ معلوم ہوتا تو انشاءاللہ خیر خواہی بصرف کتاب کتر مکتوم فی حال عقد ام
کلثوم ممدوح کے پاس بھجدیتا جسسے سب عقدے حل ہو جاتین اور کسیکو زحمت اوٹھانے کی
حاجت نہو۔ بلکہ یہ بھی ممکن تھا کہ مسودہ جلد ہشتم ذوالفقار حیدری بھجدیتا جسکا
حجم ۸۰ جز ہے اور بعنیر یقین ہے کہ تمامی رد و ابطال کا مجموعہ ہے مع جواب خصوصاً آیات
بینات کے اس بحث عقد کا مفصل و لاجواب جواب ہے جسکو چھاپنا ہے بڑی تسلی
ہوگی مولوی صاحب نے اپنا سفینہ بنایا ہے اور اوسپر نہایت فخر و مباہات فرماتے ہین مگر
مجھے یقین کلی ہے کہ اسپر بھی وہ قائل نہونگے اور در حقیقت اب ہو بھی نہین سکتے
کیونکہ کتاب چھپ گئی اور مشتہر بھی ہو چکی تو اب بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ مین اونکے
اصلاح کی فکر کرون اور اغیار کی خردہ گیری سے اونکو بچاؤن جیسا کہ عبد اللہ بن ابی سلول
نے اپنے باپ کے بارہ مین عرض کیا کہ یا حضرت اگر اسکا قتل ہی منظور ہو جو منافق ہے تو مجھے
حکم ہو یہ خدمت انجام دون مبادا دوسرا کوئی مرتکب ہو اور مجھے خدا نخواستہ انتقام کا
خیال ہو تو ایک مسلم کا قاتل بعوض منافق کے ہونگا۔
دوسرے یہ کہ مومنین مسلمانونکی جو امتی کہلاتی ہین اونکا لکھنا تو ایسا جا بگر اور رہتا ہے کیونکہ
وہ اپنے ہم جنس ہین ملتی ہین اور اپنی عیب پوشی کے لئے اوسی قسم کی پیشوا بناتے ہین

اور اونکے مقابل مین ہر عالی خاندان شریف کو ذلیل بنائے مگر سید زادہ ہوکر جنہین سید المرسلین کا خون ملا ہو اگر ایسے امر عظیم کا مرتکب ہو کہ اپنے ابا و اجداد کی تفضیح کرے تو سخت جائے حیرت ہے تفضیح بھی کیسی جس سے بڑھکر شاید کوئی دشنام صریح نہو حضرت زید شہید جو راقم اور مخاطب کے جد اعلی تھے رضوان اللہ علیہ اونکا ایک تاریخی واقعہ یہان یاد آگیا جسکو بیساختہ لکھے دیتا ہون۔

حضرت زید شہید اور سادات حسنی مین محال وقف کے متعلق کچھ تکرار تھی جسکا مقدمہ خالد بن یوسف حاکم مدینہ کے سامنے پیش ہوا دونو بزرگوارون مین کچھ سخت کلامی ہوئی جسپر مقدمہ ملتوی کیا گیا کہ کل پھر مجمع ہو اور فیصل کیا جائے تمام مدینہ مین یہی غلغلہ تھا کہ آج زید اور سید حسنی مین یہ گفتگوئین ہوئین دوسرے روز جب حسنی سید نے اپنے ثبوت پیش کرنے شروع کئے تو حضرت زید نے فرمایا مین کل تو اونسے باز آیا بعدہ حاکم کیطرف مخاطب ہوئے کہ تو فرزندان رسول کو گالی گفتہ کے لئے جمع کرتا ہے حالانکہ ابوبکر و عمر نے بھی کبھی ایسا نہ کیا تھا۔ حاکم کی حمایت مین ایک شخص قبیلہ انصار سے اوٹھہ کھڑا ہوا اور حضرت علی و امام حسین کو دشنام دیکر زید سے کہا تم حاکم وقت کا ادب نہین کرتے زید نے کہا ہم ایسو نسے بات نہین کرتے اوس انصاری نے کہا کیون؟ ہم تمسے بہتر ہین اور میری مان باپ تمہارے مان باپ سے افضل ہین۔ حضرت زید نے ہنسکر جواب دیا اے گروہ قریش دین اسلام تو برباد ہو چکا اب حسب نسب بھی برباد ہوتا ہے حالانکہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ اگر دین کسی کا جاتا ہے تو حسب اوسکا باقی رہتا ہے تاریخ اضمحلال اسلام منقول از تاریخ کامل علامہ ابن اثیر ۔۔۔ غرض یہ ہے کہ اولاد اس سید زادہ کا سنی ہونا ہی موجب صد حیرت ہے کیونکہ شیخ عبد الوہاب شعرانی اپنے عہود محمدیہ مین فرماتے ہین من النوادر شیعی سنی انی یشد ... الشیخان علی جلد ۲ صفحہ ۹۸ یعنی نوادرات سے ہے کہ کوئی سید سنی ہو ... شیخین کو اپنے جد پر ... بالحضرت مخاطب نوادر و عجائب سے ... اسکے سالک ... دوسرا کوئی امر ہے ثانیاً اگر کسی نے

ازراہ اغوائی شیطانی بجائے اپنے ایسے اباء کرام واجداد عظام کے جنپر ایمان لانا بہ اتفاق فریقین جزء اعظم اسلام ہے۔ اون لوگونکو تفضیل دی جنکے لئے شارع نے کوئی جزء نہین مقرر کیا یا ولیسا حق مقرر کیا جیسا احاد ناس کو عطا کیا۔ تو اب اسکی کیا ضرورت ہے کہ اونکی خاطر اولاد رسول کی تفضیح وتذلیل وتوہین بھی کیجائی۔ کیا حسن عقیدت والوں کو یہ بھی لازم ہے کہ اوسکے لئے دین وایمان بھی مٹا دیا جائے؟ کیا کوئی سنی کہہ سکتا ہے کہ نکاح فاروق با ام کلثوم کا اقرار کرنا اور اعتقاد رکھنا اصول دین مین داخل ہے جسکے بغیر آدمی سنی نہین ہو سکتا؟ ہرگز نہین۔ پھر ایسے لاحاصل مسئلہ مین اپنی اوقات ضائع کرنا کیون؟۔

اگر نسب نامہ خلیفہ دوم پر ہر طرح پردہ ڈالکر صرف اسی مضمون پر خیال کیا جائے کہ جناب سیدہؑ کی خواستگاری انہون نے رسول مقبولؐ سے کی تھی۔ مگر حضرت نے باآنہمہ محبت وشفقت وعنایت جسکو اہلسنت یک جان دو قالب قرار دیتے ہین۔ نامنظور کیا اور ملال ظاہر کیا اور باوصف فقر وفاقہ وافلاس جناب امیرؑ سے بیاہا جنکو بقول اہلسنت کوئی فضیلت بمقابلہ شیخین نہ تھی۔

تو صرف اسی ایک امر پر غور کرنے سے جو بہت بدیہی ہے معمولی عقل والا بھی آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص سے جناب علی مرتضیٰ فاطمہؑ زہراؑ کی بیٹی کا بیاہنا کب منظور کرینگے سو وہ بھی اوسوقت کہ لڑکی چار برس کی ہے اور خواستگار پینسٹھ ۶۵ برس کا بڈھا نانا کا مسر جسکو اب یہ شرف ضرور ملا ہے کہ خلافت رسول کا کسیطرح سے ہو کسی معنی سے ہو مالک ہے۔ کوئی مسلمان طمع کا تو خیال نہ کریگا الا یہ کہ جبر وتغلب پر خیال دوڑائے جو کل روایات عقد مرویہ اہلسنت مین موجود ہے جبر الساجبر کہ معمولی رعایا پر بھی خلیفہ الساجبر نہ کرین چنانچہ خلیفہ دوم نے ام ابان بنت ربیعہ سے بھی درخواست عقد کیا اوسنے نامنظور کیا خلیفہ کچھ بولے ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو ایکے والی ووارث لڑکی تھی انکار کر دیا خلیفہ کچھ نہ کر سکے مگر جناب امیر کو یہ لوگ ایسا مجبور ٹھہراتے ہین کہ حضرت سے کچھ نہین پڑی تا

ہو کر قبول کرنا پڑا اور عقد کر دیا حالانکہ سارا خاندان بنی ہاشم از عباس و عقیل و حسنینؑ
اس عقد سے مانع اور مزاحم تھے یہ سب باتین صاف صاف طور پر اہلسنت کی سوانحوں مین
موجود ہین مگر کسی شیعہ نے اگر انہین روایات کو ظلم و ستم خلیفہ مین پیش کیا تو پھر اہلسنت
کو کہان تاب رہنے جھگڑنے دماغ چاٹنے پر تل گئے عدالت فوجداری کی نوبت آئی گو
بہرکیف ہمکو بلکہ ہر مسلمان کو اس واقعہ پر بنظر تحقیق غور کرنا چاہئیے کہ اصلیت اسکی
کیا ہے کسی طرح ہو عقد ہوا یا نہین۔ کیونکہ اس مضمون کا ایک پہلو مستلزم کفر صریح قابل
ہے جس سے احتراز ضروری ہے اسلئے کہ اگر درحقیقت عقد نہین ہوا ہے تو قابل عقد
سے تصریح تہمت کی ! عہ رسول پر تو یہ گالی رسول اللہ و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہراء تک
پہونچی اور ان حضرات کو گالی دینے والا بالاتفاق فریقین کافر ہے۔ بخلاف اسکے اگر وقوع
عقد ثابت ہو جائے تو اسکے اظہار یا اعلان یا اقرار کرنیوالے کو کسیطرح کا ثواب
نہ حاصل ہوگا نہ کوئی اسکا حکم ہے پہر ایسا امر جسکا ایک پہلو یقینی کفر ہو دوسرا پہلو امر بے سود بلا
تحقیق زبان پر لانا یا اسپر اصرار کرنا حماقت نہین تو کیا ہے بلفرض مکیہ لاعلمی و سادہ
لوحی سے تھی ورنہ بہرا امر ضلال نہین ہے۔ وہ زمانہ گیا کہ پیر صاحب نے رنگو دن کہا
اور مان لیا کانجی کا دم لگاتے ہین اور نماز کو کہتے ہین ہم خانہ کعبہ مین جاکر ادا کرتے ہین
صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر تو اب کسی سنی کو پورا اعتقاد بھی نہین اور کتابوں کی سوانحوں
کیا اعتماد ہوگا۔ اب تو ہر واقعہ کی چھان بین ہوتی ہے جو شائع ہو
جاتی ہے کیونکر ہوا کب ہوا کسکے سامنے ہوا کیون ہوا اسیطرح صدہا بال کی کہال نکالی
جاتی ہے ذرہ برابر بھی سلسلہ واقعات کا بگڑا کہ ساری محنت رائگان کر دی جاتی
ہے۔ چہ جائیکہ ایسی مہمل روائتو نپر اعتقاد لایا جائے جو ایک منٹ بلکہ ایک سکنڈ
بھی تحقیق کی جنتری مین نہ ٹھہر سکے جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا انشاء اللہ
مذہب اہلسنت کا کچھ دم باقی ہے تو صرف اسقدر کہ بزرگونکی تعلیم کے مطابق
اس مذہب کی کتابین نہین دیکھتے نہ تواریخ دیکھتے ہین نہ حدیث۔ قطعی ممانعت
ہے کہ ان کتابونکو ہاتھ نہ لگانا اگر یہ بندش نہ ہوتی تو آج نصف سنی تو سنی نہ رہتے

جملہ اہل اسلام پر فرض ہے خواہ شیعہ ہو خواہ سنی کہ اوس عالم ربانی محقق لاثانی
کا شکریہ ادا کرین جو اول موجد اور بانی تحقیق جدید کا اس مسئلہ مین ہوا جسنے بہت
سے بہت سی غلط فہمیان مخالفون کی دفع ہوئین اور انشاء اللہ آیندہ بہت سے حق پسند کو
مفید ہوگی جس کے بعد ذریۂ رسول کی تذلیل کے درپے کوئی نہوگا

نام نامی اور اسم گرامی جناب قدوۃ المحققین لسان المتکلمین ذوالسیف الشاہر الاشہر
مولانا الحکیم سید علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ العالی مصنف ذوالفقار حیدری سے
اکثر لوگ نا واقف ہونگے جنہون نے مخصوص اسبارہ مین ساتوین جلد ذوالفقار
حیدریہ تحریر کی جسکا حجم تخمیناً ۸۰ جز ہوگا اور خلاصہ اوسکا موسومہ بہ کنز مکتوم
فی حل عقد ام کلثوم ع مطبوع ہوکر مطبوع عالم ہوا جسکے توصیف مین جسم
اگر کچھ علماء کے اقوال نقل کرین تو طول ہو بلکہ ایک دفتر تیار ہو لیکن اسیقدر کافی ہے کہ
جناب عمدۃ العلماء صاحب الاجتہاد والافتاء زین الفقہاء طود النہی مولانا السید مصطفی المعروف
میر آغا صاحب قبلہ دامت برکاتہ اپنے عجالہ مفخمہ مین اس رسالہ سے استدلال کرتے
ہین جنکے الفاظ شریفہ یہ ہین ؂ چنانچہ حال اونکا بالتفصیل معلوم ہوتا ہے رجوع کرنے سے
طرف رسالہ لطیفہ اور مقالہ منیفہ موسوم بہ کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ع
کے مسئلہ پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہین کیونکہ اس مقام مین وجوہ و اسباب التباس
واشتباہ کے بکثرت پائے گئے ہین کہ جنکا بیان کیا ہے مصنف رسالہ کنز مکتوم شکر اللہ
شیعہ نے بتفصیل تمام واستدلال مالا کلام صہ۱۲ مین جو کچھ یہان لکھتا ہون اون سب
باتحقیق ہی دیکھتا ہون مین جنکے ایک حرف پر بھی اجتک نہ کوئی معترض ہوا نہ قیامت
تک کوئی سنی اونکی رد کر سکیگا

تمہید ہی فقرات کو طول ہو جاتا ہے جسکو حضرت خلل پسند کرتے ہین نہین بلکہ اصل امر
کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔ مگر یہ واضح رہے کہ میری تحقیقات پہلی نفس مسئلہ عقد
حضرت ام کلثوم ع سے متعلق ہے نہ دیگر حشویات و لغویات سے اسی لئے مین اونہین فقرات
کو منتخب کرکے لکہونگا جو متعلق بمقصد ہین اور باقی اونہین کا جواب دونگا نہ خلیج انجمن بالفاظ

یہان اونکا اشارہ کردونگا مع حوالہ کتاب جسمین اونکا جواب مرقوم ہے۔ کیونکہ اصل
شبہہ مولوی صاحب کا اسی مسئلہ عقد کے متعلق ہے جسمین وہ شیعونکو لاجواب سمجھتے
ہین باقی اسکے سوا تو صدہا علما ہزارون مرتبہ فارغ خلی دیچکے ہین دیکھو تحفہ صفحہ ۶۳
مین یہ کلام شاہ ولی اللہ صاحب "جو علم کلام مین مشغول ہین (یعنی متکلمین اہلسنت)
اونکا اعتقاد شبہات نصیر طوسی (محقق طوسی علیہ الرحمہ) کے سبب سے مختل ہو رہا ہے
متکلمین اون شبہات کے رد کرنے پر قادر نہین ہین" تخمینا ۱۵ برس ہوتے ہین کہ مینے
سنا تہا کہ درمیان خالی میر برکات حسین صاحب اور برادر عزیزم میر ابو القاسم
صاحب مرحوم کے کچھ مراسلات اس مسئلہ کے متعلق ہو رہے ہین جسکے بعد پہر کوئی
خبر نہ سنی گئی کہ یکایک آج کہ ۲ شوال ہے خالی صاحب کا رسالہ موسوم بہ قول صحیح موثوق
فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا الفاروق نظر آیا۔
شوال ہی مین نحوست آمیز عقد حضرت عائشہ واقع ہوا تہا جسکا ایک نتیجہ واقعہ جمل ہے کہ
جسکا اہل اسلام قیامت تک رونینگے۔ یہ رسالہ بہی اوسی ماہ مین دکہائی دیا ہے خدا خیر
کرے بعض فریح چشمی ہے اس رسالہ کا نام **قول صحیح موثوق** رکہا گیا ہے اوسکا دلیل
ثبوت یہ ہے کہ ایک عالم نے بہی اہلسنت سے ایسی روایات عقد کو نہ صحیح کہا ہے نہ تو
نہ داخل صحاح ستہ کیا پہر ایسی روایات موضوعہ ضعیفہ کی بنیاد پر جو قول ہوگا وہ کیونکر
صحیح و موثوق کہا جاسکتا ہے؟ ؎ شعر کہا تہا تیرے انکار کا موجع دگر ہر ایک + زخمی کچھ
ایک بندہ درگاہ ہی نہین + یہ شعر مجھے اسپر یاد پڑا ہے کہ اہلسنت نے جو اسی موقع
پر اہلبیت رسول کی توہین کرکے خلیفہ کی عزت افزائی نہین کی ہے جنکی فطرت نے
اہلسنت کو پیدا کیا بلکہ تمامی خلفا کے ساتھہ کم و بیش یہی ترکیب انکی رہی ہے
چنانچہ عبد الملک بن مروان سے ظالم خونخوار خلیفہ کو بہی حضرات اہلسنت نے
ہمسری حضرت عمر بہی خلعت عطا کیا ہے علامہ ابن اثیر کتاب کامل مین لکہتے ہین
لکہا گیا ہے کہ عبد الملک کے پاس ایک بیٹی تہی علی ابن ابی طالب کی مگر یہ سلطنت
کا نتیجہ ہے صفحہ ۱۹۸ پس جب ایسی ایسی تہمتون مین اہلسنت کو باک نہین

جو صریحی دشنام ہے تو بہلا حضرت عمر کو داماد علی بنانے میں کیا دیر لگتی ہے
اہل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم یہی ایک واقعہ نہیں ہے جسمین خلفا کی عزت افزائی
اور اہلبیت طاہرین کی توہین کے لئے یہ افترا پردازی کی گئی دوسرا واقعہ جگر خراش
ہے کہ محض غلامونکی خاطر ایسی تہمتین کی گئین ہین کہ اہل اسلام کو بلا سبب
رنج وصدمہ پہونچے۔

(۱) مولوی عبد الحلیم شرر اپنے پرچہ دلگداز مارچ ۹۳ء مین بعنوان خاندان رسالت
لکھتے ہین کہ (معاذ اللہ) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ
حضرت شہربانو کا عقد ایک غلام مسمّٰی زید سے آزاد کر کے کر دیا (۲) اس مضمون
کی تائید مین ایک تحریر رسالہ اتحاد مین بھی شایع ہوئی (۳) پھر شرر صاحب نے
دوسرا مضمون اسکے تائید مین اپنے دلگداز ستمبر ۹۳ء مین شائع کیا۔ اور اوس غلام
کو رقیب خاندان نبوت ٹھہرایا۔ اور اوسکی سند مین محمد بن جریر طبری کی تاریخ مطبوعہ
لندن ص ۲۴ اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مطبوعہ لندن ص ۱ اور کتاب اغانی
اور وفیات الاعیان ابن خلکان کو پیش کرتے ہین کہ یہ حضرات اس واقعہ کو ذکر کرتے ہین لکھتے
ہین —

اس تحریر دل خراش سے جو صدمہ شیعونکو پہونچا اوسکا اندازہ بہت مشکل ہے کیونکہ جب
اہلسنت نے اس سے تنفر ظاہر کیا تو شیعونکا کیا ذکر چنانچہ سب سے پہلے اس مضمونکا
ابطال مولوی عبد الحق صاحب نے مفصل طور پر اخبار طوطی ہند میرٹھ مین طبع کرایا
بعدہ اوسی بزرگ نے رسالہ اتحاد کے مضمون کا بھی جواب لکھا اور مولوی انعام اللہ صاحب
و مولوی عبد الباقی صاحب جو علماے فرنگی محل سے ہین بجواب ایک استفتا متعلق اسکے
تحریر فرماتے ہین کہ یہ واقعہ ثبوت کو نہین پہونچا البتہ اسے کہنا چاہیئے اور جناب مولوی
عبد الحق صاحب کی دستخط بجواب استفتا یہ ہے کہ حضرت زین العابدین ؑ کا اپنی والدہ
کا عقد کسی غلام سے کر دینا محض اتہام ہے اسکی بھی کوئی اصل نہین اگر ایسا ہوتا
تو قریش مین بھی بہت لوگ موجود تھے غیر کفو غلام کے ساتھ عقد کیون کرتے حضرت

ایسے مزخرفات لکھتا ہے وہ فاسق ہے۔
اب ان واقعہ سے آپ حضرات خیال کر سکتے ہین کہ حضرات اہل سنت کن کن ترکیبون سے حضرات اہلبیت اطہار کی توہین کرتے ہین۔
اب ان جوابون پر بہی ایک نظر فرمایئے جنکو شرر صاحب نے اپنی صداقت و بے تعصبی کے ثبوت مین پیش کئے ہین جو سب کتب اہلسنت سے ہین نہ کتب شیعہ سے پہلی سند تاریخ طبری کی ہے جسکو اہلسنت معتمد ترین تواریخ سمجھتے ہین مگر یہ واقعہ اوس کتاب مین مذکور ہی نہین۔ بلکہ جو تاریخ طبری چہپی ہے اوسکے آخر مین صاحبان مطبع نے تاریخ ذیل المذیل کا منتخب چہاپا ہے۔ اور اوسی سے شرر صاحب نے یہ حکایت نقل کی ہے۔ اور اوسکو اصل تاریخ طبری سمجہا ہے۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست۔ پس یہ پہلی خطا ہے کہ منتخب ذیل المذیل کو اونہون نے تاریخ طبری سمجہا دوسرے اوسکو ایسا مستند سمجہا کہ تاریخی دنیا مین اوس سے زیادہ کوئی مستند نہین حالانکہ اسکا کوئی ثبوت نہین دیا تیسری خطا یہ کہ اس واقعہ کو صحیح سمجہا حالانکہ بلا سلسلہ سند ہے جسپر علمائے اہلسنت کبہی اعتماد نہین کرسکتے۔ دوسری سند کتاب معارف ابن قتیبہ کی ہے جسکی نسبت امام ذہبی کتاب میزان الاعتدال مین تحریر کرتے ہین قال الحاکم اجمعت الامۃ علی ان القتیبی کذاب و در ایت فی مرآۃ الزمان ان الدارقطنی قال کان ابن قتیبۃ یمیل الی التشبیہ منحرف عن العترۃ و کلامہ یدل علیہ۔
کہا امام حاکم نے کہ اجماع کیا ہے امت نے اسپر کہ قتیبی کذاب ہے۔ اور مرآۃ الزمان مین ہے کہ ابن قتیبہ مائل تہا طرف تشبیہ کے اور عترت رسول سے منحرف تہا جسپر دلالت کرتا ہے کلام اوسکا تیسری سند ابن خلکان کی ہے جو کوئی سند نہین کیونکہ وہ اسی معارف سے نقل ہے جسکی حالت مذکور ہوئی۔ چوتہی سند اغانی کی ہے جو مصداق برعکس نہند نام زنگی کافور ہے کیونکہ اوس مین اس مضمون کا کہین پتہ نہین چلتا اور اگر ہوتا بہی تو اوسکی حالت سے ظاہر ہے کہ علامہ ابن حجر لسان المیزان مین مصنف اغانی کی

نسبت ابو محمد نوبختی کا یہ قول نقل کرتے ہین۔ کان ابو الفرج الاصبہانی اکذب الناس کان یشتری شیئا کثیرا من الصحف ثم تکون روایاتہ کلہا منہا

یعنی ابو الفرج اصفہانی اکذب ناس تہا کہ نوشتونکو لوگون سے خریدتا اور اسکی حکایات یہانتک کہ خود شارح صاحب بہی اوسکو نا قابل اعتبار ٹہراتے ہین۔ ابن قتیبہ اور طبری من حیث التاریخ تمام کتابون کا منبع اور مصنفین کا مرجع ہین انکو اغانی پہ ترجیح ہے۔ غرض چارون سند ونکی یہ حالت ہوئی کہ طبری کی نسبت غلط محض اور ذیل المذیل مستند نہین اور بلا سند اور آغانی مین پتہ نہین۔ اور ہو بہی تو اسکی یہ حالت کہ اکذب ناس راوی ہے ابن خلکان جو خود کوئی چیز نہین ابن قتیبہ سے ناقل ہین جو اجماع امت کذاب اور دشمن اہلبیت تو پہر ایسی سند دیکہے حوالہ پر کس عاقل با ایمان کو اعتبار ہو سکتا ہے۔

اب اس واقعہ کی حقیقت سنئے جو خود علماء اہلسنت نے جب کچہ ہوش آیا تو بیان کیا اور جب کچہ خدا و رسول سے شرمائے تو ظاہر کیا کہ مولوی صدر الدین احمد حنفی قادری اپنی کتاب روائح المصطفےٰ مین بعد نقل روایت ابن قتیبہ لکہتے ہین۔ ودر حقائق المحبوبیہ آوردہ کہ امام زین العابدین ع را مادر رضاعی بود از جواری پدرش اور ابعد واقعہ کربلا بنکاح زید دادہ بود انتہی میگوید مولف کہ دل گواہی میدہد براستی این روایت ورنہ شہربانو کہ عمر او از پنجاہ تجاوز نمودہ قریب شصت رسیدہ و صاحب اولاد بود ضرورت نکاح و موقع آن نداشت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ لیجئے صاحب یہ اصل واقعہ ہے جسکو ان حضرات اہلسنت نے کہان سے کہان پہونچایا یہ مضمون بہت طولانی ہے جسکو میرے خالص اور لائق دوست نے انتصار الشیعہ مین نہایت خوبی سے لکہا ہے شائقین اون تحریرونکو ضرور ملاحظہ کرین

صفحہ ۳۰ ج ۱۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اغیار کو بہلا دوسرے کے گہر کی کیا خبر اگر صاحب روائح المصطفےٰ کو خبر ہوتی تو اتنی اجتہاد کی ضرورت نہ تہی کیونکہ حضرت شہربانو نے بعد ولادت جناب امام زین العابدین بحالت نفاس ہی مین انتقال کیا تو زندہ کہان تہین جو یہ واقعہ پیش آتا بہر حال مقصود میرا اس واقعہ سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ حضرات اہلسنت کہ

جس طرح ایذا کرنی توہین اہلبیت رسالت پر کمر بستہ ہین کہ کبھی خلفا کی خوشامد مین الیسی لخشمت اگر گذرتے ہین اور جب اوس سے بھی خلش باطنی ناصبیت کی تسکین نہین ہوتی تو علماء شیعہ کی طرف منسوب کر دیتے ہین۔ مگر جس خدا نے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون کا وعدہ کیا ہے اوسکے لطف عمیم سے امید ہے کہ جب ان دو نو واقعہ مین اوسنے اپنی صداقت اور اہلبیت اطہار کی برارت دکہائی ہے کہ خود اونہین علماء اہلسنت کی زبانی اصل امر حق کا اقرار بھی کرایا اور اون لوگون کو جو اسکے خلاف قایل ہین کاذب بھی کہلوایا تو اس واقعہ عقد حضرت ام کلثوم مین بھی وہ اپنی قدرت کاملہ دکہا ئیگا جسکا نمونہ ابھی ملاحظہ فرمائینگے۔

اب **قول موثوق** کی بہار دلفریب دیکھیے جسکے سرخ رنگ ٹائٹل پیج کے سر پر ہلالی خط مین جو معرکہ سلطنت عثمانی ہے یہ عبارت عربی کی لکھی ہے (۱) کل سبب ونسب وصھر ینقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی وصھری کیونکہ اہلسنت کے یہان خلیفہ نے جب اس عقد کی خواستگاری کی ہے تو اسی حدیث کو ذریعہ بنایا تہا کہ مقصود میرا صرف یہ فخر حاصل کرنا ہے کہ دامادی رسول حاصل ہو۔ دیگر امور مگر عجب قدرت خدا ہے کہ خود علماء اہلسنت اس حدیث کل سبب ونسب ینقطع الخ کو موضوع لکھتے ہین۔ دیکھو لالی مصنوعہ علامہ سیوطی کہ روایت مذکور کو پوری نقل کرکے ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہین" متفرد ہوا ہے ساتھ اسکے خارجہ جو ثقہ نہین ہے ص ۱۵۹ مطبوعہ مطبع علوی علی بخش خان۔

یہ حدیث موضوع جیسا عنوان رسالہ ہے ویسا ہی عنوان قصہ فرضی عقد بھی ہو تو وہ بھی وضعی قصہ ٹہرا اور یقینی وضعی ہی جیسا کہ بہت جلد ثابت ہوگا انشاء اللہ۔ بسم اللہ غلط کی تصدیق اسی واقعہ سے ہو گئی آئندہ کی غلطیان اسی پر خیال کرنا چاہیے اور قول صحیح موثوق کے غلط و کاذب ہونیکا یقین فرمائے اگر اہلسنت ایک امر مین بھی دل و زبان مطابق رکہتے تو کبھی اس حدیث سے استدلال نکرتے کیونکہ حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ [illegible] اسی بنیاد پر علیحدہ کیا تہا کہ ہمکو حدیث اہلبیت کی ضرورت نہین کتاب خدا

کافی ہے۔ جس سے چاہیے تہا کہ اہلسنت کا زیادہ تر عمل اور اعتقاد قرآن پر ہوتا نہ حدیث پر۔ مگر واقعی بات یہ ہے کہ کتاب اللہ سے تمسک اوسوقت صرف محرومی اہلبیت کیلئے کیا گیا تہا کہ ثقلین کو جدا کر دین اور اب صرف اس کام کیلئے رہ گیا ہے کہ اوسکے حافظ بنکر تراویح پڑہائین کچہ روپیہ کمائین اور کوئی مصرف نہین دیکہیے اوسی قرآن کے ۱۸ پارہ مین صاف یہ آیت موجود ہے۔ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون ۵ ترجمہ جب صور قیامت پہونکی جائیگی تو رشتہ ناتہ اون مین کچہ نہ رہیگا اس دن اور نہ اون سے سوال ہوگا اس آیت یقینی کے خلاف حضرت عمر کی بزرگی کے لئے حدیث موضوع کل سبب ونسب و صہر سے استدلال کیا جاتا ہے افسوس صد افسوس ہے بہر حال یہی ایک روایت اس قصہ کی موضوع نہین ہے بلکہ دوسری روایت اسکی بہی کہ چالیس ہزار درہم مہر ہوا موضوع ہے چنانچہ علامہ ذہبی عبداللہ بن زید بن اسلم راوی کو اس روایت کے لکہتے ہین کہ ضعیف ہے اور اوسی ذیل مین اس روایت موضوع کو درج فرماتے ہین جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔ تیسری روایت اسکی ایسی موضوع ہے کہ علامہ سبط ابن جوزی بتقسیم شرعی اوسکو باطل کہتے ہین کہ باجماع امت حرام ہے اور مولوی حیدر علی باانہمہ چرب زبانی ایسی بولائے کہ اوسکو الحاق شیعہ کہدیا۔ وہ مضمون یہ ہے کہ عمر نے ساق پا کہولی اور بوسلیا جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا اب ناظرین بانمکین سمجہ سکتے ہین کہ جیسا علماء اہلسنت واقعہ عبد الملک اور واقعہ حضرت شہر بانو مین اپنی غلطی کا اقرار کرچکے ہین ویسا ہی اس مسئلہ مین بہی موضوعیت و بطلان کے معترف ہین مگر پہر بہی ہٹ دہرمی کئے جاتے ہین اور یہ حضرات وہی لوگ ہین جو جہل مرکب مین گرفتار ہین کہ بہرہ بہر مین فرق نہین کرتے ورنہ علما تو اسکے بطلان و موضوعیت کو ظاہر کرچکے۔

دوسرے صفحہ مین ابتدائی قصہ اس تحریر با جواز کا لکہا ہے اوتیسرے صفحہ بجائے دوسرا خط اپنا بنام انوسے سید ابو القاسم صاحب مرحوم بہی شامل ہے ... مولوی ... مرحوم بنام مولف اور ناقص ہین ... خط مولوی ... علیہ ...

موضوعیت روایت ازدواج

جو بنام مولف تحریر ہوا اور جسکے جواب مین رسالہ قول موثق لکہا گیا تا صفحہ ۲۶ سطر ۱۰ تاریخ
کتابت سنہ ۱۲۹۴ ہجری ہے۔ اس مین کوئی امر جواب طلب نہین کیونکہ ابتدای قصہ ہے
قول موثق اب جواب خالی صاحب شروع ہے جس مین دوسرے فقرات عذر
و معذرت کی بعد فرماتے ہین بجواب تحریر مولوی کرار علی صاحب مرحوم صـــ ۲۶ سطر ۱۸
قبل گذارش جواب کے حضور کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ظاہرا حضور کی تحریر سے معلوم
ہوتا ہے کہ جناب پیش امام صاحب نے جواب سوال کمترین کا ساتہہ تحقیق و تدقیق
کی تحریر کیا ہے ع یہ خیال خام ہے سبزہ و چراغان سبز بہود وہ جواب اونکا کتاب القاب کا ہم
جو جواب مین قیقاب کی بزعم خود لکہی گئی ہے اگر حضور کو شک ہو تو صفحہ ۱۲۴ سے لغایتہ
صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ لودہیانہ ملاحظہ فرمائین اور نیز نقل عبارت دفع المغالطہ کی ہے از صفحہ
۱۸۸ تا صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ مطبع احمدی اسکو دیکہہ لیا جائے تاکہ صداقت کلام اس کمترین
کی حضور پر مبرہن ہو جائے ہان دو ایک بات جو اوس سے زوائد نتیجہ طبع خاص لکہی ہین
وہ قصے اور کہانیان ہین مشہور کمترین حضور کا اون تہمات کو کئی برس پہلے دیکہہ
چکا ہے بہلا جب ہماری کتابین میان صاحب کا مبلغ علم کتاب القاب اور دفع المغالطہ
تک ہو تو ایسی تحقیق اور تدقیق کا کیا ٹہکانا اور اسکا جواب لکہنا کیا مشکل بقول غالب
ہے ہر کہ طی کرد این مواقف را + چہ شناسد قتیل و واقف را + صـــ ۲۷ سطر ۴ **دفع**
الوثوق اسکے جواب مین صرف اسیقدر کہنا کافی ہے کہ غالباً آپکا خیال صحیح ہو
کہ مولوی صاحب مرحوم نے ان دونو کتابون القاب و دفع المغالطہ سے بہت کچھ
مدد لی ہوگی مگر یہ کتابین کسی درجہ کی ہون ایسی ہین کہ کسی وجہ سے ہو اہلسنت نے
ابتک اوسکا جواب نہین لکہا ہے [illegible]
جسکا نوری بکہہ جواب تحریر ہوا اور مکرر طبع ہو کر شائع بہی ہوا پس کتاب مردود سے
[illegible] جواب پر خیال نہ کرنا عاقلون کے نزدیک کیسی بات ہے اب ہی
[illegible] صفحہ ۲۸ کی سطر ۸ سے اغلاط لفظی و نحوی و صرفی کی بحث شروع ہے
[illegible] بہی ہے اولاً یہ بہت قابل التفات نہین کہ سید مولوی کرار علی صاحب

جو غیر مطبوع ہے میرے پاس موجود نہین ہے۔ تو اب قلم درکف دشمن است کا مضمون
ہے۔ جب اہلسنت مطبوعہ کتابون مین ہزارہا تحریف و تصحیف کرسکتے ہین تو کتب
غیر مطبوعہ مین کیا دیر لگتی ہے۔ جلد اول ذوالفقار حیدری ملاحظہ فرمائیے کسقدر
تحریفات اہلسنت کی نشان دہی گئے ہین پرانے زمانہ کی تحریفات کو اگر قدیمی فسانہ
سمجھئے۔ تو شمس العلما مولوی شبلی نعمانی پروفیسر عربی علیگڈہ کالج کے چشم دید
واقعہ سے عبرت حاصل کیجئے۔ مولوی صاحب قسطنطنیہ کے سرسبہ المعارف کی
افسوسناک حالت یون تحریر کرتے ہین کہ لیکن افسوس ہے کہ آج کل اسکا طریق
عمل اعتدال سے تجاوز کرگیا ہے۔ یہ صیغہ تحریف و تبدیل کے روک کی غرض سے
قائم ہوا تہا مگر بعض اوقات اسنے خود تحریف و تغییر پر عمل کیا ہے تہوڑے دن ہوئے ایک
مطبع مین شرح عقائد النسفی چہپ رہی تہی معارف نے اس کتاب کی وہ تمام
عبارت قلم زد کردی تہی جسمین خلافت کی بحث ہے اور الائمہ من قریش کی حدیث
مذکور ہے مطبع والے نے مجبورا اسی قلمزد نسخے کو چہاپا۔ مین نے اصل نسخہ جسپر
معارف نے یہ تصرف کیا تہا دیکہا اور مجہکو یاد ہے کہ اسوقت مین رنج اور غصہ کیوجہ
سے بے اختیار ہوگیا۔ ان لوگون نے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی کے
جوش مین کیا ہوگا۔ لیکن اگر حضور ممدوح کو اس سے اطلاع ہوتی تو وہ ہرگز اسکو پسند
نکرتے سفرنامہ صفحہ۔ بقول شاعر ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ یہ ایک
واقعہ عبرت افزا ناظرین باوقار کے تسکین و تشفی کے لئے کافی ہے کہ جب وہی جوش
خیرخواہی سلطان روم مین وہ حدیث نکالدی گئی جسپر مذہب اہلسنت کا دارومدار ہے
اور وہ عبارت قلمزد کردیگئی جسمین خلفائے ثلثہ کے خلافت کا مذکور ہے کیونکہ
اسمین خلیفہ کا قریشی ہونا مذکور ہے اور سلطان موجود قریشی نہین ہین۔ تو آپ خیال
کرسکتے ہین قدیم الایام سے کتنی تحریفین وقوع مین آئی ہونگی کتنے واقعات چہپا دئے
گئے ہونگے اور کتنے غلط امور مشہور کئے گئے ہونگے۔ یہ واقعہ چشم دید تحریف علماء
اہلسنت کا بحکم سلطنت اسی زمانہ کا ہے کہ ہزارون سلطنتین مخالف اس مسلک کے

اپنی امانت و دیانت سے ترقی پر ہین اور بجز اس سلطنت کے جسکو مخالف ضعیف و کمزور کہتے ہین دوسری کوئی سلطنت بہی اس مذہب کی نہین - اور کتابون کی وہ تشہیر ہوئی ہے کہ ہر کتاب صدہا ہزارہا مرتبہ مختلف زبانون مختلف سلطنتون مین چہپ کر شائع ہو چکی ہین بخصوصہا یہ کتاب شرح عقائد النسفی - اسطرح شائع ہوئی ہے کہ اطفال مکتب تک کے بغلون مین یہ کتاب دبی رہتی ہے - لیکن جب اس کمزور محدود سلطنت نے ایسی معمولی زیر مشق طلبا کتابون مین یہ حرفت کی کہ اپنی ہی مذہب کی اصل مسئلہ کو اوڑا دیا تو جس زمانہ مین اسی سلطنت کا تمام عالم پر تسلط تہا اسی قوم کا ہر جاز ور شور کہ مخالفین سب کے نہایت قلت و ذلت اختفا و استتار مین بسر کرتے اس قوم اور اس سلطنت نے کیا کیا ہوگا کیس کیس عنوان سے سلطان وقت کی رضا مندی اور خوشنودی کے لئے علما نے حدیثین تصنیف کی ہونگے اور کیسے کیسے مسئلے گڑہے ہونگے اور کیسی کیسی حرفتین کی ہونگی جسمین نہ کسی مخالف کا خوف تہا نہ ڈر - اب تو ہندوستان مین بہہ ترکیبین علانیہ ہوئی کہ صحیح بخاری کے ایک نسخہ سے فدک کا قصہ نکالدیا گیا - اس تقریر مین یہ جملہ غلامان زادہ خطاب سے یہ آپ نے برارت اپنی یون ثابت کی ہے کہ یہ تہذیبی کے کلمات شان مین جدہ ماجدہ کل سادات جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی اپنے دل سے تو نہین کہے بلکہ مولوی حیدر علی کفش دوز کے رسالہ تموز نیمروز سے نقل کئے - شاباش این کار از تو آید و مردان چنین کنند - مین ان فقرات کی نسبت کیا عرض کرون اونکی اصالت کا اثر ہے محبت اہلبیت ہی تو فریقین کے نزدیک طیب ولادت و عدم طیب ولادت مین فارق ہے - فرمایا رسول اللہ نے دشمن نہ رکہیگا علی کو مگر ولد الزنا دیکہو مناقب السادات ملک العلما دولت آبادی سے رسالہ تموز نیمروز مینے مطبوع نہین دیکہا ہے مگر اوسکا جواب آفتاب عالم افروز مطبوعہ مطبع گلستان محمدی ۱۲۹۲ھ دو جلدون مین موجود ہے تو اب حاجت جواب نہین مردود کی رد سے بے سود مگر اتنا کہنا ضرور ہے کہ اصل خطبہ جناب سیدہ اہلسنت کی کتابون

(فرقہ شیعہ سے گفتگو کیجیے گا تو خوب محاورہ ہے) اور کہتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ صرف
کتب شیعہ سے ثابت کریگا کہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھ حضرت
خلیفہ ثانی کے خواہ بخوشی خواہ بجبر واقع ہوا اور جناب امیر علیہ السلام نے معاذ
حضرت خلیفہ ثانی کو رضی اللہ عنہ (یہان بجبر کہان) قبول فرمایا غور کیجیے آپ نے ناحق
اتنی صعوبت تفحص کتب اہلسنت میں اٹھائی اب اہلسنت کی احادیث یا روایت
کو مطابق مضمون آیت شریف کی پس پشت فرمائیے کیا روایات اہلبیت کتاب اللہ نہین
جو یہ آیت زبان الہی اصح الکتب بعد کتاب الباری کے کیا ہی مطلب ہین۔ نبذ فریق من الذین
اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم کانہم لا یعلمون۔
یعنی پھینکدیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دیگئی تھی کتاب خدا کی کتاب اپنی
پیٹھون کی پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے نہین اور کتب خاندانی کہ جس پر مدار تشیع کا ہے
اسکو ملاحظہ فرمائین جلد اول ایات بینات جو سنہ ۲۸۷ھ مرزاپور مین طبع ہوئی
ہے اس سے مختصر بتغییر عبارت گذارش کرتا ہون اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو
ازالۃ الغین کو ملاحظہ فرمائین کہ ساتھ شرح و بسط کے لکھا ہے مولف ایات بینات
عنوان بحث مین لکھتے ہین کہ شیعون نے اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے
جیسا کہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین جو انتساب تزوج حضرت عمر
بابن الخطاب بثبوت نرسیدہ و مثل سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان ائمہ
معصومین بود و غیر الشان انکار بلیغ ازان نمودہ اند) وہی تقلید جناب سے تو بانی
بلکہ حاشیہ صفحہ ۴۰ کتاب کا دیکھا تمام اس نکاح کا ایسا محل فراوے بلعنت انکار
طرف شیخ مفید علیہ الرحمہ کیا نہ لکھا چاہیے شیخ مفید سے فرمایا اول ابطال قول مجتہد
صاحب کا کر کے بعد اوسکے شیخ مفید صاحب کا قول عرض کرونگا ملا محمد صاحب
کشمیری نزہہ مین لکھا ہے صاحب تحفہ یون فرماتے ہین (سید مرتضی علم الہدی
در کتاب تنزیہ الانبیاء بعبارت [illegible] فقد ذکرنا فی کتابنا الشافی
الجواب عن ہذا الباب مشروحا و بینا انہ علیہ السلام ما اجاب

عمر الی نکاح ابنۃ الا بعد توعد و تہدد و مراجعۃ و منازعۃ و کلام طویل مأثور اشفق معہ من سوء الحال و ظہور ما لا یزال یخفیہ
یعنی نکاح عمر کا ساتھ ام کلثوم کے جسکو اہلسنت عمر کی فضیلت مین شمار کرتے ہین جواب ہمنے اپنی کتاب شافی مین بتفصیل دیا ہے وہان ہمنے بیان کیا کہ حضرت امیر نے عقد اپنی بیٹی کا عمر کے ساتھ بہ طیب خاطر قبول نہین فرمایا بلکہ یہ عقد بعد بہت سی ہوا ہے کہ عمر نے بار بار حضرت امیر سے درخواست کی اور نوبت منازعت و تخویف تہدید کی پہونچی جب حضرت امیر نے دیکھا کار دین و ملت خراب ہوتا ہے اور دامن ـــــــ تقیہ ہاتھ سے جاتا ہے تب بلا رضا اور بغیر اختیار کے جناب امیر نے یہ نکاح کر دیا اس تحریر کو سید مرتضی کی جناب قبلہ و کعبہ کی تحریر سے ملائے اور اس فقرہ کو کہ مثل جناب سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان ائمہ معصومین بود انکار بلیغ ازان نمودہ تنزیہ الانبیاء کی عبارت مذکورہ سے مقابل کر کے جناب اجتہاد مآب کی صداقت کی داد دیجئے بعد اسکے نقل عبارت مواعظ حسنیہ سے کہ جو انکی والد ماجد کے مولفات سے ہے تکذیب قول مجتہد صاحب کی ہوتی ہے۔ (سید مرتضی ننہ است کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیر واقع نشدہ و احادیث بسیار موید قول خود ذکر کردہ و سر آنکہ باختیار حضرت امیر واقع نشدہ محل اشکال نیست) جناب ہمارے ملاحظہ فرمائین کہ دعوی انکار بلیغ مجتہد صاحب کا خود سید مرتضی جناب اور انکی والد ماجد کی تحریر سے باطل ہو گیا رضامندی یا عدم رضامندی اور چیز ہے اور انکار بحث اور چیز۔ اس جگہ طائفہ قوم کو لازم ہے کہ پدر والا قدر یعنی مجتہد دلدار علی صاحب کو حلقہ مجلس مین لیکر بقانون نحو و تمیمی سناتہ اسی کا معنی متر نم بزن شعر یا لیت کا کان امون بنا تہ + فیتر فی نعذیہ الحواتہ۔ اور فرزند ارجمند عالی جناب کو مناسب ہے کہ زمین خدمت کی چوم کر اس شعر کو کھا تہ امنگ کتاب خوانان ایران کی ادا کرے پس مرد باید جملنا خلف پسر اند + من بجاو تا خلف پدرم +

دفع الوثوق مین بہت شکر گذار ہون کہ آپ نے لاطائل خارج از بحث باتون
دو ہی جز مین فراغت کی زیادہ دماغ سوزی نہ فرمائی۔ کیونکہ کہان تک آپ لکھتے اور
کیا لکھتے۔ اب مین بہی مختصر طور پر محققانہ طریقہ سے اس واقعہ عقد کے متعلق عرض
کرتا ہون انصاف شرط ہے۔ اولاً ثبوت نکاح مذکور سے مولوی صاحب نے نفی کی
ہے کہ کتب فریقین سے یہ نکاح ثابت نہین۔ نہ یہ کہ وجود روایات واقوال ضعیفہ
سخیفہ سے انکار کیا ہو اور ثبوت وہین کہا جاتا ہے جہان فی الواقع کوئی امر ثابت
و محقق ہو نہ صرف روایت روایات پر جو بغرض رد یا ابطال یا اور کسی غرض
سے نقل ہو جائے بلکہ اگر ان اعتراض سے نہو اور سنداً صحیح بہی ہو تو اسکو
بہی ثابت نہین کہ سکتے جب تک ثبوت واقعی نہ ہو چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب
فرماتے ہین صرحدیث صحیح جائز العمل ہی نہین چہ جائیکہ واجب العمل ہو
اور جب حضرات اہلسنت احادیث صحیحہ بلکہ متواترہ کے ثبوت اور صحت سے
انکار کرتے ہین تو روایات غیر صحیحہ بلکہ موضوعہ کے النسبت اگر کہا جائے کہ ثابت
نہین تو آپ کس منہ سے معترض ہو سکتے ہین۔ آپکا خیال ان ضعیف
و سخیف اقوال پر ہے جنکی حالت اجمالاً مذکور ہوئی اور آئندہ مذکور ہوگی اور
مولوی صاحب مرحوم کا خیال اصل واقعہ پر ہے جو فی الواقع ایسا ہی ہے جیسا
مولوی صاحب نے کہا کہ ہرگز ثابت نہین۔ ثانیاً یہ مسئلہ عقد ایک تاریخی واقعہ
ہے نہ کوئی ایسا مذہبی مسئلہ جسمین خاص ایک فرقہ کی روایت بکار آمد ہو
اور چونکہ آپ اس واقعہ سے فضیلت خلیفہ پر استدلال کرتے ہین تو آپکی
حیثیت مدعی کی ہوئی اور شیعہ بحیثیت منکر لہذا ضرور ہوا کہ آپ اس واقعہ کو
اپنے اصول سے پورے طور پر ثابت کر لیجئے تب منکر کے اقوال مسلمہ کو اپنے
ثبوت مین پیش کیجئے۔ نہ یہ کہ اپنے دلائل تو بالائے طاق رکھدین اور دوسرے
کے اقوال کو کہا پہر کر موافق مطلب بنالین بہر حال ہماری تحقیق اصل
واقعہ کی متعلق ہے نہ خاص شیعہ و سنی کی روایت سے اور انشاءاللہ

عنقریب ظاہر ہوگا کہ جن روایات و اقوال شیعہ کو آپ مفید سمجھتے ہیں وہ بالکل مضر
ہیں - ہاں یہ اچھی طرح ملحوظ رہے کہ بحث یہاں صرف اسیقدر ہے کہ حضرت ام کلثوم
بنت جناب فاطمہ کا عقد خلیفہ دوم عمر بن الخطاب سے ہوا یا نہیں - نہ یہ کہ یہ
عقد بفرض وقوع کسیطرح مفید ثبوت ایمان خلیفہ بھی ہے یا نہیں -
فالقتا ایکی نصیحت تھی کہ آپ نے ناحق اتنی صعوبت تصفح کتب اہلسنت میں اوٹھائی [illegible]
منظور ہوتی اگر آپ عاقل ہوتے - کیونکہ جب آپکو آیات بینات مطبوعہ مرزاپور سے
پیر دست برد کرنا تھا اوسیکو مختصراً بتغیر الفاظ نقل کرنا تھا - تو اسکی ضرورت ہی کیا تھی
کہ خون لگا کر آپ شہیدوں میں داخل ہو جائیں ساڑھے چار جز کی نقل سے آپ
مصنف کہلائیں اوسی آیات بینات کو بھیجیں آپکی خدمت میں رمی الجمرات جلد
ثالث مطبوعہ بستان مرتضوی لکھنؤ بھیجدیتا نہ آپکو زحمت تحریر ہوتی نہ اوسکو خدا
نہ مجھے پہلے مردود کے اور کہاڑنے کی نوبت آتی -
افسوس آپ نے مولوی حیدر علی کی وہ ازالۃ الغین نہیں دیکھی جسپر ہم بیٹھ فخر کرتے
اور بڑا ناز ہے وہ کتاب فارسی میں ہے جسکا ایک حصہ دہلی میں چھپا اور دوسرا لکھنؤ
مطبع ہمہ ہند صدر محسن میں چھپا ہمارے پاس موجود ہے اگر آپ اوسکو دیکھے ہوتے تو ہرگز
یہ نہ فرماتے (اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو ازالۃ الغین کو ملاحظہ فرمائیں کہ
ساتھہ شرح و بسط کے لکھا ہے) ہرگز اونہوں نے بہ نسبت صاحب آیات بینات
کے نہ شرح کیا ہے نہ بسط - ہاں اپنے یہاں کی روایات البتہ لکھی ہے جنکو صاحب
آیات بینات نے قلم زد کر دیا - شاید اسی عدم مطالعہ کی باعث اپنے اوسکے
مطبع وغیرہ کا حوالہ نہ دیا - افسوس ہے کہ اپنے مولوی مہدی علی خان کی پالیسی
کو ذرہ بھی نہ سمجھے اور سمجھتے کہاں سے وہ دماغ آپکو کہاں نصیب جو ان چالوں کو
سمجھتے آپکو مولوی حیدر علی کی تقلید سے جنکا دماغ خاندانی پیشہ کے سبب سے
بالکل معطل ہو گیا تھا مولوی مہدی علی خان نے ضرور ان روایات پر ایسی بھی
نظر ڈالی ہوگی اور خوب سمجھ لیا ہوگا کہ یہ روایتیں اس قابل نہیں کہ شیعوں کے سامنے

ظاہر کی جاتی ہیں چہ جائیکہ اون سے استدلال کیا جائے اسی وجہ سے اون ہی آیات پر پردہ ڈالکر ایسا چھپایا کہ کسیکو کا خیال بھی نہ جائے مگر آپ نے اپنے سادہ لوحی سے اون اسرار مخفیہ کو ظاہر کر دیا۔

رالعجائب جب آپ آیات بینات پر قرض کہا ئے بیٹھے ہین تو مولوی کرم علی صاحب مرحوم پر تقلید کے بارہ مین کیون معترض ہین۔ حاشیہ الیقاب پر دیکھا ہو یا کہین دیکھا ہوا انکار جناب شیخ مفید طاب ثراہ عقد مذکور سے تو ایسا یقینی ہے کہ آپکے مولوی حیدر علی و مہدی علی بھی اوس سے منکر نہ ہو سکے وہ رسالہ جناب شیخ کا بتفصیلہ چھپ گیا ہے اور اونکی عبارت کتاب کنز مکتوم مین دو مقامون پر منقول ہے ایک صفحہ ۱۶۲ مین دوسرے صفحہ ۱۸۳ مین۔ اگر آپ نے عقل افزائی وعدہ کیا کہ اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ ثابت کیا تو مین وہان اونکی عبارت نقل کرونگا والا فلا۔ علاوہ بر آن آپکے خود مولوی حیدر علی مقر ہین کہ شیعہ وقوع عقد کے منکر ہین دیکھیے ازالۃ الغین صفحہ ۹۰ اور سمہودی اور ابن حجر مکی تو عموم روافض اور ائمہ اہلبیت طاہرین کے انکار کو بھی نقل کرتے ہین دیکھیے کنز مکتوم صفحہ خامساً جناب سید مرتضی علم الہدی علیہ الرحمہ کے انکار پر لکھو بہتان اور تنزیہ الانبیا مواعظ حسنیہ سبکا نام نبوت دیا جس سے عوام پر اپکی کثرت اطلاع ظاہر ہو کہ جناب سلطان العلما طاب ثراہ کی خوب ردی۔ حالانکہ اسمین آپکی محنت سے نہ آیات بینات والے کی جسکو یہ بھی نہین معلوم کہ سلطان العلما نے لکھا ہے یا اور کسی نے کہان لکھا ہے کہ سید مرتضی منکر ہین۔ اسی وجہ سے یہ گوہر فقرہ لکھا کہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین۔ جناب من وہ رسالہ تشیید المبانی مولفہ جناب سید باقر صاحب مرحوم ہے جسکے جواب مین مولوی حیدر علی نے ازالۃ الغین لکھی۔ تصنیف جناب سلطان العلما طاب ثراہ جنکو آپ مجتہد صاحب لکھتے ہین اوسی تشیید المبانی کا وہ فقرہ ہے مولوی مہدی علی خان نے تو ازالۃ الغین شستہ سے دیکھی بھی نہ ہوگی

کہ کس رسالہ کے جواب مین ہے اسیوجہہ سے ایک رسالہ لکہدیا۔ بہرحال ان قصون نسے
کیا مطلب جناب سیدؒ کی وہ تحریر فرض و تسلیم کی بنا پر ہے کہ ایسے جبر و تقیہ کی
حالت مین اگر کیا تو کیا الزام ہے جیسا کہ تمامی روایات اہلسنت مین مذکور ہے
نہ یہ کہ اصل واقعہ کی تحقیق کیہو اسی وجہہ سے اوسکا حوالہ شافی پر دیا اور یہان مختصر
و تسلیمی جواب لکہدیا۔
اور روشن دلیل اس جواب کے جواب تسلیمی ہونے پر اخری فقرہ اوسکا ہے۔
والخلاف فی ذلک مشهور۔ یعنی خلاف اس مسئلکا مشہور ہے اس فقرہ
کو آپکے بزرگون نے ترک کردیا ہے جسکے لکہنے سے سب قلعی کہل جاتی ہے کہ
ہم یہ جواب فرضی طور پر دیتے ہین نہ تحقیقی طور پر۔ کیونکہ خلاف اس واقعہ
کا مشہور ہے اور ظاہر ہے کہ امر مشہور و متواتر کو سند کی چندان ضرورت نہین
ہوتی۔ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جناب سید کے نزدیک جو قریب العہد
تھے زمانہ ائمہ معصومینؑ سے خلاف اس واقعہ کا نہایت درجہ مشہور تہا کہ اوسکے
ذکر کی بہی ضرورت نہ تہی اور متقدمین اسیکے قائل تھے۔ صرف جناب سیدؒ نے بغرض
اسکات و تحجیت مخالف یہ نیا جواب تسلیمی لکہا کہ اور بہی حجت تمام ہو۔ اور
جدت اس جواب جناب سیدؒ کی اسی سے ظاہر ہے کہ اوستاد اونکے جناب شیخ مفید
رضوان اللہ علیہ نے بہت اچہی طرح ان روایات عقد کی موضوعیت اور واقعہ
کا غلط ہونا بکمال تحقیق و متانت ذکر کیا ہے اور کسیطرح اس جواب تسلیمی کیطرف
متوجہ نہین ہوئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ جواب تسلیمی دینا اور اس سے مخالفین کو
مغلوب و ملزم کرنا صرف جناب سید کی طباعی تہی اور ذہانت جسکا مخالف
موافق سبکو اقرار ہے۔ اگر اسپر بہی آپکی تسکین نہ ہو تو یہ عبارت دلایل الاحکام ملاحظہ
ہو۔ واما ما وقع من النبی والائمة من تزویجهم ذلک الصنف بعد فرض
تحققه الخ یعنی جو کچہ کہ واقع ہوا نبی اور ائمہ سے نکاح کرنا اونکا ان منافقون سے
بشرطیکہ اوسکے وقوع و تحقق کو ہم فرض کرلیوین الخ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا

کسیطرح یہ واقعات دراصل صحیح نہین ہین بلکہ فرضاً و تسلیماً کرکے جواب دیتے ہین
اس عبارت سے صرف یہی نہین معلوم ہوا کہ یہ جواب تسلیمی ہے بلکہ یہ بھی معلوم
ہوا کہ متقدمین و متاخرین سب اصل مین تحقیقاً اس واقعہ کے منکر ہین اور جو قبول
کرتا ہے وہ اسی طور پر کہ بفرض و تسلیم اور جواب تسلیمی کا اصل تحقیق مین غیر مفید
ہونا باتفاق فریقین کنز مکتوم مین صـ۱۷ سے لغایت صـ۲۴ بخوبی مذکور ہے ملاحظہ
فرمائیے۔

سادسًا بہت افسوس ہے کہ آپکے مولانا رشید الدین خان تو جناب غفرانمآب
سید دلدار علی صاحب اور سلطان العلما سید محمد صاحب اعلی اللہ مقامہما
کو مولانا الاجل الاکمل فرماتے ہین اور اونکی تعظیم و توقیر کو کافہ اہل اسلام پر لازم و متحتم
مگر آپ اونکی بھی نہین سنتے اور خلاف سیادت ایسے کلمات فرماتے ہین جس سے
خواہی نخواہی کہنا پڑتا ہے تو بہ توبہ ؎ ہر کس از دست غیر نالہ کند + سعدی از دست
خویشتن فریاد + مگر یہ کہ آپ یہ کہین کہ تعظیم و توقیر اونکی تو اہل اسلام پر لازم ہے
نہ ہمپر کہ زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے خلیفہ مجہول النسب کیواسطے یہ
نسبت دامادی صرف اسی غرض سے ثابت کیا چاہتے ہین کہ اہل اسلام اونکی
اور افعال سے چشم پوشی کرکے تعظیم کرین۔ اور یقینی صحیح النسب اولاد رسول
عالم کامل کے ساتھ یہ بی ادبی خود فضیحت دیگرے را نصیحت یہی ہے۔ سچ کہا ہے
یک حجت نیست تا گرد شہید + ورنہ بسیار اند در عالم یزید۔

قول شیخ موثوق صـ۲۴ سـ۱۶ اب ہم کتب حضرات شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثوم
بنت فاطمہ کا ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کے ثابت کرتے ہین اور دادی کے ذیل مین جا بجا
بیش بہام صاحب کی تحریرات کا جواب دیتے ہین۔ اول قاضی نور اللہ شوشتری نے مجالس
المومنین مین ساتھ ان الفاظ کے فرمایا ہے (اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد)
پس اوس حدیث استیعاب کا مضمون کہ ظاہر الیہ ہے قاضی صاحب کے قول سے ثابت ہوا
دوم ابو القاسم کوفی نے شرح شرائع مین لکھا ہے کہ تزوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر

یعنی نکاح کیا علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا ساتھ عمرؓ کے - اس روایت سے وہ شبہ پیش امام
صاحب کا کہ جسکو ساتھ اس عبارت کے کہ بعض متکلمین نے اپنے رسائل میں بیان تحریر کیا ہے
کہ ابن ماجہ اور ابن داؤد محدثان اہل سنت لکھتے ہیں ان اعلمان المسماة بکلثوم اثنتان
احدھما کلثوم بنت راھب و ثانیھما کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
فوقعت نکاح کلثوم بنت علی مع محمد بن جعفر الطیار و وقعت نکاح کلثوم
بنت راھب مع عمر ابن الخطاب - تحریر فرماتے ہیں جاتا رہا وہ بیٹی راہب کی نہ تھی بلکہ دختر
نیک اختر حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی تھیں - اور حیرت ہے کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہو
رہیں کوئی صاحب اس نکاح کو ساتھ غضب کے نسبت دیتے ہیں - کوئی صاحب حضرت
لوط کی بیٹیوں کو مثال میں لاتے ہیں - کوئی فرماتے ہیں کہ یہ نکاح بطیب خاطر نہیں ہوا کوئی
یہ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ نے اپنی طرف سے کردیا - کوئی بجائے ام کلثوم کے جنیہ کو
واسطے ہمبستری کے لاتا ہے کوئی کلثومؓ بنت راھب - کوئی کلثومؓ بنت ابی بکر بتاتا ہے کوئی
حضرت عباسؓ کے فعل کو ساتھ الفاظ وکالت فضولی کی تعبیر کرتا ہے - کوئی زعفران سے [illegible]
کیا ماجرا ہے - باقی رہے جناب پیش امام صاحب تو اونکے ایک دعوی بے سروپا ہے کہ بعض متکلمین نے
اپنے رسائل میں لکھا ہے اپنے دلکو خوش کرنا ہے وہ کون متکلم ہیں نام و نسب سے اونکے آگاہ
کیجیے بجای دفع المغالطہ آپ ہی سے سزاوار ہے آپ آفتاب کو ایک مٹھی خاک سے چھپاتے ہیں لیکن
مصرعہ ماشمعة الشمس بالموجا تنطفی حضرت امیرؑ کا گھر آیا قلعۂ اسلام تھا یا حکیم مہدی
کا امام باڑہ کہ بھول بھلیوں میں حضرت ام کلثوم کو چھپا دیا اور بیٹی راہب کی بیاہ دی - آخر یہی
گھر تھا جو بقول پیش امام صاحب کے خلیفہ ثانی نے جلا دیا معاذ اللہ وہی گھر تھا کہ جس میں سے
نعوذ باللہ جناب امیرؑ کے گلے میں رسی باندھکر لے آئے - وہی گھر تھا کہ جسکا دروازہ گرا دیا گیا
افسوس محبت اہل بیت کا یہی دم بھرا جاتا ہے اور اونکو ذلیل کرا اور مغلوب بتایا جاتا ہے نعوذ باللہ
من هذه الهفوات سہ ستم در پردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو یہ عداوت [illegible]
شرط ہے خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثومؓ بنت فاطمہؓ کی فرمائیں اور جناب امیر
[illegible] حضرت خلیفہ اول کی بیوہ [illegible] کا عمر ابن قیس [illegible]

سے دیوار دین کی قائم ہے اور بیخ شجرۂ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہے ع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

دفع الوثوق - پہلے آپکا یہ فقرہ "اب ہم کتب شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھہ حضرت خلیفہ ثانی کے ثابت کرتے ہین" نہایت شکرگذاری کی لایق ہے کہ آپ بھی کلام تقریر کو جناب سید کے مثبت وقوع نکاح نہین جانتے جب ہی تو آپنے یہ کہا "کہ اب ہم ثابت کرتے ہین" بعدہ کلام قاضی صاحب نور اللہ مضجعہ کو دلیل اول یا ثبوت اول قرار دیا جس سے اور بھی یہ سمجھا کہ آپ کلام جناب سید کو مثبت وقوع نکاح نہین سمجھتے خدا ایسی ہی فہم ہر جگہہ عطا فرمائے۔

ہم اس سے بھی خوش ہین کہ آپنے آیات بینات کے لغویات و خرافات کو قلم انداز کر کے اپنے کام کی باتونکو منتخب کر لیا ورنہ ناحق تضیع اوقات ہوتی۔ دوسرے پہلا ثبوت آپکا بلکہ آیات بینات والے کا بلکہ مولوی حیدر علی کا قول قاضی صاحب مرحوم کا ہے "اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بہ عمر فرستاد" وہی مشہور فقرہ ہے جسکو منطق مین تعلیق محال بالمحال کہتے ہین یعنی ایک محال کو دوسرے محال پر معلق کیا کہ اگر نبی نے کیا تو علی نے بھی کیا۔ حالانکہ نہ نبی نے کیا نہ علی نے۔ اسی ایک فقرہ سے عثمان کے عقد کا دعوی بھی دختر نبی سے باطل ہوا جیسا کہ عمر کا نکاح دختر ولی سے باطل اور لغو ہے کیونکہ تحقیق سے دونو واقعہ غلط ہین۔ چونکہ اہلسنت نفاق حضرت عثمان کے بہ نسبت خلیفہ دوم زیادہ قائل ہین۔ (یہان تک کہ باجماع صحابہ وفتوای ام المومنین واجب القتل قرار پاے) او اونکے عقد پر فرضی دختران رسول سے زیادہ نازان تھے کہ ذو النورین کا لقب دیا۔ لہذا قاضی صاحب نے بطور الزام فرمایا کہ جب ایسی منافق سے جسکا تمکو بھی اقرار ہے۔ رسول نے اپنی بیٹی بقول تمہارے بیاہی تو اگر جناب امیر نے بھی بقول تمہارے کسی منافق سے بیٹی بیاہی تو تم کیونکر معترض ہوسکتے ہو۔ جب عقد دختران رسول سے عثمان کا نفاق نہین زائل ہوتا تو بفرض محال عقد دختر علی سے نفاق عمر کیونکر زائل ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایسی شرطی تسلیمی والزامی اقوال سے کوئی محقق کیونکر اپنی رائے قایم کر سکتا ہے۔ ایک باریک نکتہ اس مین اور ہے کہ قاضی صاحب کو یا کسی شیعہ بلکہ سنی کو بھی اصل وقوع نکاح عثمان و عمر سے انکار نہین ہے بلکہ اون ازواج کے بنت رسول و بنت علی ہونے سے انکار ہے جو بہت صحیح اور مطابق واقع ہے بس جناب قاضی صاحب مرحوم کا یہ ایک فقرہ ایسا جامع و مانع ہے کہ آپ تو کیا آپکے علما سمجھہ بھی نہین سکتے

چہ جائیکہ اعتراض کرین۔ اور اس فقرہ " ولی دختران بعمر فرستاد " سے یہ نہ دختر علی ہونا ثابت ہوتا ہے نہ نکاح کیونکہ دختر عام ہے ہر لڑکی کو دختر کہتے ہین۔ اگر بالخصوص دختر علی مراد ہوتی تو یون لکھتے ولی دختر خود را بعمر فرستاد اور دونو جملے بھی دختر بعثمان داد و ولی دختر بعمر فرستاد مین لفظ دختر یونہین مذکور ہے بلا اضافت خود وغیرہ جس سے تخصیص دختر سمجھی جاوے اسیطرح لفظ فرستاد بھی عام ہے اور بعد اسکے سمجھا جائیگا کہ بھیجنے بھجانے کا مضمون ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہے جسکی عمر نے خواستگاری کی اور جناب امیر نے اوسکی صغر سنی وغیرہ کا عذر کیا۔ نیز شیخ ابو القاسم قمی کا شرح شرائع مین لکھنا۔ ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ کا مضمون ہے اگر شرح شرائع ابو القاسم قمی آپ دنیا کے پردہ پر کہین دکھلا دین تو کچھ نذرانہ حاضر کرون یا حضرت آپکے مولانا اولاد حیدر علی ہی نے دہو کہا کہا یا ہے تو آیات بینات والے کا کیا قصور جو اونکا ناقل ہے اور آپ اوسکے ناقل۔ ابو القاسم قمی علیہ الرحمۃ تو مصنف قوانین الاصول ہین جو بہت متاخرین علماء مائۃ حادی عشر سے اور محقق ابو القاسم حلی علیہ الرحمۃ مصنف شرائع کے ہین نہ شارح شرائع کے۔ ہزارون نسخے قلمی چھاپہ موجود ہین ایک نسخے مین بہی آپ یہ عبارت نکالدین تو ڈبل شکریہ ادا ہو۔ زیادہ توضیح ذو الفقار حیدری جلد سوم مین صحیح اب فرمائیے کہ وہ " شبہہ پیش امام صاحب کا " کہ ام کلثوم راہب کی بیٹی کا نکاح عمر سے ہوا " کیونکر زائل ہوا؟ ایسے غلط افتراؤن سے اگر رفع اشتباہ ہو تو آپ مسلمان ہی کیون رہین۔ یہ لفظ شبہہ آپکے مذاق پر تحریر ہوا نہین تو شبہہ سے اسکو کیا مناسبت ہے کیونکہ مولوی صاحب تو آپکے اسلاف ابن ماجہ وغیرہ سے بنت راہب ہونا ام کلثوم زوجہ عمر کا نقل کرتے ہین اور آپ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا کہ یہ نقل صحیح ہے یا غلط بلکہ لیک گونہ آپنے اس دعوی کی تصدیق کی کہ فرمایا کوئی ام کلثوم بنت راہب " کہتا ہے " یہی یاد رہے کہ بعد ان دونو ثبوت مین سے کسی ثبوت مین بنت فاطمہ ہونا مذکور نہین۔ کیونکہ ہر بنت علی بنت فاطمہ نہین اور پہلے ثبوت مین تو بنت علی ہونا بہی مذکور نہین۔

جب ہم بہی آپکے اس جملہ کو " کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہو " ہم مطلق نہ سمجھے کہ کون سا نکاح آپنے ثابت کیا ہے اور کونسا اہتمام آپکو مقصود ہے۔ ولی دختر بعمر فرستاد۔ اور شرح حلی اہتمام

مین تو کوئی اہتمام مذکور نہین۔ اول فقرہ جملہ شرطیہ ہے جسمین نہ نکاح ہونا مذکور ہے نہ دختر کا دختر ولی ہونا دوسرے کا وجود ہی نہین چہ جائیکہ کوئی اہتمام ہو اگر ہی اہتمام ہے تو بھی اشتباہ اسکا باقی رہا۔ غصب کہنا۔ یا لوط کی بیٹیون کی تمثیل دینا۔ یا بلا طیب خاطر ہونا۔ یا [illegible] جبر ہونا۔ یا جنیہ کا آنا۔ یہ سب تقریر تو دوسری جگہ کی ہے جسکو آپ پھر لکھینگے اور وہین اسکا جواب بھی مذکور ہوگا یہان سے کچھ مناسبت نہین۔ علمائے شیعہ نے بعض روایات اہلسنت کو دو ایک منٹ کیلئے فرضی طور پر تسلیم کیا ہے وہان کی یہ باتین ہین کہ بغرض تسلیم اگر ہے تو یون ہی ہے اور بعض تو خاص آپ ہی لوگون کی روایت ہے جسکو شیعہ بمقابلہ آپکے پیش کرتے ہین جسکے لئے تمثیلاً دو ایک روائتین آپکی بیان کرتا ہون۔ غصب جسکے معنی بلا طیب خاطر کے ہین وہ تو کل روایات اہل سنت مین درج ہے جیسا کہ آگے آویگا مگر بنظر تسکین خاطر تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی کے باب ۱۱ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائی

پس علی نے انکار کیا عمر کی تزویج سے۔ یہ بہت شاق ہوا عمر پر۔ پس کہا عباس نے نکاح کردو اوسکا عمر سے کہ ہمکو ایک کلام بد عمر کا پہونچا ہے۔ اور بتمثیل دختران لوط [illegible] کہ جب حضرت لوط نے نبی ہوکر باوصف محافظت خدا و ملیکہ بلکہ نزول [illegible] ملیکہ گوارا کیا کہ میری بیٹیان کفار کے قبضہ مین جائین حالانکہ وہ انکے خواہان نہ تھے۔ تو حضرت علی نے جو امام تھے اور نائب نبی نہ نبی اگر اس سے سخت تر مجبوری مین کسی ایک بادشاہ منافق عقد کیا چاہتا تھا اور مسلمانان زمانہ اوسکا تابع ہے حضرت کا کوئی ساتھی نہین ہے کیا تو کیا مضائقہ

وکالت حضرت عباس کی روایت اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق مین فصل الخطاب سے منقول ہے کہ انہون نے نکاح کردیا ام کلثوم کا عباس نے برضا انکے باپ کے۔ باقی رہی روایت جنیہ پس اسکا ذکر آئندہ بتفصیل ہوگا اور انکار زفاف کی روایت ہدایت السعداء مین ہے جو اہلسنت کی کتاب ہے وکذلک ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر بن الخطاب قبل ان یصیبها۔ ملاحظہ ۲۵۹ حاشیہ تزویج ام کلثوم صفحہ ملاحظہ ہو۔

بالغرض جس جس قسم کی روائتین آپلوگون نے سنائین اور انکا جواب تحقیقی و تسلیمی [illegible] انکی روائتین پیش کی گئین اسمین شیعون کا کیا قصور ہے۔

خارج از بحث سطر ۸ صفحہ ۳۵ کی عبارت "باقی رہے جناب پیشوائے ما صاحب کے جواب کی ضرورت نہین ہے کیونکہ گو مولوی صاحب نے اس متکلم کا نام نہین لکھا ہے مگر ابن ماجہ و ابن داؤد کا تو نام لکھا ہے جنسے وہ عبارت نقل کی ہے ان کتابون کو کیون نہ دیکھ لیا۔ مین نے ان کتابونکو نہین دیکھا ہے جو عرض کردن لیکن آپنے بڑی غلطی فاش کی جو ان کتابونکو دیکھا نہ اس جرح پر غور کیا صرف طبعزاد ایک فقرہ مہمل لکھدیا۔ یہ آپکا فرمانا صحیح ہے کہ حضرت امیر کا آخر وہی گھر تھا کہ خلیفہ ثانی نے جلادیا وہی گھر تھا کہ جسمین گھسکر جناب امیر کے گلے مین رسی باندھکر لے آئے وہی گھر تھا کہ جسکا دروازہ گرادیا گیا تھا کیونکہ یہ سب باتین تو آپ ہی لوگون کی روایات مین موجود ہین پھر شیعون کا کیا قصور ہے۔

پانچوین اسکا تو کوئی بھی قائل نہین "کہ خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ فرمائین اور جناب امیر دختر راہب خواہ حضرت خلیفہ اول کی بیاہ دین" برائے خدا ذرا شرمائیے اسقدر افترا نہ فرمائیے کہین سے اسکا ثبوت دیجیے کہ کوئی شیعہ قائل ہو کہ خواستگاری حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ پر آپنے یہ کیا۔ محض تہمت محض افترا ہے۔

یا آپ سمجھے نہین یا سمجھکر گڑ رہا ہے وہ لوگ تو صاف یہ کہتے ہین کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی نہ خواستگاری ہوئی نہ خلیفہ نے اونسے عقد کرنا چاہا نہ عقد ہوا نہ کوئی اور قصہ ہوا۔ آپکے علما نے زوجیت ام کلثوم بنت راہب کو جو مقبولہ آپکی ہے۔ (نہ میری) اور خواستگاری یا عقد ام کلثوم بنت ابوبکر کل قصہ کو بسبب اشتراک نام کے حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف منسوب کردیا۔ اسکا کوئی قائل نہین کہ جناب امیر نے اپنی بیٹی کی جگہہ ان لوگون مین سے کسیکی بیٹی بیاہ دی ہو۔ کیونکہ وہ سب تو خود خلیفہ کی زوجہ تھین یا وہ نہین کہ عقد کی خلیفہ نے خواہش کی تھی۔

صحیح ہے کہ ہرگز یہ سب کام ان اون قدسی صفاتون کا نہین جنکے قول و فعل سے دیوار دین کی قائم ہے اور بیخ شجرہ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہے مگر ہمکو تعجب ہے کہ کس دل اور کس زبان سے اپنے ان امور کا اقرار کیا ہے۔ یا صرف شیعون پر الزام تمام کرنیکی غرض سے یہ تقریر ہے؟

جناب من یہ سب کام اون قدسی صفاتون کا تو نہین ہے جنسے دین کی دیوارین قائم ہوئین۔ مگر اون دین کے دیوار گرانیوالون کے بارے مین آپکی کیا رائے ہے جو اپنی غرضونکے لئے اون قدسی صفاتونکو بے سلیقہ سمجھکر

نہ کوئی بغض سے اس مضمون خوشی سے گوارا نہ کرے جو تم اپنی دفعہ روایات اہلسنت کا بیان ہے

عکس قول موثوق صہ ۳۵ س ۱۹ ——— سیوم حضرت قاضی صاحب بسند ابو الحسن علی بن اسمعیل از ائمہ مصری مجالس المومنین مین فرماتے ہین (اور از چند امر پرسیدند کہ آن آنجا بیقدر مسکا حکایۃ نماز اصحاب جواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود چنانچہ ... شہادتین ... زبان بہ اقرار فضیلت میکشود و در آن باب غلظت ... فصح غلظت بود نیز منظور بود

اس عبارت سے بھی دعوی کمترین کا اور تحریر ناسخ التواریخ کا مضمون ثابت ہوگیا اور تہمت سرقہ کی جو بہ نسبت اس کمترین کے فرمائی ہے جاتی رہی افسوس کہ جناب کو اپنی تحریر کے دیکھنے سے کچھ خیال ندامت آنا ہوگا جو نشانہ بلکہ انشان صفحہ کا ماسبق عرض کیا چہارم وہی قاضی صاحب مجالس المومنین مین فرماتے ہین (محمد بن جعفر طیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ از روی اکراہ در حبالہ عمر بود مزوج نمود) اس سے فی الجملہ ثبوت عبارت بیہقی وغیرہ کا کہ جسکو حاشی کرکے لکھا ہے ہوگیا اور نکاح کا ہونا ساتھ خلیفہ ثانی کے ثابت ہے جسکے ثبوت سے اس کمترین کو غرض ہے پنجم کتاب تہذیب مین یہ حدیث موجود ہے جسکو ساتھ سند ائمہ کرام علیہم السلام کے اس خدمت میں بیان کیا ہے قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح جعفر عن ابیہ علیہما السلام قال ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعۃ واحدۃ ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الآخر وصلی علیہما جمیعاً

پس ثبوت[1] عبارت شاہ صاحب کا کہ (درینجا خود بالقطع والتواتر ثابت است کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمدہ) ہوگیا اور خدشہ[2] جناب کا کہ ام کلثوم معرکہ کربلا مین موجود نہین جاتا رہا اور جب کتاب تہذیب سے صاحب اولاد ہونا ام کلثوم بنت فاطمہ کا ثابت ہوا تب وہ فقرہ جناب کا) کیونکہ کلثوم بنت فاطمہ کا صاحب اولاد ہونا کتب سیر سے ثابت نہین لامحالہ زید بن عمر بطن کلثوم بنت راہب سے متولد ہوا ہوگا اور لقیناً دیگر صدق وہی بنت راہب یا کلثوم بنت ابی بکر از بطن اسما بنت عمیس کما سیاتی ذکرہا منکوحہ عمر ہوگی نہ کلثوم بنت فاطمہ) باطل ہوگیا اور فقرہ[3] آپکا لفظ لامحالہ سے تا لفظ منکوحہ عمر ہوگی قیاس اور ظن فاسد بلکہ وہم کاذب پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اتنا بڑا[4] امر کہ جسکے واسطے اسقدر اہتمام ہو اور سنی اور شیعہ اپنی کتب احادیث مین درج کرین بلکہ فرقہ ثانی مانع اسکا ہو پھر نہی لفظ ہوا ہوگا اور ہوگی

جو کہ مفید ظن بلکہ شک ہو ثانی یقین ہو تحریر کیا جاوے اور اپنے دعوی و ہم مطوی پر صرف استقرار فرمایا جائے بیع تمہید کہ بہ انداز گفتگو کیا ہے۔ وہ ادلۂ عقلی و نقلی کہ جسمین ظن اور قیاس کو دخل نہو ارشاد کیجیے ورنہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ فلان امر ہوا ہوگا اور فلان چیز یہی ہوگی کہ سکتا ہے اب کمترین مطابق روش جناب کے عرض کرتا ہے کہ نکاح دختر حضرت ابوبکر کا ساتھ حضرت عمر کے احتمال ہوا ہوگا اور نکاح دختر حضرت علی کا بھی یقینا ہوا ہوگا کیا دو عورتین ایک نام کی ایک شخص کے نکاح مین نہین آسکتین ایسی ہی تحریر جناب کو دعوی جواب لکھنے کا ہوا مگر آپ مجبور ہین صاحب الغالب نے ایسا لکھا ہے زیادہ اس سے ثبوت آپ کہان سے لاتے مصرع انچہ استاد بمن گفت ہمان میگویم۔

(۶) کتب تواریخ و سیر مین جس جگہ ذکر ازواج و اولاد حضرت خلیفہ ثانی کا مندرج ہے وہان دو نام ام کلثوم کے لکھے ہین۔ بعض نے لکھا ہے کہ ملیکہ بنت جرول بن مالک آپکے زوجیت مین تھی۔ بعض نے نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکھا ہے مسیب و زید اصغر و عبد اللہ اصغر اوس بطن سے تولد ہوئے اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے بھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام زید اور بیٹی کا نام رقیہ تھا۔ ایسی حالت مین قیاسی اور ظنی اور وہمی باتون سے استدلال کرنا انصاف سے بعید ہے خلاف داب اہل بصیرت و مناظرت ہے۔ باقی رہا ام کلثوم بنت فاطمہ کا معرکہ کربلا مین اس جگہ وہ نقل (۸) یاد آئی جسکو مولانا حیدر علی صاحب مد ظلہ العالی نے رسالۂ المکاتیب فی رعیۃ الثعالب والغرابیب مین لکھا ہے (مسلی بود کہ بعد از شنیدن مناقب فاروق و قرابت مجتمعاو در دودمان اہل بیت طاہرین سر خودرا میکوفت و میگفت کہ باور م نمی آید و عقل ندیم این مناقب را تجویز نمی نماید کہ عمر در معرکہ کربلا آب فرات را بر ذریت سرور کائنات قورق کردہ و بر ملبہ ہای جگر رسول مقبول و حضرت بتول انواع ظلم و جفا روا داشتہ یکے از یاران فہمید گفت کہ ای زن ناقص العقل آن عمر کہ فوج کشی بر مہمانان کربلا نمودہ و ابواب ظلم بروی ایشان کشودہ عمر بن سعد بود و مورخین مدائح عمر بن خطاب است کہ در ملا مین ہم رسالہ ما ہمچو مہر کا الشمس فی وسط السماء و معتقد اہل صدق و صفا است وقبل از شہادت خود بیست سال از دنیا در گذشتہ زنہار وی در کربلا حاضر نبود زن فریاد میکرد و زار زار میگریست کہ ہرگز باور دلم نمی آید زیرا کہ من از علمائے شیعہ تمام کتابہا ہمین جور و جفا را ہمین خلفا صد در یافتہ والا ہیچ کسی کہ نام مہرشیر بر زبان

سبب وتبرا میکشایند) بعد تھوڑے فاصلے کے لکھتے ہین (اکنون توجیہاتیکہ درین امور بہ کتب
قدیم وجدید ذکر کردہ عوام را بہ انتساب واقعۂ کربلا سوی خلفا از راہ بردہ اند باید شنید محصلش چند
حرف آنکہ سبب قتل واسیر اہل بیت در کربلا اجماع سقیفہ وامر شوری است کہ بانی مبانی آن عمر
است وشعرائے ایشان درین باب بہ عربی وفارسی صدہا اشعار نظم کردہ۔ قاضی نور اللہ شوستری
وامثالش در تصانیف خویش آوردہ اند وایرادش خالی از اطناب نیست مصراعی ازان این است ع
آن کشتۂ سقیفہ وشوار و کربلا۔ اگر یہ پر اس مصرع کے جناب کو تسکین نہو وے تو رسالہ رجعتیۂ ملا
مجلسی رحمۃ ملاحظہ فرمائیے کہ حدیث ہشتم مین یہ فقرات تحریر فرمائے ہین (پس ہر ظلمے وکفری کہ از اول
عالم تا آخر شدہ گناہش بر ایشان لازم آید ومثل زدن سلمان فارسی وآتش افروختن بدر خانۂ
امیر المومنین وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام برائے سوختن ایشان وزہر دادن امام حسن وکشتن
امام حسین واطفال وپسر عم وعمان ویاران او علیہم السلام واسیر کردن ذریت رسول وریختن خون آل
محمد صلعم در ہر زمانے وہر خونے کہ بناحق ریختہ شدہ وہر فرجے کہ بحرام جماع شدہ وہر سحتے
کہ خوردہ شدہ وہر گناہ وظلم وجورے کہ واقع شدہ تا قیام قائم آل محمد صلعم ہمہ را بر ایشان بشمارد
انتہت بلفظہا) پس ازین قبیل جناب نے بھی رہنا ام کلثوم کا معرکۂ کربلا مین تصور فرمایا اگرچہ
خطا جناب کیطرف عاید نہین ہوسکتی کیونکہ صاحب الفاب نے ایسا ہی لکھا ہی آپ نے اسکے لکھنے کو
معتبر اور راست تصور فرمایا صرف نقل کردیا تنقید اور تحقیق نہین فرمائی۔ تحریر الشہادتین کو
جناب نے نہین ملاحظہ فرمایا ورنہ ایسا سہو کا ہیکو نہ ہوتا اُن بزرگ نے اُس کتاب مین التزام روایات
صحیحہ کا نہین کیا ہی بہت سے روایات ضعیف اور مختلف انحمین موجود ہین وہ کتاب مرثیہ کے طور
پر بیان کی گئی ہی اصل سر الشہادتین مین جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے البتہ التزام
صحت کیا ہی اُسمین اس روایت کا اثر ہی نہین ہی۔ علاوہ اسکے خود تحریر الشہادتین مین بعد
لکھنے اُن روایات کے اُن بزرگ نے لکھدیا ہی۔ بالجملہ این روایات وامثال آن بعضے ازان خالی
از ضعف نبودہ باشد۔ پس ایسی حالت مین بقول ایسے مصرع مشہور ع وا ماندہ ز اصل کا مشغول
بفرع۔ یہ طریقہ کام محققین اور مدققین کا نہین۔ اگر ایسی روایتون پر آپ تشبث فرمائینگے
بہت سی روایتین مرثیون مین مرزا دبیر صاحب ومیر انیس صاحب کے آپکو ملجائینگی جن

جواب جناب کا بخوبی درست ہوجائیگا بقول صاحب آیات بینات کے (جو مضمون انکے ذہن میں آیا اسی
وقت ایک روایت اپنی طرف سے جھوٹی سچی بنالی اور اپنی شاعری دکھلائی) جناب نے ناحق تحریر
اور تقریر کا حوالہ دیا شعر مشہور کہ جسکو ہر مہینے میں سینے بار پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہوگا شنیدستم
بستند بازو زینبؑ و کلثومؑ را + الفلک آن ابتدا این انتہائے اہلبیت مذہب تسطر فرمایا ہوتا۔ ایکی
عبارت عالی کو فما ھو الا افتراء ھم تا رب الجزاء۔ لکھکے جناب پہیر دون جناب کی طرف
تو پہیر ہی نہیں سکتا کیونکہ اسمین الفاظ سب اور دشنام کے مندرج ہیں اگر ارشاد ہو تو جناب
تہذیب کیطرف پہیر دیجائے کہ ان بزرگ نے جناب کے جواب کو بالکل خراب کر دیا کہ وفات ام کلثوم
اور زید کا قبل معرکہ کربلا کے لکھدیا۔ اب رد و قدح [illegible] روایت استیعاب کے کہ جسکو الفاب سے لکھا
ہی اور روایت مودت کو وہ بھی کتاب مذکور سے کچھ عربی کی اردو اور کچھ عربی کی عربی تحریر کی ہے سوال
و جواب [illegible] کتب [illegible] دسیوں دگر بیان ہو چکے ہیں اون کتابوں کو ملاحظہ فرما کر تسکین اپنی
فرمائیے میں ایسے [illegible] کو بیند نہیں کرتا مقصود اصلی میر العینی انکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ
[illegible] حضرت عمر [illegible] حضرت شیعہ [illegible] گفتگو [illegible] از بحث [illegible]

دفع الوثوق

---- یا حضرت قاضی صاحب بسند ابو الحسن علی بن اسمعیل
اثنا عشری کوئی روایت نہیں نقل کرتے ہیں جسمین سند ہوتی ہے یا قول معصوم سمجھا
جاتا ہے بلکہ خود علامہ ابو الحسن کا حاضر جوابی لکھ رہے ہیں کہ سنیوں کو اس جواب سے خاموش
کر دیا کہ اگر حضرت امیر نے عمر سے بیٹی بیاہی تو اسوجہ سے کہ وہ زبانی اقرار شہادتین
کرتے تھے جسکا مقصود یہ ہے کہ تم جو کفر عمر و نکاح مذکور کا اجتماع محال سمجھتے ہو غلط ہے
کیونکہ ہم خلیفہ کو منافق کہتے ہیں جس سے عقد جائز ہے تم لوگوں کے نزدیک پس اگر
نکاح ہوا تو اسی بنا پر کہ وہ زبانی اقرار شہادتین کرتے تھے۔ دیکھئے تو یہ بھی وہی
جواب تسلیمی ہے جسکو کوئی مفید مدعا نہیں سمجھتا یہ جواب بھی اوسی قسم کا ہے جو جناب
سید مرتضی علم الہدی نے تحریر فرمایا تھا جنکی طباعی و ذہانت مسلمہ فریقین ہے اسوجہ
سے جناب قاضی صاحب نے اس جواب کو علامہ ابو الحسن کے لطافت و حاضر جوابی کے
موقع پر ذکر فرمایا تو یہ جواب اور جواب سید مرتضی بطرز اسکات مخالف ہے نہ بنا بر تحقیق الحق

مین مگر یہ عرض کر چکا ہون کہ جس عنوان سے اہلسنت استدلال کرتے یا سوال فرماتے
اوسیکے مطابق کبھی جواب تحقیقی دیا جاتا کبھی الزامی کبھی تسلیمی۔ اگر ایسے ہی ثبوت کی ضرورت
تھی تو بہت اچھی طرح آپکا مقدمہ ثابت ہوگا آپنے ناسخ التواریخ کا جو تذکرہ کیا ہی تو شاید
آپنے اوسے دیکھا نہین کسی سے سُن لیا ہوگا۔ آپ اوسکے پہلی جلد کا مقدمہ پڑہیں کہ کیا لکھتے
ہین وہ بیچارہ تو خود لکھہ رہا ہی کہ ہم تواریخ اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور زیادہ تر تاریخ طبری سے
پہر اوسکو تاریخ شیعہ سمجھنا آپ ہی سے عقلا کا کام ہے۔ اگر ایسی ہی لفظون پر
مدار تحقیق ہے تو بیشک آپ جیت گئے۔ ہزارون جگہہ قران مین صحاح ستہ مین اقوال
کفار و منافقین بغرض رد صریحاً یا کنایۃً مذکور ہین بلکہ بغیر ان وجوہ کے بہی۔ تو وہ سب
جیت گئے ہزارون روائتین کتب اہلسنت کی شیعون کی یہان بغرض مذکور یا دوسرے
اغراض سے مذکور ہین وہ سب شیعونکی روایت ہوگئی۔ ع برین عقل و دانش بباید گریست+
دوسرے آپکا چارم ہی بیکار ہے۔ کیونکہ مجالس المومنین کتب رجال سے ہی قاضی صاحب
نے محمد بن جعفر کا حال کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن حجر عسقلانی سے لکھا ہے جسکی
عبارت مطابق استیعاب یہ ہے۔ هو الذی تزوج ام کلثوم بنت علی بعد موت عمر
بن الخطاب۔ یعنی محمد بن جعفر وہی ہین جنہون نے عقد کیا ام کلثوم سے بعد موت
عمر بن الخطاب کے جس سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نے اون عبارتونکا ترجمہ کیا ہے۔
یا حضرت یہ بہی واضح رہے کہ اصابہ و اسد الغابہ و استیعاب و تاریخ کامل وغیرہ کتب رجال
و تواریخ اہلسنت مین حضرت محمد بن جعفر کی شہادت جنگ تستر مین بعہد عمر لکہی ہے پہر
فرمائی کہ بعد شہادت وہ کیونکر زندہ ہوی جو اونسے دوبارہ نکاح حضرت ام کلثوم کا ہوا۔
یہ جملہ معترضہ یاد رکھیئے آیندہ کام آویگا۔ بیہقی وغیرہ کی عبارت کو الحاق کہنا حضرت خالی ہی
کا کام ہے کیونکہ بیہقی کی عبارت سے کوی مطلب مخالف اہلسنت نہین نکلتا جس سے
ماموں صاحب نے اوسکو الحاقی قرار دیا بیہقی کی عبارت منقولہ صفحہ ۱۳ رسالہ قول ہو قوی یہ ہے
ان علیا عزل بناتہ لولد اخیہ جعفر فلقیہ عمر فقال یا ابا الحسن انکحنی ابنتک
ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم قال قد حبستہن لولدی اخی جعفر

اور یہی مضمون تمامی روایات اہلسنت میں ہے کہ جناب امیرؑ نے خلیفہ سے ایک عذر یہ بھی
کیا کہ ہمارے بیٹوں کی نسبت فرزندان جعفرؑ سے مقرر ہے جیسا کہ آیندہ بھی مذکور ہوگا
پھر پتہ معلوم یہ عبارت کیوں الحاقی قرار دی گئی بہرحال چونکہ کوئی کتاب اہلسنت کی
ایسی نہیں ہے جسمیں وہ یہ نہ کہتے ہوں کہ شیعوں نے بڑھا دیا تو اب اس جملہ کی شکایت
یہاں کیونکر کی جائے۔

تہذیب سے ثبوت آپکا کتاب تہذیب ہے جو بیشک مستند کتب احادیث مذہب شیعہ سے ہے مگر
اور مبسوطوں سے جیسا کہ کتب اربعہ پر کل شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اقسام اربعہ صحیح حسن موثق
ضعیف روایتیں ان سب میں ہیں۔ نہ یہ کہ آپکی صحاح ستہ کی طرح از راہ گندم نمائی جو فروشی
عوام میں تو یہ کہیں کہ بعد قرآن یہی کتابیں صحیح ہیں اور علما ہزارہا حدیثوں کو انکے غلط
ضعیف موضوع بتائیں۔ بہرکیف کتاب تو معتمد ہے مگر اسوقت ملاحظہ
نہیں جو اس روایت کی اور سے توثیق کریں کیونکہ بہت سی روایتیں اسکی مخالف ہیں
[illegible] ہیں کہ مانند ام کلثوم دزید بن عمر اور بروایتے زید بن یحییٰ النسبوکین
بنت [illegible] کی کا لفظ نہیں ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ یہ روایت درست نہو۔ مگر ہم
ان سب امور سے درگذر کرکے جب سلسلہ روایت کو کتب رجال سے ملاتے ہیں تو یہ
روایت بالکل ناقابل اعتبار ٹھہرتی ہے کیونکہ راوی اول محمد بن احمد بن یحییٰ کی بابت
کتاب منتہی المقال میں لکھا ہے [illegible] یہ روایت کرتے ہیں ضعیفوں سے اور اعتماد کرتے ہیں
مرسل پر۔ اور نہیں پرواہ کرتے کہ کس سے لیا روایت کو اور انکی کتاب نوادر الحکمۃ کو
علمائے قم دبہ شبیب کہتے تھے یعنی ایک کپڑا تھا جسکے کئی منہ تھے کہ ہر چیز کو بھی
ایک ہی ڈبے سے دیتا غرض اس سے مشابہت دیتا تھا اس کتاب کو اس ڈبے سے ملاحظہ ہو
مطبوعہ ایران۔ پھر فرمائیے ایسی روایت سے استدلال کیونکر درست
ہوسکتا ہے انصاف شرط ہے ہٹ دہرمی کا جواب نہیں۔ قداح پر بھی زیدیت کا
الزام ہے دیکھو رمی الجمرات صفحہ ج ۲۔ عنوان روایت بھی بالکل خبط ہے
عن جعفر ابن محمد التمیمی عن القداح جعفر بن محمد ہرگز طریقہ روایت نہیں۔ ادہی یہ روایت

بطریق عنعنہ ہی کہ عن فلان عن فلان جو محدثین کے نزدیک قابل وثوق نہین چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب روایت شکار بی بی عائشہ کے جواب مین فرماتے ہین وبا نہ درین روایت عنعنہ است کہ محتمل اتصال وانقطاع باین قسم روایات بی سند در مطاعن امہات المومنین تمسک جستن شان مومنین نیست تحفہ صفحہ ۱۴۵ کلثوم یہ روایت شکار خاص اہلسنت کی روایت ہی نہ شیعو نکی وکیع بن جراح اسکے راوی ہین

شعر

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دلکا	جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

یہی ثبوت ہین حضرت خالد کے بلکہ آیات بینات والے کے بلکہ حیدر علی کے کتب مذہب شیعہ سے جنپر وہ سب شور وغل تہا جس سے ناظرین اندازہ کرسکتے ہین کہ اہلسنت کیسی کیسی بنا کی باتین گہڑ دیتے ہین اور کیسی کیسی الزام باندہتے ہین جو ایک وار بہی نہ سنبہال سکے۔ ان پانچون ثبوتون کی مجموعی حالت یہ ہی کہ ایک تو اوسمین روایت ہی۔ یہی جو اخیر مین مذکور ہوئی اور اوسکی تحریف وبے اعتمادی اپنی دیکہی۔ باقی دو قول ہین علمائے شیعہ کے جواب مین اہلسنت کے ایک قول قاضی صاحب دوسرے قول ابوالحسن صاحب جو سنیونکی جواب مین بطور فرض وتسلیم کہا گیا اور اونکے حاضر جوابی مین منقول ہوا تیسرا قول نقل عبارت اصابہ واستیعاب وغیرہ ہی جو کتب اہلسنت سے ہی۔ چوتہا قول ابوالقاسم قمی شارح شرائع کا ہی جسکا دنیا مین وجود ہی نہین۔

روایت ہو یا قول نہ تحقیق واقعہ کی متعلق ہی نہ مورخانہ حیثیت سے نہ اوس جگہ کی ہین جہان اسکی بحث ہونی چاہیئے نہ اسمین یہ دیکہا یا ہی کہ یہ عقد کیون ہوا کب ہوا کسکے سامنے ہوا اور یہ بیٹی جناب سیدہ تہین یا جناب امیر کی کسی دوسری زوجہ سے نہ اور اسکے متعلقات۔ اسیرت فرمایش کی جاتی ہی کہ شیعیان لین خلیفہ دوم کا عقد حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے ہوگیا بہلا منصف مزاج عاقل محققانہ نظر سے کیونکر قبول کرسکتا ہی۔ یہی سبب ہی کہ علمائے شیعہ نے ادہر زیادہ توجہ نہ کی اور موقع وقت کی مطابق جواب

تسلیمی دی ولاکر جہتی کی اور زیادہ تر باعث تسلیم غالبا یہ ہوا کہ خود اونہین روایات اہلسنت سے جسکو وہ پیش کرتے ہین کمال ظلم و تشدد خلیفہ دوم جناب امیر و اہلبیت طاہرین پر ثابت ہوتا ہی جسکو ثبوت کفر و نفاق خلیفہ لازم ہی لہذا بحکم خدا۔ فذرھم فی غمرتھم یعمھون۔ کالائی بدبریش خاوندش ڈالدیا۔ کیونکہ اونکو اپنے فرقہ پر پورا وثوق تہا کہ وہ ایسی مہملات سے بہکنے والے نہین جو بفرض وقوع بہی کسیطرح ایمان خلیفہ ثابت نہین کرسکتا۔ اور محققین اہلسنت پہلی ہی سے اسکی لغویت و موضوعیت سمجھہ چکی تہی اسیوجہہ سے درج صحاح ستہ و دیگر کتب معتمدہ نہ کیا بلکہ ابن جوزی و سبط ابن جوزی و ذہبی نے موضوعیت ان روایات کی بتصریح ثابت کیا۔ باقی عوام کالانعام وہ ہماری سنینگے کیون؟ اور اونکی علما سننے کیون دینگی؟ وہ تو وہی کہینگے جو اونکے معلم الملکوت نے سکہایا پس ناحق دماغ سوزیکا نتیجہ کیا۔ لہذا مقبول خصم کو تسلیم کر فوری جواب سے ساکت ولاجواب کرکے اصل امور مین مشغول ہون جو اہم ہیں تہے۔

یہ بہی واضح رہی کہ ہمنے بہی بہ تقلید اونہین بزرگان دین کے اجمالی جواب پر اکتفا کی تاکہ اصل تحقیقات واقعہ کیطرف جلد توجہ کرسکین کیونکہ ان اقوال مذکورہ کی پوری تحقیق کا ابہی وقت نہین انشاء اللہ المستعان جلد ہفتم ذوالفقار حیدری بہت جلد شائع ہوگی جو اس معرکہ کو سر کرے۔ مخاطب نے جو بعد اس روایت تہذیب کے گفتگو کی ہی وہ اگرچہ اس قابل نہین ہے کہ اودھر توجہ کیجائی کیونکہ اسکے دو جز ہین ایک ولادت زید ام کلثوم سے اور مرنا اوسکا ساتہہ بعہد معاویہ دوسرے شرکت حضرت ام کلثوم معرکہ کربلا مین۔ اور یہ دونو جز تقریر مابعد مین بخوبی بیان ہونگے مگر بپاس خاطر موصوف مجملا یہان کچہ جواب اوسکا گذارش کیا جاتا ہے اور تفصیل اوسکی آیندہ پر موقوف ہی۔

(۱) دعوی تواتر وفات زید و ام کلثوم بوقت واحد تراشیدہ شاہ عبدالعزیز کا ہی جسکی تقلید حیدر علی نے بہی کی ورنہ صاحب اصابہ تو صرف اس روایت کے صحت کے مدعی ہین بنقل عطاء خراسانی جو خود مقدوح ہے اسپر بہی اس روایت کا ایک جز بہاہم اختلافی ہی کہ عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہی یا سعید بن عاص نے یا امام حسین علیہ السلام نے تو اب دعوی صحت کہان رہا اور دعا

تواتر کیا ہوا یہی مضمون وفات زید وام کلثوم روایات شیعہ مین بہی مذکور ہی بجنسہ جسمین علاوہ تحریر
اہلسنت یا اشتباہ رواۃ بعض روایات مین ابنیت بہ بنتیت بہی درج ہوی بہر حال زید بن عمر
بطن ام کلثوم خزاعیہ سے تہی دیکہو اصابہ استیعاب اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی
قول موثوق ۔ مخاطب جہان یہ لکہا ہی نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکہا ہی
مصیبت زید اصغر وعبد اللہ اوسکے بطن سے تولد ہوئے صفحہ ۱۳ اور علامہ مسعودی عبد اللہ
حفصہ عاصم فاطمہ زید کو ایک مان سے قرار دیتے ہین تو اوسکا نام بہی ام کلثوم تہا کیونکہ عاصم
کی مان کا یقینی ام کلثوم ہی نام تہا تو بالغرض اگر دو زید تہے تو دونون کی مان کا نام ام کلثوم
ثابت ہوا پس مفہوم الی ام کلثوم و زید بعہد معاویہ انہین دونون مین سے کوئی ہو نہ کہ
نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ جو نہ زوجہ عمر ہوئین نہ بعہد معاویہ اونہون نے انتقال کیا۔
(۲) دعوی وجود ام کلثوم معرکہ کربلا مین کیونکر باطل ہوا جب ثابت کر دیا گیا کہ وہ ام کلثوم دوسری
تہی یہ دوسری ہین جنکو نہ زوجیت عمر سے سروکار نہ ولادت زید سے نہ وفات وقت معاویہ
سے ۔ تعجب ہی کہ آپ شاہ صاحب کی ایک دعوی تواتر سے جسکی حقیقت ظاہر کی گئی۔
اتنے علما کی متواتر بیان کو حتی کہ علامہ ابن اثیر جزری محدث کو بہی لغو ٹہراتے ہین جنکے
کف پا کے برابر بہی شاہ صاحب نہ تہے ۔ ان علما کا بیان جنمین محدثین و مورخین و متکلمین
سب شریک ہین بہ استناد روایت مسلسل ہی ۔ اور شاہ صاحب کا بیان صرف دعوی
زبانی جسپر کوئی سند بہی نہین ۔ بلکہ خلاف اوسکے قول صاحب اصابہ موجود ہی اور روایت
بلاذری العقد بتصریح اوسکے مخالف ۔ مگر آپ اون علما کو لاغی ٹہرا کر شاہ صاحب پر ایمان لا بیٹہے
آپ تو معرکہ کربلا ہی کی شرکت کی ابطال چاہتے ہین جو سنہ ۶۱ کا قصہ ہی حالانکہ بقائی حضرت
ام کلثوم سنہ ۸۰ تک انکی اونہین روایات سے ثابت ہی جنمین عقد عمر مذکور ہی ۔ کیونکہ اکثر
روایات مین وفات حضرت ام کلثوم بعد عبد اللہ بن جعفر مرقوم ہی جو سنہ ۸۰ ہجری مین واقع
ہوئی چنانچہ اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہی وقیل مات عنہا ولم یصب
منہا ولدا ۔ یعنی عبد اللہ بن جعفر نے وفات کی قبل ام کلثوم اور کوئی اولاد نہوئی اگر اس
خبر کو غلط کیجئے گا تو وہ اصل مدعا ہی رخصت ہی یکبام ودو ہوا کمی شود اگر جزو صحیح دوسرا غلط نہین ہو سکتا

(۳) قیاس وظن فاسد یا وہم کاذب کو دخل نہین ہے یہان تو محققانہ تحقیق ہے شاہ عبد العزیز سے ہزارون عالم پیدا ہون تو کچھ نہین بنا سکتے ہیں اسلئے کہ ایمان لائین۔

(۴) آپکا جملہ کیونکہ اسقدر بڑا امر ہے بہت قابل قدر ہے۔ غور فرمائے آپکی نصیحت کے مطابق میری تحقیقات ہی یا آپکی ہے اور اہتمام ہوگا تو ایسا فقرہ ہے کہ حل ہی نہین ہوسکتا نکاح تو کہتے ہین مگر نہ صورت نکاح بیان کرتے ہین نہ روز نہ تاریخ نہ مہینہ نہ خطبہ نہ ولیمہ نہ کیفیت جلسۂ عقد وغیرہ پھر ایسے اہتمام کا کیا ٹھکانا۔

(۵) آپکو غصہ آگیا۔ حضرت علی سے تو آپکو عداوت ہی ہے اونکی حق مین جو چاہے فرمایئے مگر خلیفہ اول نے کیا جرم کیا کتابین موجود ہین خدا نے عقل دی ہے۔ واقعات پر غور کر لیجئے تب فرمائیے دو عورتین ایک نام کی بلکہ تین تو ثابت کر چکا ہون۔ پھر آپ کیون عقل و ذہن سے سبکے حالات جدا نہین کرتے جو ایک سیدہ مظلومہ کی طرف سبکو منسوب کئے جاتے ہین قیامت کی روز النسب کا سامنا ہوگا سمجھہ بوجھہ کے فرمائیے جو فرمائیے شیعون کے ضد مین اپنے گلا کاٹنے کی تدبیر نہ کیجئے۔

(۶) تو کیا اپنے آپکو پوری تحقیق کر لی ہے کہ ساتھہ مرنے والی ام کلثوم و زید یہی بنت فاطمہ ہین وہ ام کلثوم بنت جرول مادر زید و مسیب و عبد اللہ نہین یا وہ ام کلثوم بھی نہین جو عاصم و زید کی مان تھی۔ اگر کوئی ذریعہ تحقیقات آپکے پاس ہو تو ارشاد فرمائیے مگر الفاظ شیطانی کو تو تم کبھی مین رہنے دیجئے کسی مورخ یا محدث کا محققانہ کوئی قول ہو تو پیش کیجئے؟ دیکھئے یہ قدرت حق تعالے ہے کہ آپنے بھی ام کلثوم بنت جرول کا زوجہ عمر اور مادر زید بن عمر ہونا قبول کر لیا جس سے آپکی بڑی بڑی علما ناواقف رہے ہین۔ اب بر آنحضرت اسکو کہین سے ثابت کر دیجئے کہ ساتھہ مرنے والی ام کلثوم و زید یہ نہین ہین مگر اصابکی روایت صحیح خیال کیجئے۔ اگر اسکو نہ ثابت کر سکے تو یہی ثابت کر دیجئے کہ عمر ام کلثوم زوجہ عمر نے کس کس وقت انتقال کیا اور کیونکر انتقال کیا۔

(۷) چونکہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے عمر کا عقد ہونا یا اونسے اولاد کا ہونا محال ثابت ہو چکا ہے لہذا دوبارہ جواب کی ضرورت نہین۔

(۸) ایسی ہی ایسی حکایتون سے تو آپ سنی بنے۔ ہزارون مسلمان آج تک موجود ہین جو طلسم ہوش ربا کی ناول کو صحیح اور واقعی مانتے ہین امیر حمزہ کی داستان پر ایمان لاتے ہین۔ جزو دمنٹ کی لئی تو آپ خوش ہوگئے کہ اپنے قبلہ وکعبہ مدظلہ کی حکایت سے اس مختصر رسالہ کو مزین فرمایا اگر اسکا خیال نہ ہوتا کہ ایسی ہی حکایتون سے آپ سنی بنے ہین اور ایسی ہی دلائل پر آپکی عقیدہ کا دارومدار ہی۔ تو مین اسکو نقل بہی نہ کرتا۔

(۹) خلافت سقیفہ کا سبب واقعہ کربلا و دیگر مصایب اہل اسلام ہوتا ایسا بدیہی ہے کہ حاجت سننا بہی نہین خارج از بحث سمجھکر اوسکا جواب نہین دیتا تاریخ اضمحلال اسلام ملاحظہ ہو۔

(۱۰) عدم التزام صحت روایت کا اعتراض تحریر الشہادتین وغیرہ پر نہایت دلچسپ ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا بہی یہی عقیدہ ہی کہ جب تک روایت صحیح نہو یا کتاب ملتزم الصحت نہو تو وہ قابل قبول نہین۔ اب للہ فرمائے کہ جن علما نے آپکے روایات عقد لکہا ہے اون کتابونکی التزام صحت کا کون قائل ہی؟ اور خاص ان روایات عقد کو کسنے صحیح کہا ہی؟ ایک عالم کا بہی آپ نام لکہئے تو مین سمجہون اصابہ کی عبارت دیکہیے کہ صرف وفات زید و ام کلثوم کو بوقت واحد سنداً صحیح لکہا ہی نہ روایات عقد کو نہ مہر والی روایت کو بلکہ تین روایتون کا یقینی موضوع ہونا خود آپکے علما کے زبانی ثابت ہوچکا ہی۔ علاوہ بران اگر ایسا ہی عذر آپکا قابل پذیرائی ہو تو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بہی کوئی روایت صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ دو سو دس روایتین اوسکی یقینی ضعیف یا موضوع ہین تو اس قاعدہ سے آپ ہر روایت کو غلط قرار دے سکتے ہین۔ کاش آپ اسی کو سمجہے ہوتے کہ روایت ضعیف کہان کہی جاتی ہی۔ اور اوسکے استعمال کا محل کیا ہی۔ حضرت زینب و ام کلثوم دو نو سیدانیان رسول کی نواسیان آپکی امام و مقتدا یزید بن معاویہ کے جور و ستم سے اس حال پریشان مین مبتلا تہین کہ غل و زنجیر مین مقید شتران بےکجاوہ و عماری پر سوار تہین سر کسی و ناکسی اونپر نظر کرتا۔ کفار ستم شعار بتلاتے یہ زینب ہین یا ام کلثوم۔ پہلے اشتباہ کیسا۔ دیہو کہا کیسا۔ ہر ایک خاتون عصمت کی آہ و زاری نالہ و بیقراری

علیحدہ علیحدہ آپ ہی کی مستند کتابون مین مذکور ہین۔ شیعونکے افترا و تہمت سے کیا علاقہ حالانکہ رشید المتکلمین آپکو تو اسکا ہی فتویٰ دیتے ہین کہ روایات شیعہ جو خالی از علامات جعل و افترا ہون قابل قبول ہین۔ کیا نہایۃ اللغۃ کو جو علم حدیث کی کتاب ہے اوسکو بہی آپ میر انیس و مرزا دبیر مرحومین کے مرثیہ کے برابر قرار دینگے اور سرآمد متکلمین شاہ سلامت اللہ کشفی کے تحریر الشہادتین کو نامعتبر فرمائینگے۔ کاش یہی معلوم ہوتا کہ آپکے مذہب مین کونسی کتاب معتمد ہے جسکو کل فرقے نے معتمد جانا ہے تو ہم انہین کتابونکے اندر بحث کو محدود کرتا اگر آپ کسی روایت کے بابت کسی عالم کا قول نقل کرتے کہ یہ روایت ضعیف ہے تو بہی صبر آتا کیا غضب ہے کہ مولوی عبدالحی صاحب تو عمدۃ السعی مشکور صفحہ ۱۹۵ مین فرمائین فضائل اعمال و مناقب رجال مین ضعیف و قوی سب قابل قبول ہین تشدد نہ کرو۔ اور آپ مصائب اہل بیت مین یہ قید لگاتے ہین کہ روایت ضعیف نہونا چاہیئے۔ اسپر بہی کسی روایت کا ضعف نہین ثابت کرتے۔

(۱) جب آپکے بزرگان دین علانیہ سب و شتم خدا و رسول و ائمہ ہدیٰ۔ و بروایات صحیحہ کرتے تو آپکی سب و شتم صاحب تہذیب کی جو محدث اہل بیت اطہار ہین کیا شکایت کی جائے زبان اختیار مین ہی یا نہین روز جزا کو خیال فرما کر جو کہئے صبر کرونگا۔

اگر آپکی سیادت کا خیال نہوتا تو مجھے آپکے عقیدہ پر ذرہ تعجب نہوتا کیونکہ شرکت جنسیت النسبی ہی خیال کو مقتضی ہے کہ لاکہ حجۃ و برہان پیش ہون آپ نہ مانین شیخین کی فضیلت کے لئے توہین رسول و اہل بیت اطہار فرمائین۔ خیر عمر سعد نے تو بطمع ملک رے قتل امام پر کمر باندہی تہی اور آپ چند قطعہ زمین کی سجادہ نشینی مارہرہ کے لئے یہ زہر اوگل رہے ہین۔ خدا آپکو ہدایت کرے۔

قول مولوی عبد الصمد صفحہ ۳۹ سطر ۳ مگر افسوس کی بات ہے کہ آپکو اتنی بہی تحقیق نہین کہ یہ روایت ملتقطا کی ہے یا اسد الغابہ کی کہ اصل کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ہے چونکہ آپکے سامنے سوائے ایقاب کے اور کوئی کتاب نہین بس جو صاحب ایقاب نے لکہا ہے اوسکی نقل آپنے کر دی اور غضب یہ ہے کہ پوری عبارت بہی نقل نہین فرمائی کہ جس سے طعن و تشنیع آپکے بیکار ہوجاتی آپ

غور کریں کہ کسقدر الفاظ جو مضر او رمنافی مطلب آپکے تھے آپ نے ساقط کر دیے
یا یہ کہ کچھ علم اسکا نہ تھا۔ بہر حال اصل روایت ازالۃ الغین سے لکھتا ہوں
و هی هذہ بنت علی بن ابی طالب امها فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم ولدت
قبل وفات رسول اللہ صلعم خطبها عمر بن الخطاب الی ابیها علیؑ فقال انها صغیرۃ
فقال عمر زوجنیها یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتها ما لا یرصد بہ احد فقال
لہ علی انا ابعثها الیک فان رضیتها فقد زوجتکها فبعثها الیہ ببرد فقال لها قولی هذا
البرد الذی قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک
و وضع یدہ علیها فقالت اتفعل هذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک
ثم جاءت اباها فاخبرتہ الخبر و قالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ
فانہ زوجک فجاء عمر فجلس الی المهاجرین فی الروضۃ وکان یجلس فیها
المهاجرون الاولون فقال زفونی قالوا بماذا یا امیر المومنین قال تزوجت
ام کلثوم بنت علی سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل سبب و نسب و صهر ینقطع
یوم القیامۃ الا سببی و نسبی و صهری وکان لی بہ السبب والنسب فاردت
ان یجمع الیہ صهر فرفؤہ و تزوجها علی اربعین الفا فولدت لہ زید ابن عمر الاکبر
و رقیۃ و توفیت ام کلثوم و ابنها زید فی وقت واحد وکان زید قد اصیب فی حرب
کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینهم فضربہ رجل منهم فی الظلمۃ
فشجہ و صرعہ فعاش ایاما ثم مات وامہ وصلی علیهما عبد اللہ
ابن عمر حسین بن علی و لما قتل عمر تزوجها عون بن جعفر انتهی

ازین عبارت چنانکہ دانی واضح شد کہ چون ام کلثوم بمقتضاے سن و عدم علم بوقوع نکاح
شکایتی از معاملۂ فاروق کردہ سخودرا برام کلثوم نہادہ بود پیش جناب مرتضوی برحضرت امیر
بر عمل فاروق ملامتے نفرمود بلکہ بام کلثوم ارشاد نمود کہ ای دختر چنین نگو و شکایت او درین
باب مکن کہ او شوہر تست پس استغاثہ و فریاد ابن زیاد و پسر مرجانہ کہ در آخر قول خود نمودہ
مخالفت جناب مرتضوی و عین عداوت اہلبیت و منشاء آن جہل یا تجاہل خواہد نعوذ باللہ

از زبان و سازی این کوتہ اندیش در بارہ اہلبیت عظام و اصحاب کرام انتہی ہیا نہا
اب غور فرماسیے کہ اس روایت مین کسی طرح کی شناعت پائی نہین جاتی آپ نے عبث غیظ
و غضب فرمایا۔ آخر معاشرت ہند و عرب مین فرق ہے۔ یہان معیوب وہان مستحسن
خصوص زمانہ رسول صلعم مین مع ہذا احدیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخطوبہ
عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جواب اُن گالیون کا جو نسبت حضرت غوث الاعظم
و حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے ہین اگر لکھون خلاف اوس شرط کے
واقع ہو جسکو اوپر لکھ چکا ہون۔ جنابمن۔ یہ کام فرومایہ لوگونکا ہے کہ جب جواب
دینے سے عاجز ہوتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہے
تعجب ہے کہ آپ ایسے الفاظ نا ملائم سے وہ زبان کہ جس سے حمد و ثنا خدا و رسول کی فرماتے ہین
آلودہ کرین اور آیہ وافی ہدایہ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا و بطن کے خلاف
عمل کرین اس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرماوین کہ باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو
ساتھ ایسے الفاظ زشت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آئندہ لحاظ رکھین الا اشارۃً عرض کرتا ہون
کہ بفضلہ اہلسنت والجماعت اُن امور سے مبرّا ہین علماء قوم شیعہ کے یہان البتہ متہ بہت
و متعدو ری جاری و ساری ہے۔ بسم اللہ خانم اور اُنکی مماثل کا حال سب پر روشن ہے
؎ با وضو صبح خفتن میگزارد + نامرادان را وصلے دادی مراد + کم شدی خالی ہوا آتش از قلم +
بر مراد ہر کسے میز در قسم ؎ دعلہا مرفعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین +
و فع الوثوق ؎ بیشل الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید۔
ہم تو اسکے مشتاق ہی تھے کہین جلد ان بیکار باتون سے فرصت ہو کہ اصل تحقیقات کی نوبت آوے
بارے آگئی۔ مگر چونکہ یہ عبارت اسد الغابہ ناقص ہے جسکی بہت کچھ اصلاح و ترمیم اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
مین کی گئی ہے جیسا کہ آپ نے بھی تسلیم کیا ہے اور مولوی حیدر علی نے بھی لکھا ہے لہذا اصابہ
کی عبارت زیادہ قابل سند ہے جسکو ہم بجنسہ ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین ص ۹۹۶
ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب الہاشمیۃ امہا فاطمۃ بنت النبی صلعم و قال ابن ابی عمر المقدسی
حدثنی سفیان عن عمر عن محمد بن علی ان عمر خطب الی علی بنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرہا

فقیل له انه ردک فعاوده فقال له علی ابعث بها الیک فان رضیت فهی
امرأتک فارسل الیها فکشف عن ساقها فقالت مه لولا انک امیر المومنین
للطمت عینک و قال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیه عن
جده تزوج عمر ام کلثوم علی مهر اربعین الفا و قال الزبیر ولدت لعمر ابنه زید
ورقیة وماتت ام کلثوم وولدها فی یوم واحد اصیب زید فی حرب
کانت بین بنی عدی فخرج لیصلح بینهم فشج رجل ولا یعرفه فی الظلمة
فعاش ایاما وکانت امه مریضة فماتا فی یوم واحد ـ وذکر ابو بشر
الدولابی فی الذریة الطاهرة من طریق ابن اسحق عن الحسن بن علی قال
لما تامت ام کلثوم بنت علی من عمر دخل علیها حسن وحسین فقالا لها امکنت
علیا لینکحنک بعض ابنائه ولئن اردت ان تصیبن مالا عظیما لتصیبنه فدخل
علی کرم الله وجهه فحمد الله واثنی علیه وقال ای بنیة ان الله قد
جعل امرک بیدک فانا احب ان تجعلیه بیدی فقالت یا ابت انی
امرأة ارغب فیما یرغب فیه النساء واحب ان اصیب من الدنیا
فقال هذا من عمل هذین ثم قام یقول والله لا اکلم احدا منهما
او تفعلین فاخذا ثیابهما وسألاها فجعلته فقال انی زوجتک
من عون بن جعفر فما لبث عون ان هلک فرجع الیه علی رض فقال
یا بنیة اجعلی امرک بیدی ففعلت فزوجها اخاه محمد ثم مات
عنها فزوجها اخوه عبد الله بن جعفر فماتت عنده ـ وذکر
ابن سعد نحوه و قال فی اخره فکانت تقول انی لاستحیی من
اسماء بنت عمیس ماتا ولداها عندنا وتخوف علی الثالث قال فهلکت
عنده ولم تلد لاحد منهم وذکر ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن
ابیه ان عمر خطب ام کلثوم الی علی فقال انی حبست بناتی علی بنی جعفر فقال زوجنیها
فوالله ما علی ظهر الارض احد یرصد من کرامتها ما ارصد قال قد

نعلت فجاء عمر الی المهاجرین فقال زفونی فن فوه فقالوا بمن تزوجت قال
بنت علی سمعت النبی ص یقول کل صهر و نسب و سبب منقطع یوم القیامۃ الا
صهری و نسبی و سببی و کان لی به علیه السلام النسب والسبب فاحببت
هذا ایضاً - ق و من طریق عطاء الخراسانی ان عمر امهرها اربعین الفا
ق اخرج بسند صحیح ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و ابنها زید فجعله
مما یلیه و کبر اربعاً - ق و ساق بسند آخر ان سعید بن العاص هو
الذی امهم علیهما انتهی بلفظه - ترجمہ ام کلثوم بیٹی علی بن ابیطالب
کی جنکی ماں فاطمہ بنت نبی ہیں کہا ابن ابی عمر مقدسی نے سفیان سے کہ عمر نے
خطبہ کیا علی سے انکی بیٹی ام کلثوم کا تو علی نے کہا وہ کمسن ہے صغیرہ - کسی نے کہا
عمر سے کہ تمکو رد کر دیا علی نے تب دوبارہ عمر نے خطبہ کیا تو علی نے کہا ہم تمہارے
پاس بھیجدیتے ہیں اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے - جب عمر کے پاس
بھیجا تو عمر نے ساق کو اونکے کھولا - ام کلثوم نے کہا بس اگر تو امیر المومنین
نہوتا تو ایک طمانچہ مارتی تیری آنکھو پر - ابن وہب عبد الرحمن بن زید بن اسلم
سے راوی ہے کہ عمر نے تزویج کیا ام کلثوم سے چالیس ہزار درہم مہر پر - زبیر
ناقل ہے کہ زید بن عمر و رقیہ اوس ام کلثوم سے پیدا ہوئے اور ام کلثوم و زید ماں بیٹے نے
ایکہی روز وفات کی کہ زید کو اپنی ہی خاندان بنی عدی کی لڑائی میں زخم لگا تھا کہ مصالحہ
کرانیکو نکلے تھے رات کو - ایک آدمی نے بے پہچانے زخمی کیا جسکے صدمے سے چند روز
بعد مر گئے - اونکی ماں پہلے سے بیمار تھیں اونہوں نے بھی ساتھ ہی اونکے انتقال کیا
ابو بشر دولابی راوی ہیں ابن اسحق سے کہ جب ام کلثوم بیوہ ہوئیں بعد وفات عمر -
تو داخل ہوئے حسن و حسین اور کہا اگر تم نے علی کو اختیار دیا تو وہ اپنے کسی لڑکے
سے تمہارا عقد کر دینگے - اور اگر چاہو تو بہت کچھ مال و دولت تمکو ملسکتا ہے (یعنی
کسی امیر سے شادی ہوسکتی ہے) اسکے بعد علی آئے اور کہا اے بیٹی گو خدا نے اب تجھے اختیار
دیا ہے مگر میری آرزو یہ ہے کہ مجھے اختیار دو - ام کلثوم نے کہا میں عورت ہوں

مجھے بھی اون باتونکی خواہش ہے جو عورتونکو ہوتی ہے مین چاہتی ہون کہ کچھ مال دنیا سے
فائدہ مند ہون۔ کہا علی نے کہ یہ بات انہین دونو (حسن حسین) کے سبب تھی کہ پھر
اوٹھ کھڑے ہوے اور کہا واللہ کبھی ان دونون سے مین کلام نہ کرونگا جبتک تم میرا کہنا
نہ مانوگی پس پکڑ لیا اون دونون نے دامن ام کلثوم کا اور سوال کیا کہ راضی ہون علی کے
کہنے پر۔ پس اختیار دیا ام کلثوم نے علی کو۔ اوس پر علی نے کہا مین نے تمہارا عقد کیا عون
ابن جعفر سے۔ تھوڑے دن بعد عون نے انتقال کیا تو پھر علی نے کہا اب بھی اختیار دو کہ جس سے چاہین
تمہارا نکاح کردین۔ ام کلثوم راضی ہوئین۔ تو علی نے اونکا نکاح کیا محمد بن جعفر عون کے بھائی
سے۔ جب محمد نے انتقال کیا تو نکاح کیا اون سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان ہی کے
پاس انتقال کیا ام کلثوم نے۔ ابن سعد نے بھی یہی روایت کی ہے اور آخر مین ہے
کہ کہا ام کلثوم نے کہ مین شرم کرتی ہون اسما بنت عمیس سے جنکے دو لڑکے نے میرے یہان
انتقال کیا۔ اور تیسرے کے مرنے کا بھی خوف ہے۔ پس انتقال کیا ام کلثوم نے اونکے
پاس اور کسی سے اولاد نہ ہوئی۔ اور ابن سعد انس بن عیاض سے ناقل ہین کہ عمر نے خطبہ کیا
ام کلثوم کا تو علی نے کہا مین نے اپنی لڑکیونکو روک رکھا ہے اپنے بھائی جعفر کے اولاد کے
لئے۔ عمر نے کہا مجھسے عقد کردو کہ واللہ روے زمین پر مجھسے زیادہ کوئی امیدوار کرامت
اونکا نہین ہے۔ کہا علی نے کہ کردیا۔ پس آئے عمر طرف مہاجرین کے اور کہا مبارکباد
دو مجکو سب نے مبارکباد دی۔ بعدہ پوچھا کس سے عقد کیا۔ کہا علی کی بیٹی سے سنا مین نے
رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے ہر سبب و نسب و صہر منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا سبب
و نسب و صہر۔ اور مجکو حضرت کے ساتھ سبب و نسب پہلے سے حاصل تھا چاہا کہ مصاہرت
بھی ہوجاے۔ عطاء خراسانی راوی ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر دیا۔
اور بسند صحیح یہ منقول ہے کہ ابن عمر نے نماز پڑھی ام کلثوم پر اور اوسکے
بیٹے زید پر۔ زید کو اپنے سے قریب کیا اور چار تکبیر کہی اور دوسرے سند سے
روایت ہے کہ سعید بن عاص نے امامت کی نماز جنازہ پر انکے انتہی۔ یہ عبارت ہے
اصابہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی جسمین اسدالغابہ جزری کی عبارت بھی داخل ہے اور علاوہ اسکے دیگر روایات

بھی شامل کئے گئے ہین جنپر ابن حجر کو اطلاع ہوئی یا قابل نقل سمجھا اور جزری صاحب اوس سے بیخبر تھے - اس پوری عبارت مین کسی روایت کے بابت یہ دعوی نہین کیا گیا ہے کہ بسند صحیح منقول ہے : بجز اسکے کہ ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکے بیٹے زید پر نماز جنازہ پڑھی جسمین نہ بنتیت ام کلثوم مذکور ہے کہ کسکی بیٹی تھی نہ ابنیت زید کہ کسکا بیٹا تھا بلکہ ام کلثوم کی طرف نسبت ہے کہ اوسکا بیٹا تھا - اس روایت کے سوا کسی روایت پر دعوی صحت نہین ہے جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک بھی وہ روایات کسیطرح قابل وثوق و اعتماد نہین معمولی طور کی روایتین ہین جنپر نہ خود مولف کو اعتماد تھا نہ کسی محقق کو اعتماد ہوسکتا ہے - ہان اگر مولف کسی روایت کی صحت کا دعوی کرتا تو کچھ وقت ہوتی - مگر جب کسی قسم کا دعوی صحت یا حسن ہونیکا نہین ہے تو بنظر تحقیق دیکھنا ضرور ہے تاکہ اصل حال واضح ہوجائے -

اول یہ دیکھنا ہے کہ حضرت عمر نے ایسی خواستگاری کیون کی ؟ کیا سبب ہوا ؟ اسد الغابہ مین تو خلیفہ کا یہ بیان ہے کہ ہم انکی کرامتون سے اون باتونکی امیدوار ہین جسکا کوئی امیدوار نہین اور اسد الغابہ اور اصابہ دونون سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ مقصود خلیفہ دامادی رسول کا شرف لینا تھا مطابق حدیث کل سبب ونسب کے کہ اسی حدیث کو ذریعہ خواستگاری قرار دیا - ازالۃ الخفین مین ہے - فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست غرض بجز فخر توسل خاندان رسالت اور کوئی بات مقصود خلیفہ نہین ظاہر ہوتا -

آب ان بیانات کی غلطی دیکھئے کہ علامہ ابن اثیر اپنی کتاب کامل مین تحریر کرتے ہین (جو تاریخی دنیا مین نہایت مستند ہے) کہ عمر بن خطاب نے عائشہ کو پیغام دیا کہ اپنی چھوٹی بہن ام کلثوم بنت ابوبکر کا ہمسے نکاح کردو - عائشہ نے قبول کرلیا جب ام کلثوم نے سُنا تو کہا مین ایسے شخص سے عقد نہین کرتی جو خشن العیش ہے عورتون پر شدت کرتا ہے بی بی عائشہ گھبرائین اور عمرو عاص کو پکارے سے سارا قصہ کہہ سُنایا اوس نے کہا گھبراؤ نہین ہم بندوبست کرلین گے عمر کو سمجھا دینگے - عمرو عاص نے عمر سے جاکر کہا ہمنے تمہاری ایک ایسی خبر سنی ہے کہ مین تمکو اوس سے خدا کی پناہ مین دیتا ہون - عمر نے کہا ؟ عمرو عاص - مین نے سُنا ہے کہ تم ابوبکر

کو بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو۔ عمر۔ پھر اسمین مضائقہ کیا ہے مجھ مین عیب ہے یا اسمین؟
عمرو عاص۔ عیب کسی مین نہین مگر بات یہ ہے کہ ام کلثوم دختر ابو بکر بہ کمال رفق و لینت
عائشہ کی صحبت مین پلی ہے اور شدت او خشونت تمہاری اسدرجہ ہے کہ ہملوگ خوف کھاتے ہین
اور تمہارے کسی خلق بد کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوئی قصور تمہاری
خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھہ تنبیہ و تادیب کی تو اوس سے حق تلفی اور جفاے ناحق بر ابو بکر لازم
آویگی۔ عمر فوراً متنبہ ہو کر باز آئے اور کہا کہ پھر عائشہ سے کیا کہا جاے کہ ہم اونسے وعدہ کر چکے
ہین۔ عمرو عاص۔ ہم اسکا بند و بست کر لین گے۔ اور ہم تمکو اس سے بہتر جگہہ بتاتے ہین
کہ ام کلثوم بنت علی کی خواستگاری کرو۔ اور تعلق کرو اسمین ساتھہ سبب رسول اللہ کے
او خطبہ کیا ام ابان بنت ربیعہ سے پس کراہت کی اوسنے اور کہا وہ بند کرتا ہے دروازہ کو اور منع
کرتا ہے خیر کو۔ آتا ہے تیوری چڑہائے ہوے اور نکلتا ہے منہ بنائے ہوے ص۲۲۳ ج ۴ کنز مکتوم
ص۲۴۳۔ اور اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین یہ بھی ہے کہ ام کلثوم نے جب سنا تو
عائشہ سے کہا اگر تمنے ہمارا عقد عمر سے کیا تو قبر رسول پر فریاد کرونگی مین ایسے شخص سے عقد
کرونگی جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون اسکے بعد وہی قصہ ہے عمرو عاص کے بلانیکا
اور سمجھانے کا ص۱۸ کنز مکتوم ص۱۴۲ اس روایت سے بھی یقیناً معلوم ہوا کہ صرف توسل
رسول جو غرض نکاح ان روایتونمین مذکور ہے غلط ہے کیونکہ استدعاء عقد ام کلثوم دختر
ابو بکر کے بعد بہ اغواے عمرو عاص یہ استدعا پیش کی گئی اور ظاہر ہے کہ خواہش ام کلثوم
دختر ابو بکر دوسری غرض سے تھی۔ تو یہ حصہ روایت کہ محض بغرض توسل رسول اللہ خطبہ ہوا
غلط ٹھہرا۔
تو پہلے حدیث کل سبب و نسب کا موضوع ہونا باقرار ابن جوزی لآلی مصنوعہ سے مذکور ہوا
تو اب یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ از راہ مکر و حیلہ یہ حدیث پیش ہوئی کیونکہ اسکا واضع خارجہ
مدتون بعد پیدا ہوا ہے۔ تو یہ روایت اوس وقت تک تصنیف کہان ہوئی تھی جو خلیفہ بیان
کرتے۔ پس معلوم ہوا کہ اصل قصہ بھی مثل حدیث کل سبب موضوع و غلط ہے
تعجب ہے کہ حضرت عمر وہی حق تلفی ابو بکر سے باز آکر اوس سے اعلی درجہ کی یقینی حق تلفی

رسول کا خیال نکرین؟ اور عمرو عاص صحابی ہوکر حق تلفی رسول کو حق تلفی ابوبکر کے
برابر بھی نجانین - نہ اس سے نجات کی کوشش کرین - بلکہ برعکس اسکے خلیفہ کو لبھائین کہ بحیلہ
قرابت رسول مستدعی ہون - دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے
کہ خلیفہ ایسے احمق تھے کہ اونپر عمرو عاص کا فقرہ چل گیا اور وہ اس مکار کے دام فریب
مین آگئے جو قصد عقد ام کلثوم بنت ابوبکر سے باز آکر ام کلثوم بنت علی کے عقد پر آمادہ
ہوگئے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نسبت مین کیسی سخت غلطی ہمسے ہو رہی ہے مگر حقیقت یہ ہے
کہ اس قصہ مین خلیفہ کو صرف بیعقل خیرخواہونکی ترکیب نے مورد الزام بنایا ہے کیونکہ اصل
واقعہ تاریخ کامل مین اسیقدر مرقوم ہے کہ عمر نے بجواب عمرو عاص کہا عائشہ سے کیا کیا جائے
کہ ہم کہہ چکے ہین عمرو عاص نے کہا ہم اوسکے لئے کافی ہین اور دلالت کرتے ہین تمکو اس سے
بہتر کیطرف کہ وہ ام کلثوم بنت علی ہین - تعلق کرو ساتھ سبب رسول کے اور خطبہ کیا
عمر نے ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے پس کراہیت کی اوسنے اور کہا دروازہ اپنا
بند کرتا ہے اور خیر کو روکتا ہے داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے تیوری چڑھائے ہوئے
جس سے معلوم ہوا کہ عمرو عاص نے صرف اسکی راے دی تھی کہ ام کلثوم بنت علی ہی بذریعہ سبب
رسول خطبہ کرو عمر کا خطبہ کرنا یہان مرقوم نہین بلکہ اسکے بعد ام ابان ہی خطبہ کرنا منقول ہے جس نے
انکار کیا - اور عمر کی تعمیل یا عدم تعمیل حکم عمرو عاص کچھ نہین مذکور ہے - تو معلوم ہوا کہ عمرو عاص
نے ایک راے دی تھی مگر حضرت عمر نے اوسپر خیال نکیا - اب جو حضرات علماے اہلسنت
اس واقعہ کو بیان کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ اغواے عمرو عاص پر عامل ہین کہ اس بہانہ اور
وسیلہ سے عقد خلیفہ کو ثابت کرین کہ شرف سبب رسول اللہ حاصل ہو جاے تو یہ کارروائی
بالکل طبعزاد اہلسنت شعر ہے بمصداق - پیران نمی پرند مریدان می پرانند - اور بہ نقل
شاہ عبدالحق صاحب تو یہ راے دینا بھی عمرو عاص کا ثابت نہین کیونکہ وہ اسیقدر ناقل ہین عمرو عاص
نے فہمائش کرکے نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر سے روکدیا بعد اسکے کچھ نہین -

دوسرا فقرہ ان کل روایات کا یہ ہے کہ جناب امیر نے صغر سنی حضرت ام کلثوم کا عذر کیا
جو اسد الغابہ - استیعاب اور اصابہ تمامی روایات مین بالاتفاق مذکور ہے اور یہ بھی تمامی روایات

مین تصریح مذکور ہو کہ چار پانچ برس کا سن تھا۔ آپ خود ازالۃ العین سے ناقل ہین "پنج شش سالہ بود۔ مخطوبہ خود را کہ پنج شش سالہ بود" صـ۱۱۲ منتہی الکلام مین ہے "فدعا ام کلثوم وھی یومئذٍ صبیۃ"۔ اور یہ بھی تمامی کتب تواریخ اہل سنت مین مذکور ہو کہ یہ عقد عمر ۱۷ھ ہجری مین ہوا۔ آپ یہ دیکھنا چاہیے کہ کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ ۱۷ھ مین چار یا پنج سالہ یا شش سالہ قرار پا سکتی ہین یا نہین؟ اسکا فیصلہ خود آپ ہی کی یہ عبارت کرتی ہے "پس ۵ھ سے اوائل ۱۱ھ تک ولادت حضرت زینب کبریٰ و حضرت زینب صغرا المکناۃ بام کلثوم و رقیہ و محسن کی ہوئی۔ اور یہ ہے شہادت فدک کا ۱۱ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ پس ۵ھ سے ۱۱ھ تک کسی سنہ مین ولادت حضرت ام کلثوم فرض کیجائے باعتبار کسی سنہ کے ان سنین مذکورہ مین سے ام کلثوم قابل شہادت نہین ہو سکتین۔ بالفرض اگر ۵ھ جو اول سنہ ہو ثابت ہو تو بھی ہفت سالگی ناقص سمجھی جائیگی" صـ۴۳
پس جب بقول آپکے ۱۱ھ مین ہفت سالہ ہوئین تو ۱۷ھ مین چار دہ سالہ۔ اور یہ سن کسی ملک کسی ولایت مین کمسنی کا سن نہین بلکہ پوری جوانی کا سن ہے چہ جائے ملک عرب جیسے گرم ملک کی عورتین خصوصاً قریش جنکو بی بی عائشہ کی ہم بستری بتقاضائے والدین ابتدائے نہ سالگی مین واقع ہوئی۔

خدا تعصب کا برا کرے جو آدمی کو اندھا بہرا بنا دیتا ہو ایسی موٹی بات بھی سمجھ مین نہین آتی اور اوسیر اہل سنت ہین کہ اس بیباکی سے کہے جاتے ہین کہ حضرت امیر نے جناب ام کلثوم کو جنکا یہ سن تھا مذکور ہوا بلا عقد بلا نکاح عمر کے پاس بھیجدیا اور عمر نے مجمع عام مین گودی مین بٹھایا بوسہ لیا سینہ سے چمٹایا کشف ساق کیا وغیرہ وغیرہ جس سے عام مسلمانونکے خون مین جوش پیدا ہو چہ جائے میر برکات حسن صاحب سے سید حسینی واسطی بلگرامی کے کہ وہ اس فخر سے ان واقعات کو بیان کرین بلکہ صغر سنی وغیرہ کی رنگینیان بیکھین" باقی رہا شبہ صغر سنی اور تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح و بسط لکھا ہے ملاحظہ کر لیا جائے اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہے کہ یہ پرانے ڈھکوسلے اور قدیم جو چلے ہین مین ہرگز اسطرف متوجہ نہین ہوتا صـ۴۴ مگر واضح رہے کہ یہ بے توجہی مامونصاحب کی اسوجہ سے ہے کہ آیات بینات و ازالۃ الغین مین اس امر کا کوئی جواب نہین دیا گیا ہے تو اب جو چلہ ڈھکوسلہ نہین تو کیا ہے؟ اور ایک روایت سے جو تاریخ عقد سنہ ۲ھ قرار پاتا ہے تو اوسوقت سن حضرت ام کلثوم کا ہفت سالہ قرار پاتا ہے تو آپ فرمائیے وہ حصہ روایت کا کہ چار پانچ برس کی لڑکی تھی کیونکر درست ہو سکتا ہے

کنز مکتوم مین پوری طور پر ثابت کردیا گیا ہو کہ کسیطرح سے حضرت ام کلثوم کا ۱۷ھ مین سن ۹ یا بارہ برس
سے کم ہونا محال ہے صفحہ ۲۲ ملاحظہ ہو جسکی ایک دلیل یہ بھی ہو کہ حضرت ام کلثوم نے روایت کی ہے
جناب سیدہ سے جسکے لئے لااقل بوقت وفات جناب سیدہ ۱۱ھ مین پانچ برس کا ہونا ضروری ہے
اس سے کم کی روایت قابل قبول نہین تو ۱۷ھ مین ۱۱ برس کا سن ضرور رہوگا در ۲۰ھ مین ۱۴ برس کا
آب دو ہی صورت ہوسکتی ہو ایک یہ کہ ہم ان سب روایتونکو غلط اور موضوع اور افتراے اہل سنت قرار دین
تب تو کوئی در دسری ہمکو نہین کرنی پڑتی کیونکہ محال بات کبھی ممکن الوقوع نہین۔ دوسری صورت
یہ ہو کہ اگر روایت کو کسیطرح قبول کرین تو اسکے قائل ہون کہ علماے اہل سنت کو کسیوجہ سے
دھوکھا ہوا کہ ایک شخص کا حال دوسری کیطرف بوجہ اشتراک نام منسوب کردیا۔ جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے
کہ ام کلثوم بنت ابوبکر جبس سے استدعا کرنا حضرت عمر کا قبل اس عقد موہوم کے یقینی ہو ۱۷ھ مین
یہی سن تھا جوان سب روایتون مین بالاتفاق مذکور ہے۔ کیونکہ باتفاق تمامی اہل سنت ولادت
ام کلثوم مذکورہ بعد رحلت ابوبکر ۱۳ھ کے اخیر مین ہو جو ۱۷ھ مین چار برس کی ٹھہری تو اوسکو
مابین الاربع والخمس کہنا بہت صحیح ہو اب ان دونون یقینی باتون سے کہ عمر نے خطبہ ام کلثوم بنت
ابوبکر کیا۔ اور سن ام کلثوم کا اوسوقت چار پانچ برس کا تھا وہ وہی بیان یقینی طور پر غلط ہوگیا
کہ یہ واقعہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا ہے جنکا سن شریف اوسوقت چودہ یا بارہ یا کم سے کم نو برس تھا جسکا بہت
بڑا موید یہ واقعہ بھی ہو کہ مغیرہ اسی ۱۷ھ مین بجرم زنا ماخوذ ہوا تھا جسپر گواہی تین صحابہ کی ہوچکی
گذری تھی مگر چوتھے گواہ زیاد نے بایماے خلیفہ دوم کچھ کوتاہی کی جس سے مغیرہ کو رہائی ملی۔ جب
ماہ ذیحجہ مین بزمانہ حج وہ عورت ام جمیل نامی جسکے ساتھہ مغیرہ نے زنا کیا تھا حاضر دربار ہوئی
تو عمر نے مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو (ام جمیل کو) پہچانتے ہو؟ مغیرہ نے کہا ہان یہ ام کلثوم بنت
علی ہے (معاذ اللہ خاک بدہانش) کیون صاحب کوئی عاقل مان سکتا ہو کہ جسکی چار سالہ ام کلثوم
سے خلیفہ نے اسی سال عقد کیا ہو اور ماہ ذیقعدہ مین ہم بستری بھی ہوچکی اوسکی نسبت مغیرہ ایسا
کہہ سکتا ہو کہ ایک زن زانیہ کو اوسکا مشابہ یا عین اوسکا قرار دے؟
یہ ہوسکتا ہے کہ بسبب عداوت حضرت علی کے ایسا کلمہ کفر اوسکے منہ سے نکلے اور خلیفہ صاحب کو بھی
کچھ جوشش نہ آئے۔ مگر زوجہ خلیفہ کی نسبت کیونکر ایسی بے ادبی کا کلمہ کہہ سکتا ہے۔

دوسرے مغیرہ عقلائے روزگار سے تھا وہ کیونکر ۳۰ یا ۴۰ برس کی عورت کو ۴ یا ۵ سالہ لڑکی سے تشبیہ یا مشابہ کر سکتا ہے، جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ام کلثومؑ ہرگز چہار یا پنج سالہ اوسوقت نہ تھیں غرض اس صورت مین اتنے محالات لازم آتے ہین (۱) جو ام کلثوم ۱۱ھ مین بقول مخاطب ہفت سالہ تھی ۱۷ھ مین چہار سالہ یا پنج سالہ کیونکر ہوسکتی ہو (۲) اوسی چار سالہ یا پنج سالہ سے ماہ ذیقعدہ مین اوسی سن کے ہم بستری کیونکر ہوسکتی ہو (۳) جس عقد کا مہینہ تاریخ نہ معلوم ہوا وسکے زفاف وہم بستری کا حال کیونکر معلوم ہوا (۴) اگر ام کلثوم بنت علی کا عقد عمر سے ہوا ہوتا تو مغیرہ ایسی شرارت کا کلمہ کیونکر کہتا جو ام جمیل کو کہا یہ ام کلثوم بنت علی ہین (۵) اگر ام کلثوم بنت فاطمہؑ بقول اہل سنت چار سالہ یا پنجسالہ تھین تو مغیرہ نے تیس چالیس برس کی عورت کو کیونکر کہا کہ یہ فلان عورت ہو جسکا اوسوقت سن چار یا پانچ برس کا تھا۔ یہ سب محالات اوسیوقت لازم آتے ہین کہ حضرت ام کلثوم کیطرف اس عقد کی نسبت کیجائے۔ ورنہ اگر اصل امر پہ لحاظ ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق تو کوئی خرابی نہیں لازم آتی (۱) ۱۳ھ مین پیدا ہوئی تو ۱۷ھ مین چار برس کی تھی (۲) ہم بستری دو بکری زوجہ عمر سے ہوئی جسکا بھی نام ام کلثوم تھا (۳) مغیرہ دشمن علیؑ تھا اور علی کی دشمنی عمر کو بھی تھی اسوجہ سے ایسا کلمہ بے ادبی زبان پر لایا (۴) حضرت ام کلثوم کا سن چار یا پنج برس کا نہ تھا جو چار یا پنج برس کی لڑکی کی تشبیہ ۳۰۔۴۰ برس والی عورت سے محال ہوتی

باقی رہا یہ شبہ کہ ان روایتون مین حضرت علی کا بھیجنا ام کلثوم کو مذکور ہو اگر وہ دختر ابوبکر تھین تو جناب امیر کے بھیجنے بھجانے یا بات چیت سے کیا واسطہ ہا پس یہ ایسا شبہ ہو کہ اہلسنت اسکو زبان پر بھی نہیں لاسکتے جو اسکے مدعی ہین کہ باخود ہا مین کمال درجہ کا اتحاد و اتفاق تھا تو پھر کون سنی کہہ سکتا ہے کہ ایسے وقت مین جب بی بی عائشہ نے عمر خاص سے مددلی جس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ تو جناب امیر سے کیون نہ مددلی ہوگی جو سوتیلے ہی سہی داماد تو تھے۔ اور ابوبکر کی زوجہ اسما بنت عمیس حضرت کے عقد مین تھین اور محمد بن ابی بکر حضرت کے ربیب تھے اسی گھر مین رہتے۔ اور عبدالرحمن بن ابی بکر بقول واقدی حضرت کے شاگرد تھے۔ تو اب عزیز قریب کی مدد نہ لینا اور غیر کی لینا بالکل خلاف عقل ہو۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ جب جناب امیر کی فہمائش جاتی ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر کمسن ہو قابل عقد نہیں ہے جسکو امر خلیفہ پر

حضرتؐ نے عمر کے پاس بھیجدیا۔ خلیفہ دوم نے نہ مانا تو عائشہ نے عمرو عاص حیلہ ور کو بلایا جو جو
ایک فقرہ مین اپنا کام کر سکے۔ کیونکہ مکارونکا جواب کچھ مکارون ہی سے خوب بنتا ہی۔ عاقلانہ محققانہ
تحقیق تو اسکی مقتضی ہے۔ اور جاہلانہ عامیانہ خیال اسکو کہ دنیا بھر کا محال لازم آئے تو آوے
مگر ہم اپنا عقیدہ نہین بدلنے کے قربان جائیے اہل سنت کی عقل رزین کے جنکے مورخ یہ بھی لکھتے ہین
کہ ام کلثوم کا سن بوقت عقد موہوم ۱۷ھ چار برس کا تھا صبیہ تھی جسکو شیر خوارہ کہتے ہین
اسپر یہ بھی کہتے ہین کہ نہین عقد ضرور ہوا اور اسپر ترقی یہ کہ اوسی ۱۷ھ کی ذیقعدہ مین ہم بستر بھی
ہو گئی۔ کوئی درجہ باقی رہ گیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اسکے بعد اسی سن کی ذیحجہ مین مغیرہ
نے وہ کلمہ کہا جو زوجہ عمر کی نسبت کسیطرح نہین کہہ سکتا۔

اب مین اصلی راز اسکا ظاہر کردون کہ یہ سب واقعات ام کلثوم بنت ابوبکر سے منتقل ہو کر بنت فاطمہ
کیطرف کیون منسوب کیے ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ اہل سنت اس جھونک مین کہ ابوبکر کو خلافت بلا استحقاق
نہین ملی بلکہ بعوض حسن خدمات مستحق ہوئے۔ یہ بیان کر گئے ہین کہ جب حضرت خدیجہ نے انتقال
کیا تو ابوبکر نے اپنی بیٹی عائشہ شش سالہ کو حضرت کی خدمت مین پیش کیا کہ یا حضرت یہ آپکی دلبستگی
کیلئے حاضر ہے۔ جسکے بعد سے حضرتؐ نے آمد و رفت مکان ابوبکر مین شروع کی۔ اور جب
حضرتؐ آمادہ عقد ہوئے تو بڑی میان نشتر غمزے کرنے لگے کہ اسکی نسبت تو مطعم کے بیٹے سے مقرر ہے
اور بعد عقد بلکہ بعد ہجرت باہتمام تمام کھلا پلا کر طیار کرنے پر بھی جب حضرت نے کچھ توجہ نہ کی تو ابوبکر
نے تقاضا شروع کیا کہ آپ عائشہ کا زفاف کیون نہین کرتے یہانتک کہ خود ابوبکر نے بخیال
اسکے کہ حضرت کے پاس مہر کا روپیہ نہو مہر کا روپیہ بھی لاکر موجود کیا اسپر بھی انکی خاطر پوری نہوئی
تو ایک روز حضرت انکے یہان ملاقات کو گئے ہوئے تھے لوگون کا اوٹھ جانے پر زوجہ ابوبکر نے عائشہ کا
بناؤ سنگار کر کے اپنی بیٹی حضرت کی گود مین بٹھلا دیا۔

(دیکھو تبصرۃ السائل مین منقولات قرۃ العینین وغیرہ)

غرض یہ سب باتین تو اس جھونک مین پیش کین کہ ان وجہون سے استحقاق خلافت حاصل تھا
اور خلیفہ دوم نے اس سے پہلے اپنی بیٹی حفصہ سے نکاح کرنیکو ابوبکر سے کہا تھا انہون نے نہ مانا
جسپر انکو بہت رنج ہوا تھا۔ یہ چاہا کہ اب ہم بزور خلافت خلیفہ اول کی بیٹی سے عقد کر لیتے ہین جسکے

سے لئے ظاہری بہانہ یہ بنایا کہ حق ابوبکر ادا ہو۔ بیٹی اونکی چھوٹی نہ ہی جس سے یہ شرف بھی انکو ملتا ہو
کہ رسول اللہ کے بمنزلہ بیٹے ہیں۔ ام کلثوم کی نارضامندی پر عائشہ کو تردد ہوا جناب امیر سے
اعانت چاہی حضرت نے واقعی عذر و نکو بیان کیا جسکو خلیفہ نے نہ مانا۔

اہل سنت کو جب کچھ ہوش آیا اور ان بیغیرتیوں سے شرماے تو اونہوں نے یہ سوچا موقع
خوب ملا ہے دونوں کا نام بھی ایک ہی اگر مواخذہ ہوگا اشتباہ نام کا عذر کر دینگے سردست
تو ان واقعات کو ام کلثوم نواسی رسول کیطرف منسوب کر دو جسکے لئے قرینہ یہی موجود ہے کہ
جناب امیر خلیفہ کی فہمائش کرتے ہیں اگر کوئی مسلمان ابوبکر والی بیغیرتی کے روایتوں پر اعتراض
کریگا۔ تو ہم ان واقعات کو دختر رسول کے پیش کر کے لاجواب کر دینگے دوسرا یہ خیال بھی محرک
ہوا کہ اگر عوام الناس یہ سنینگے کہ ام کلثوم بنت ابوبکر نے عقد عمر سے انکار کیا اور کہا اگر عمر سے
میرا عقد کیا تو قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی۔ تو اس سے عوام کو حضرت عمر سے نہایت درجہ شک پیدا
ہوگا۔ لہذا یہ سوچا کہ ان واقعات کو ام کلثوم بنت علی کیطرف منسوب کر دیں جس سے عوام الناس کو
تردد ہو کیونکہ مخالفت حضرت عمر خاندان رسالت سے سبکو معلوم ہے تیسرا خیال یہ بھی باعث ہوا
کہ اس سے عظمت و جبروت خلیفہ عیان ہے جسکی تہ میں اونکی خداترسی اور حق شناسی بھی مخفی
کیجاتی ہے کہ بخیال عقوبت اخروی یہ وسیلہ چاہا اس سے اہل بیت کی رعایت انکے ساتھ
بھی دکھائی گئی ہے جس سے انکی ایمانداری اور فضیلت بھی ظاہر ہو۔ بخلاف اسکے ابوبکر کی بیٹی
ام کلثوم کے خطبہ عقد بلکہ عقد سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ ایک طرح کی حماقت و خرافت و سفاہت
ظاہر ہوتی ہے کہ اس بڑھاپے میں چار یا پانچ برس کی لڑکی سے عقد کرنا محض خبط ہوا سکی
اصلاح کیلئے ہواخواہوں نے یہ فکر کی کہ ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف اس واقعہ کو منسوب کیا تاکہ
ان الزاموں سے خلیفہ کی برارت ہو اور اوسکے ساتھ توہین اہل بیت بھی حاصل ہو جو عین مدعا ے
اہل سنت ہے اسکی اونکو کہاں خبر تھی کہ آئمہ اطہار کی کرامت و اعجاز سے فخر المحققین صدر
المدققین لسان المتکلمین جناب حکیم مولوی علی اظہر صاحب قبلہ دام فیضہم لوں اسکی تحقیقیں
فرمائینگے جس سے یہ ایک واقعہ ایسی طرح صاف ہوگا کہ کسی اند سے کو بھی شک نہو۔
تیسرا مضمون قبر کی نسبت لکھ کر ہم سارا اولاد جعفر طیار کے کل روایات مذکورہ میں

موجود ہو اور روایات صحیحہ اہل سنت سے بلکہ خاص صحیح بخاری کی روایات سے یہ بھی ثابت ہے
کہ جب نسبت مقرر ہو جاوے تو پھر دوسرے کو نسبت کرانا جائز نہین۔ پس اس سے بھی لغویت
اس واقعہ کی ثابت ہو کہ کیونکر خلیفہ خلاف حکم رسول مستدعی ہو سکتے تھے؟ اور جناب امیر قبول
فرما سکتے تھے؟ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ عذر بھی حضرت کا بہ نسبت اوسی ام کلثوم
بنت ابوبکر کے ہے کیونکہ حضرت زینب وام کلثوم کا عقد تو عبد اللہ بن جعفر و محمد بن جعفر سے
ہو چکا تھا جسکے بارے مین خود حضرت رسول اللہ نے فرمایا تھا بناتنا لبنینا۔ ہیبٹے میری بیٹیون
کے لئے ہین یہ حضرت زینب وام کلثوم وعبد اللہ و محمد فرزند جعفر کی نسبت بعد شہادت حضرت
جعفر فرمایا تھا تو اب کسکی مجال ہے جو اس نسبت کو توڑے اور اہلسنت کے لئے تو وقوع عقد کے
بھی جملہ کافی ہو تو اونکے مذاق پر کہہ سکتے ہین رسول اللہ خود ان دونون صاحبزادیونکا عقد کر چکے
تھے غالباً عون بن جعفر کی نسبت حسب خواہش اسما بنت عمیس جو انکی مان تھین اور بعد کو
زوجہ ابوبکر ہوئین۔ ام کلثوم بنت ابوبکر سے مقرر تھی جسکو دوبارہ اصرار خلیفہ پر جناب امیر نے
پیش کیا کہ تم اوس سے کیونکر عقد کر سکتے ہو نسبت تو لگی ہوئی ہے۔
چوتھا جملہ جو کل روایتون مین مذکور ہو وہ یہ ہو کہ اصرار خلیفہ پر جناب امیر نے ام کلثوم کو عمر کے پاس
بھیجدیا جسپر عمر نے بوسہ لیا اور سینہ سے چمٹایا اور کشف ساق کیا۔ اوسپر ام کلثوم نے کہا اگر تم امیر
المؤمنین نہوتا تو مین طمانچہ مارتی جس سے تیری آنکھین اندھی ہوجاتین۔
اس روایت کی نسبت سبط ابن جوزی تقسم شرعی فرماتے ہین کہ باجماع امت مس اجنبیہ حرام ہے
لونڈیون کی نسبت بھی خلیفہ ایسے امر کے مرتکب نہین ہو سکتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ
جس سے اصل روایت کا موضوع و غلط و افترا ہونا ثابت ہوا باقی رہا فقرہ مہ لولا انک امیر المومنین
للطمت عینک خود ظاہر کر رہا ہو کہ یہ حضرت خلیفہ اول ابوبکر کی بیٹی کا فقرہ ہے جو ایک زمانہ تک خلافت کر کے
راہی ملک عدم ہوئے جنکے ماتحتی اور اطاعت مین حضرت عمر ہمیشہ سرگرم رہے یہ لڑکی ابوبکر کی کہتی ہے
اگر تو بادشاہ نہوتا تو طمانچہ مارتی۔ چنانچہ موید اسکا وہ واقعہ بھی ہو کہ جب ام کلثوم بنت ابوبکر نے
سنا کہ میرا عقد عمر سے ہوتا ہے تو انکار کیا اور کہا خشن العیش ہے شدید ہے طور تو بیزار اور
عائشہ اپنی بہن کو دھمکی دی تھی کہ اگر میرا عقد عمر سے کیا تو قبر رسول پر فریاد کرونگی۔ یہ تو بھی

شجاعت بکری اور حکومت خلافت سابقہ کا تھی جسنے اس جرات و دلیری پر آمادہ کیا ورنہ بنت علی ایسا کلمہ کیونکر کہہ سکتی تھین جنہون نے اپنی آنکھون وہ سب مصائب دیکھے کہ فدک قرق ہوا گھر جلایا گیا پس جسکے مان باپ پر یہ ظلم و ستم ہوا اوس مظلومہ کو یہ جرات کہان ہو سکتی ہی کہ خلیفہ وقت کی نسبت ایسا کلمہ کہے پانچوان جملہ جو ان روایتون مین بالکل مذکور نہین وہ واقعہ عقد ہے کہ ذکر اسکا نہین ہے کہ عقد کیونکر ہوا۔ کیونکہ پہلی روایت مین تو صرف خطبہ عمر اور بھیجنا ام کلثوم کا مذکور ہی دوسری مین اسقدر ہے کہ تزویج تیسری مین موت زید و ام کلثوم اور آخری روایت مین صرف عمر کا کہنا کہ نکاح کر دو اور جناب امیر کا کہنا کر دیا اور عمر کا مہاجرین سے طالب مبارکباد ہونا۔

نہایت حیرت کا مقام ہی کہ جس نکاح مین اسقدر رد و کد انکار و اصرار واقع ہوا اور ایسے اسرار مخفیہ بیان کئے جائین جن پر اخص خواص بھی مطلع نہون اوسکا اصلی نتیجہ اس عنوان سے بیان ہو کہ معترض کو کسیطرح اوس سے تشفی نہو۔ تشفی کیسی کسیطرح وقوع نکاح کی بو بھی نہ آئے۔

کیونکہ اصل واقعہ تو ایک ہے جسکو ایک راوی یہ بیان کرتا ہی کہ علی نے ام کلثوم کو بھیجا بعد اوسکے کچھ نہین دوسرا راوی اسی واقعہ کو بلفظ تزویج ادا کرتا ہی اور تیسرا راوی کہتا ہے کہ عمر کی خواستگاری پر علی نے کہا کر دیا۔ ایک بیان دوسرے بیان کا ایسا مخالف ہی کہ کسیطرح اونمین ربط نہین ہو سکتا یہ بیان کہ عمر مہاجرین و انصار سے طالب مبارکباد ہوئے اور یہی اسکی غلطی کو ظاہر کرتا ہی کیونکہ نکاح ایسی چیز نہین ہی جو مخفی طور پر ہو جائے کہ کسیکو خبر بھی نہو حتی کہ مہاجرین کو بھی خبر نہو جنانچہ شرائط نکاح سے یہ بھی ہے کہ اوسکا اعلان کیا جائے اہل شہر کا مجمع ہو اسیوجہ سے خلیفہ دوم اوس نکاح کو باطل جانتے تھے جسپر صرف ایک مرد و ایک عورت شاہد ہو۔

غرض اس مجمل بیان سے جسمین نہ صورت عقد مذکور ہے نہ خطبہ نکاح نہ تاریخ نہ مہینہ نہ حضار جلسہ کے اسامی گرامی نہ ولیمہ وغیرہ جو لوازم نکاح کا ہے اور بھی اس بیان کی تائید ہوتی ہی کہ عقد کی اصلیت کچھ نہین ہے صرف واقعہ اسیقدر ہے کہ عمر نے جب بیان جناب امیر کو دربارۂ صغر سنی ام کلثوم بنت ابوبکر قابل پذیرائی نہ سمجھا تو حضرت سے کہا کہ آپ اوسکو میرے پاس بھیجدین جسپر حضرت نے بھیجدیا اسی مضمون کو راویون نے بہ الفاظ مختلفہ بیان کیا کہ کسی نے کہا بھیجدیا کسی نے کہا تزویج کر دیا کسی نے کہا کہ جناب امیر نے فرمایا ہمنے تمہارا کہنا قبول کیا

جہان بوجہ اشتراک نام یہ واقعہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف منسوب ہوا یا کیا گیا اوسکے
ساتھ تشریح بھی وہی طور پہ بیان کردی گئی جسکے لئے اورانعی عمر کا نام ام کلثوم ہونا بھی مؤید ہوا
زیادہ توضیح کنز مکتوم مین ملاحظہ ہو ص۱۳۱

تعجب بالائے تعجب یہ ہیکہ ام کلثوم بنت ابوبکر چار سالہ سے تو اجازت لیجائے کہ تیرا عقد عمر سے ہوتا ہے
اور وہ انکار کرے۔ اور ام کلثوم بنت جناب امیر سے مطلقاً اذن نہ لیا جاسے جو یقیناً اوسوقت بالغہ
تھیں۔ اذن لینا کیا انکار پر وہ ایسی مجبور کیجائیں کہ نہیں ضرور تمہارا عقد اوسی بڈھے سے ہوگا
جس سے تم نفرت کرتی ہو اور انکار کرتی ہو۔ معلوم نہیں کس شریعت مین یہ جائز ہے کہ عورت بالغہ
عاقلہ رشیدہ کا نکاح بالجبر کردیا جاسے گو وہ انکار کرتی ہے۔ چھٹا جملہ جو ان کل روایات مین مذکور ہے چالیس ہزار
درہم مہر کا مقرر ہوا جسکی غلطی یون ظاہر ہو کہ شاہ ولی اللہ صاحب مذہب فاروقی مین لکھتے ہین انکا مذہب یہ تہا کہ مہر مین
زیادتی نہو پانچ سو درہم شرعی سے زیادہ نہو جو دختران رسول کا مہر تھا۔ اور نیز حضرت کی ازواج
کا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی پرزور دلیلون سے اس مذہب عمری کے حقیت ثابت کی ہو
اور شاہ ولی اللہ نے بڑے تفحص سے اتنا نکالا ہے کہ دو ہزار درہم کی بہزار مشکل خلیفہ نے اجازت
دی تھی۔ اور صدہا روایتین موجود ہین جنسے خلیفہ کا انکار زیادتی مہر سے ظاہر ہے۔ تو اب کون
سنے کہہ سکتا ہو کہ خلیفہ نے خلاف اپنے مذہب کے ۴۰ ہزار درہم اپنے عقد مین مہر مقرر کیا۔
اور جناب امیر نے خلاف رواج خاندانی اور خلاف روایات رسول ربانی اتنا مہر لینا قبول فرمایا۔
تو اب بجز اسکے کوئی صورت نہین کہ یا ان سب روایتونکو غلط کردین یا یہ کہین کہ علما کو یہان بھی اشتباہ
ہوا۔ یہ دوسری یا تیسری ام کلثوم زوجہ عمر کا مہر ہے جس سے ایام جاہلیت مین عقد کیا تھا کہ اوس
زمانہ مین مہر کثیر مروج تھا۔ یا صلح حدیبیہ والی ام کلثوم زوجہ عمر کا مہر ہے جسوقت تک اونکا عہد
اس مسئلہ مین نہوا تھا کہ دو ہزار سے زیادہ مہر نہ دینا چاہئے دیکھو کنز مکتوم ص۱۴۲

اگر اسپر بھی تسکین خاطر نہو تو میزان الاعتدال جلد دوم کی یہ عبارت ملاحظہ ہو کہا جوزجانی نے
تینون ضعیف ہین حدیث مین بغیر یہ کہ گمراہی کی قتیبہ بن سعید عبدالرحمن زید سے وہ اپنے باپ
سے وہ اپنے باپ اسلم سے ناقل ہے کہ عمر نے ۴۰ ہزار درہم مہر مین دیا ام کلثوم بنت علی کو
سکہئے صاحب اب تو تصریح جوزجانی یہ روایت موضوع او تینون راوی اوسکے ضعیف قرار پاسکے

پھر ایسی روایتوں پر آپ کیونکر ایمان لا سکتے ہین۔ یہ موضوعیت کہ ایسی حاوی ہو کہ نکاح اور مہر دونون کو شامل ہو جس سے آپ یہ نہین ثابت کر سکتے کہ صرف ۴۰ ہزار درہم مہر ہو کیونکہ یکبارم دو دو ہونا غیر ممکن ہے۔

چھٹا۔ مضمون اسکا یہ ہو کہ بعد وفات عمر عقد حضرت ام کلثوم کا بجبر جناب امیر و مخالفت حسنین حضرت عون بن جعفر کے ساتھ ہوا۔

اسکی غلطی یون ظاہر ہو کہ کل علماے اہل سنت جنہون نے عقد ام کلثوم کو لکھا ہے یہ بھی لکھتے ہین کہ عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد عمر شہید ہوئے دیکھو اصابہ و استیعاب وغیرہ [?] تواب یہان بھی وہی دو صورت ہو کہ یا روایات مذکورہ کو غلط کرین یا اشتباہ کے قائل ہون کیونکہ بعد موت زندہ ہونا۔ شادی ہونا یقیناً محال ہو۔ اس عقد عون بن جعفر کے ساتھ یہ جملہ کہ بعد عمر ہوا ایسا معلوم ہوتا ہو جو عدالتی گواہونکو وہ ایک بات سکھا دیجاتی ہو کہ اتنا ضرور کہنا وکیل مختار ہزار گھما پھرا کر پوچھے [?] مگر اسکو نہ بھولنا یہی حال ہو اہل سنت کی ان روایتون کا کہ عقد عمر یاد کر لیا گیا ہے وہ کسیطرح نہین چھوڑتا دنیا بھر کی بلت کہہ جاؤ مگر مرغی کی ایک ٹانگ اگرچہ اس جملہ کو بحث عقد عمر سے زیادہ تعلق نہین ہے مگر علماے اہل سنت کی تحقیقات کا حال اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی نافہمی سے کیسے کیسے بیش پا افتادہ غلطیون مین مبتلا ہوتے ہین۔

ساتوان جملہ یہ ہو کہ ان سب روایتون مین یہ بھی مذکور ہو کہ بعد عون عقد ام کلثوم کا محمد بن جعفر سے ہوا اور بعض روایتون مین مقدم ہین عون پر۔ حالانکہ وہی مورخین و محدثین اسکے بھی قائل ہین کہ محمد بن جعفر نے بھی جنگ تستر مین وفات پائی پھر فرمائی جب عہد عمر ہی مین شہید ہو چکے تھے تو پھر بعد کو زندہ کیونکر ہوئے جنہون نے بعد عون یا قبل عون عقد کیا ان سب خرابیون کا سبب وہی اشتراک نام ہو اور تحقیق نہ کرنا یا عمداً دھوکھا دینا ہے علماے اہل سنت کا کہ چند آدمیونکی مختلف واقعات بسبب اتحاد اسم ایک آدمی کیطرف منسوب ہوئے۔

اصلیت یون ظاہر ہوتی ہو کہ چند زوجہ عمر کا نام ام کلثوم ہی تھا اور ایک ام کلثوم بنت ابوبکر ہے انہون نے خواستگاری کی جسپر اُدھر سے انکار اِدھر سے اصرار ہوا بوجہ زوجیت ام کلثوم سابق سامعین کو اشتباہ ہوا کہ عمر نے جسکی خواستگاری کی اور انکار ہوا اسی سے یہ عقد بھی ہوا حالانکہ وہ تو جو خلیفہ ہے ام کلثوم بنت ابوبکر کی نسبت عون بن جعفر سے مقرر تھی اور بچپن ہی مین [illegible] شادی ہو گئی تھی

جسکے بعد عون جنگ تستر مین شہید ہوگئے اس واقعہ کی تاریخ بدل کر یہ بیان کر دیا کہ بعد عمر انکا عقد ہوا۔
اور ام کلثوم بنت جناب امیر کا عقد حضرت زینب کے شمول میں محمد بن جعفر سے ہو چکا تھا جنکا زندہ رہنا
جنگ صفین تک یقینی طور پر ثابت ہے جنکی اولاد بھی ہوئی کہ انکے بیٹے قاسم بن محمد کا عقد ام کلثوم بنت عبد اللہ
بن جعفر سے ہوا۔ وجہ اسکے کہ محمد بن جعفر بھی جنگ تستر میں شریک ہوئے ہونگے اور انکے بھائی عون جان
شہید ہوئے علمای اہل سنت نے مغالطہ مین اکر انکی شہادت کے بھی وہین قائل ہوگئے حالانکہ
موجودگی محمد بن جعفر جنگ صفین مین یقیناً ثابت ہے۔ غرض واقعات کل صحیح ہین مگر یہ ہیر پھیر ہے تو نسبت
واقعہ مین کہ کون کسکا واقعہ ہے کون کسکا۔ بے عقلی کے سبب سے تمیز نہ کر سکے سب واقعہ کو گڈمڈ کرکے
بیان کر دیا مگر اصلی مقصد عقد عمر کو نہ بھولے۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار
آٹھوان جملان سب روایتوں کا یہ ہے کہ ان تین عقدونکے بعد عقد حضرت ام کلثوم کا عبد اللہ بن جعفر
سے ہوا بلکہ خود جناب امیر نے یہ عقد کر دیا جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہے ص ۹۲۹
اس واقعہ مین یہ خرابی ہے کہ حضرت عبد اللہ شوہر حضرت زینب ہین تو اب انسے عقد کرنا کیونکر ممکن ہے جمع
بین الاختین لازم آتا ہے؟۔ اور حضرت زینب کی موجودگی مین تا بہ معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے کسی قسم
کا کسی غرض سے کسیکو عذر نہین۔ تو اب اگر یہ عقد کسیطرح ممکن ہے تو بعد رحلت حضرت زینب
جو یقیناً بعد ۶۲ھ ہجری ہے جس سے وہ دعوے کہ ام کلثوم اور زید مان بیٹے ساتھ وفات کی غلط
ہوتا ہے حالانکہ بقول عبد العزیز و حیدر علی یہ متواتر ہے۔
خدا عقل دے اہل سنت کو جو کچھ بھی تحقیق کر دیتے ہون اور واقعات مین غور کرنے کے عادی ہوتے
اب پھر وہی دو صورتین ہین یا سب روایت غلط۔ یا یہ کہ اشتباہ رواۃ کے قائل ہون جسکی بھی چند
صورتین ہین یا کسی ام کلثوم زوجہ عمر سے حضرت عبد اللہ نے عقد کیا۔ یا ام کلثوم دختر ابوبکر سے
عقد کیا بعد عون بن جعفر کے۔ یا بعد طلحہ کے جو جنگ جمل کیوقت شوہر ام کلثوم بنت ابوبکر تھے۔ یہ
سب صورتین اوسوقت کی ہین کہ بقول ازالۃ الغین نکاح پڑھنے والے جناب امیر تھے۔ اور اگر اس
خیال کو رفع کرکے دیکھئے کہ یہ غلط فہمی مکرم لیاقت حیدر علی کا قصور ہے جنہون نے تزویج اخوہ کا یہ ترجمہ
کیا کہ حضرت نے اونکا عقد عبد اللہ بن جعفر سے کیا صرف عقد ام کلثوم کا خیال کرین تو یہ ممکن ہے
کہ بعد رحلت حضرت زینب حضرت عبد اللہ کا عقد ام کلثوم بنت فاطمہ سے ہوا ہو مگر واقعہ کربلا ایسا
نہین ہوا تھا جسکے بعد کسی بنی ہاشم کو ایسے خیالات پیدا ہون۔ تو اب اصلیت اسکی اسقدر ہے

رہگئی یہ کہ چونکہ زمانہ موت حضرت عبداللہ اور موت حضرت ام کلثوم قریب قریب واقع ہے۔ اسی سے کوئی موت ام کلثوم کا قبل وفات عبداللہ قائل ہو کوئی بعد کا۔ اس قرب زمانہ موت سے یہ جوڑ بھی لگا دیا گیا کہ ان دونون مین عقد بھی ہوا حالانکہ اصل منشا بیان کرنیوالونکا تعین زمانہ موت تھا نہ بیان عقد یہ امر نہایت درجہ قابل غور ہو کہ حسب روایات اہل سنت بہ بیوہ گری کے بعد عقد اوس سیدہ مظلومہ کا اپنی ہی خاندان مین ہوا خواہ برضا انکی یا بجبر جناب امیرؑ۔ تو اب کس عقل سے کوئی قائل ہو سکتا ہو کہ پہلا عقد خلاف خاندان ایک ایسے شخص سے کیا گیا جسکی نسب کا ابھی تک ٹھکانا نہیں لگا آخر وہ کونسی مصیبت تھی کہ جناب امیرؑ نے اپنی چار سالہ لڑکی ایسے بدمزاج خبیث سے بیاہ دیا؟ یہ تقریر بھی ہماری اوسی بنیاد فرض اور تسلیم پر ہو کہ ہر امر سے ہم قطع نظر کرکے اسکے قائل ہوتے ہین ورنہ اتنی محال باتونکے لازم آنے پر کوئی عاقل ایک منٹ کیلئے بھی کیونکر عقد عمر کو قبول کر سکتا ہے۔

نوان مضمون اسکا وفات کرنا ہو ام کلثوم کا زید بن عمر بن خطاب کے ساتھ بعہد معاویہ اسکی تحقیقات سے تین جزو ہین (۱) کوئی ام کلثوم زوجہ عمر تھی یا نہین (۲) زید کسکے تھے اور کسکے بطن سے (۳) مان بیٹے ام کلثوم زید بعہد معاویہ ساتھ مرنیوالے کون ہین۔

کنز مکتوم مین ثابت کیا گیا ہو کہ عمر کی تین زوجہ کا نام ام کلثوم تھا ایک وہ جو زمانہ جاہلیت سے انکی عقد مین تھی ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید بن عمر و عبیداللہ بن عمر اصابہ و تاریخ کامل ص۲۳ ج ۳ اور امام نووی بعد وفات رسول اس عقد کے ناقل ہین کما یظہر من کلامہ۔

۲ دوسری ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت انصاری مادر عاصم تاریخ خمیس ص۲۵۱

۳ تیسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے بعد صلح حدیبیہ عقد کیا تفسیر کبیر ص۱۹۲ ج۹ دیکھو کنز مکتوم ص۹۳

(۲) زید کا بطن ام کلثوم خزاعیہ سے ہونا بھی ثابت ہو چکا ہو۔ چنانچہ دارقطنی و شاہ عبدالحق نے بھی تصریح کی ہو کہ عبیداللہ بن عمر (جو جنگ صفین مین جناب امیر سے لڑنے نکلا تھا اور مارا گیا) اور زید بن عمر بطن ام کلثوم خزاعیہ سے تھے۔ اور خود مخاطب بھی فرماتے "بعض نے نام اونکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکھا ہو سیتب و زید اصغر و عبداللہ ویکے بطن سے تولد ہوئے ص۲۲ اور مروج الذہب علامہ مسعودی میں ہو کہ اولاد عمر سے عبداللہ و حفصہ زوجہ نبی اور عاصم اور فاطمہ اور زید ایک

مان سے تھے اور فاطمہ اور دوسری لڑکیاں اور عبدالرحمن اصغر جسپر حد شراب جاری ہوئی اور ابو شحمہ کے نام سے مشہور تھا ایک مان سے ہین صـ۱۳۲ ج ۵ کامل دیکہو تشفی صـ۲۲۱۔

جس سے یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ حضرت عمر کے صاحبزادے زید نامے ایک ہی تھے جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے پیدا ہوئے چنانچہ کنز مکتوم مین بصراحت مذکور ہے کہ زید بن عمر ایک ہی تھے اور اگر اہلسنت کے غلط بیانیون پر خیال کرکے دو زید کا خیال ہو کیونکہ بعض حضرات ایک کو زید اصغر کہتے ہین دوسرے کو زید اکبر تو بفضلہ تعالے اوس زید کی مان کا نام بہی ام کلثوم ہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ علامہ مسعودی زید کو اور عاصم کو ایک مان سے بتاتے ہین جسکا نام ام کلثوم بنت عاصم تھا تو بالفرض اگر دو زید تھے تو ایک زید ام کلثوم بنت جرول کا بیٹا ٹھرا جسکا مخاطب کو بہی اقرار ہے دوسرا ام کلثوم بنت عاصم کا بیٹا ٹھرا نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا جنسے عقد ہونا عمر کا یقینا محال ہے تو اب تیسرا مرحلہ بہی طے ہے کہ یہی ام کلثوم خزاعیہ و زید بن عمر مان بیٹے بعہد معاویہ ساتھ مرے جنپر ایک ہی ساتھ نماز ہوئی بقول شاہ عبدالعزیز صاحب جناب امام حسینؑ سے نماز پڑہی اور کوئی کسیکا وارث نہوا اور بروایت صحیح عطاء خراسانی ام کلثوم اور اوسکے بیٹے زید پر نماز جنازہ عبداللہ بن عمر نے پڑہی یہی وجہ ہے کہ صاحب اصابہ نے اپنی اس روایت صحیح مین نہ ام کلثوم کو بنت علی لکہا ہے نہ زید کو بن عمر کیونکہ صحت ان اشخاص کی معلوم نہ تہی صرف صحت واقعہ کو اونہون نے بیان کیا نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہراؑ جو با تفاق روایات فریقین معرکہ کربلا مین موجود تہین جیسا کہ مقتل ابو مخنف و مشہد ابو اسحق اسفرایینی و روضۃ الشہدا و روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و بحر الشہادتین و ینابیع مودۃ ذوی القربیٰ و دیگر کتب تواریخ مین مذکور ہے۔ جیسے کہ علامہ ابن اثیر محدث نہایۃ اللغۃ مین بذیل لغت فرث خطبہ حضرت ام کلثوم کا بمقام کوفہ نقل فرماتے ہین فی حدیث ام کلثوم بنت علیؑ قالت لاہل الکوفہ اتدرون ای کبد فریتم رسول اللہ ص الفرث التفتت بالغم والاذی فیہ صـ۳۶۸ اور مجمع بحار الانوار مین علامہ محمد طاہر گجراتی فرماتے ہین فی ح ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفہ اتدرون ای کبد فریتم رسول اللہ ص الفرث التفتت الکبد بالغم والاذی صـ۶۴ ج ۳ مطبوعہ نولکشور —

اور اگر اس بیان شافی پر بہی تسکین نہو تو سنہ عقد وغیرہ جوڑ کر ملا لیجے جس سے ولادت زید محال قرار پاتی ہے کیونکہ جو لڑکی ۱۷ سنہ مین بوقت عقد خلیفہ چار برس کی تھی وہ ۲۲ سنہ ایکسال قبل رحلت خلیفہ ۹ مین نہہ سالہ ہوتی ہے جو ابتدائے زمانہ بلوغ

شرعی ہے اب ایک سال کے چند مہینے کل حیات خلیفہ سے باقی ہیں۔
کیونکہ وفات ہوئی ۲۳ھ مین ہے اس عرصہ مین دو لڑکے زید اور رقیہ کیونکر پیدا ہو سکتے
مین یقیناً محال ہے اور سیر طرہ یہ ہے کہ ان دونو لڑکون مین سے کوئی لڑکا آخر اولاد خلیفہ
نہین ہے بلکہ زینب آخر اولاد ہے جو بطن ام حکیمہ سے پیدا ہوئی دیکھو کنز مکتوم صفحہ ۱۱
یار و سنی ہو یا شیعہ مگر عقل کی بات کرو سمجھ بوجھ کر حال کرو۔ نہ معجزہ کہتے ہو۔ نہ کرامت بتاتے ہو
نہ سحر۔ نہ جادو۔ پھر کس عقل سے نہ سالہ لڑکی کو ۶۳ برس کے بڈھے سے ایک سال مین دو لڑکا
ہونا قبول کر سکتے ہو۔

ان دلیلون کے بعد ہمکو گمان بھی نہین ہوتا کہ کوئی متنفس بجز اقرار ضعیف روایت یا اشتباہ
علما و رواۃ کی دوسرا پہلو اختیار کریگا۔ اور صرف ایذا دہی خدا و رسول کے لئے۔
جملہ روایات و تاریخی واقعات کو جھٹلا کر اسکا قائل رہیگا۔ کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
کا عقد عمر سے ہوا جس سے زید و رقیہ پیدا ہوئی اور ساتھ بعد معاویہ مری جنپر ایک ساتھ نماز
جنازہ ہوئی۔ اگر اسپر بھی تسکین نہ ہو تو اب صریح روایت سے ولادت زید کو باطل کرتا ہون کیونکہ جو حضرات
اہلسنت عقد عمر کے قائل ہین وہی حضرات یہ روایت بھی لکھتے ہین چنانچہ ہدایۃ السعدا ملک العلما دولت
آبادی مین ہے فی خزانۃ الجلالیۃ والنکات کانت لفاطمۃ الحسن والحسین والاحسن وام کلثوم واحسن مات
فی الصغر لاعقب لہ وکذلک ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر بن الخطاب لاعقب لہما صفحہ ۹۵ نسخہ قلمی۔
یعنی وفات کی ام کلثوم نے نزدیک عمر کے اور کوئی اولاد اوسکے نہوئی۔ اب فرمایئے کہ جب بتصریح
علما ثابت ہو کہ کوئی اولاد اون سے نہوئی کمسنی مین انتقال کیا تو پھر کس منہ سے اپ اسکے قائل ہین
کہ زید بن عمر حضرت ام کلثوم کے بطن سے ہوئے اب فرمایئے کہ بجز اقرار یہ اشتباہ علما و رواۃ کیا چارہ ہے
جہان اونکو انتساب تزوج ام کلثوم مین اشتباہ ہوا یا عمداً مرتکب کذب ہوئے وہان یہ جوڑ بھی لگا دیا کہ زید اونسے
پیدا ہوئے اور دونو نے ساتھ انتقال کیا و فی ذلک کفایۃ لاہل الدرایۃ۔ یہ بات ہماری کیا انبیا کی قبضہ سے
بھی باہر ہو کہ سچ بات پر کسیکو اعتقاد بھی دلوا دین۔ اور اقرار کرا دین کہ وہ کفریات کو چھوڑ کر امر حق کا اقرار بھی کرے
ہدایت اسیکا نام ہو کہ سچی بہر حال بات کو ظاہر کردے آیندہ اختیار ہو۔ وہ ہمنے کر دیا۔
قول موقوف۔ صفحہ ۵۔ اب غور فرمایئے کہ اس روایت مین کسطرح کی شناعت پائی نہین جاتی

آپ نے عبث غیظ و غضب فرمایا آخر معاشرت ہند و عرب میں فرق ہے یہان معیوب وہان مستحسن خصوصاً زمانہ
رسول صلعم میں چنانچہ احادیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخطوبہ عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جوابات گالیونکا
جو نسبت حضرت غوث الاعظم و حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی ہین اگر لکھون خلاف اوس شرط کی واقع ہو جسکو اوپر لکھ چکا
ہون جناب من یہ کام فرومایہ لوگونکا ہے کہ جب جواب دینے سے عاجز ہوتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہے
تعجب ہے کہ آپ ایسے الفاظ ناملائم سے وہ زبان کہ جس سے حمد و ثنا خدا و رسول کی فرماتے ہین آلودہ کرین اور آیہ وافی ہدایہ قل انما
حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا و بطن کی خلاف عمل کرین اس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرمائین کہ
باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو ساتھ ایسے الفاظ درشت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آیندہ لحاظ رکھیں الا اشاۃً عرض کرتا ہون
کہ بفضلہ اہل سنت و الجماعت ان امور سے مبرا ہین علمائے قوم شیعہ کے یہان البتہ متعہ بحث اور متعہ دوری جاری و ساری ہے
بسم اللہ خانم اور انکی مسائل کا حال سب پر روشن ہے ۵ با وضوی صبح خفتن میگذارند + نامرادان را لحنے داد کی مراد
اکمہ شدی خالی ز دانش از قلم + پر مراد ہر کسے مینوشتم — دجلہ ما مرفوعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین فافہم

دفع الوثوق خوب غور کیا خدا آپکو فہم دے کفش دوز کی عامیانہ تقریر پر ایمان لانا آپ
ہی کا کام ہے یہان رویت مخطوبہ کی بحث نہین جسکے جواز کی آپکو فکر ہے بوسہ لینا کشف ساق وغیرہ
سے بحث ہے جسکے جواز کی دلیل نہ حیدر علی نے دی نہ آپنے جو اونکے پیرو ہین۔ بات سمجھ لیا کیجیے تب
گفتگو کیجیے کفش دوز نے اپنی اصالت دکھائی جو سادات عظام کی نسبت ابن مرجانہ کا لفظ استعمال
کیا حالانکہ ابن مرجانہ برادر عم زادہ معاویہ ہے جسکی غلامی کا فخر تمام اہل سنت کو ہے۔
رواج کا فرق جو آپنے نکالا ہے یہ بیشک ایک طبقہ کو مضمون ہوگیا تو کیا اس رواج سے حرام حلال ہوجائیگا
کیا عرب کا یہی رواج تھا کہ عقد کرنے پر مجبور کرے اور نابالغہ رشیدہ لڑکی کو مجمع عام میں پہلے بوسہ لے
کشف ساق کرے۔ آپنے علامہ سبط ابن جوزی کا قول اس بارے مین یاد فرمالیے جو سابقاً مرقوم ہوا
کہ زوجہ ہونیکے ساتھ بھی یہ جائز نہین ہے کیونکہ مس اجنبیہ باتفاق اہل اسلام حرام ہے جسنے مانا کہ ابھی
یہ روایت صحیح ہے کہ ابوبکر صاحب بی بی عایشہ کو رسول کی خدمت مین لائے تھے کہ اس سے دل
بہلائے جسکے بعد فوراً واپس بھی لیگئے تو کیا رسول اللہ نے بوسہ اوسوقت لیا کشف ساق کیا سینہ
سے چمٹایا جو یہ اتہام اور سکے ان امور کی نسبت ذات رسول کیطرف کرتے ہین
ہمکو بھی نہین معلوم ہوتا کہ مولوی حیدر علی مرحوم نے کونسی گالی دی آپکے غوث الاعظم کو یا شاہ
عبد العزیز کو مولوی صاحب نے اسیقدر لکھا تھا جسکے آپ ہی قائل ہین"

بنظر انصاف ان روایات و اقوال سنیہ مین تامل کرنا چاہیے کہ کسقدر کفر و الحاد اس فرقہ کا اور
عداوت و نفاق بانفس رسول اس سے مترشح ہے اور کیسے کیسے کلمات ناز یبا مشعر ہتک حرمت
و اہانت ادب طرف اہل بیت اطہار اور ذریت رسول مختار منسوب کرتے ہین کہ اگر کوئی نسبت پیر و مرشد
و عالم سنیونکے مثل پیر دستگیر و شاہ عبد العزیز کے بلکہ ادنا کس کے ایسا کلمہ لکھے کہ مثلاً غوث
الاعظم یا عبد العزیز کی بیٹی کا کسی نے کمر بند کھولا اور برہنہ کیا یا چھاتی سے چمٹایا یا بوسہ لیا اور مساس
کیا تو کسقدر سنی لوگ برا مانین گے اور حتے المقدور لڑنے کو آمادہ ہونگے صہ ۱۶ قول موثوق
کیا اسیکو آپ گالی سمجھے ہین یہ تو جملہ شرطیہ ہے کہ اگر ایسا کوئی کہے تو سنی لڑنے پر آمادہ ہوجاینگے
اسمین گالی کونسی نکلی جو آپ اسدرجہ برہم ہوگئے۔ شرطیہ طور پہ کہنے سے تو واقعیت اوسکی ثابت
نہین ہوتی پھر کیون آپکو برا لگا معاشرت ہند و عرب کا فرق کیون نہین نکالتے کیونکہ غوث الاعظم
تو عرب ہین اور شاہ عبد العزیز بھی عربی کی نسل سے ہونگے کیونکہ فاروقی ہین
دیکھئے آپکے ایمان کی حقیقت یہین ظاہر ہوگئی کہ صرف خیالی طور پر ایسے امور کی نسبت سے خیالی
دختران غوث و شاہ صاحب کیطرف آپکو یہ حرارت آئی۔ اور بضعہ رسول کیطرف وہی امور واہیہ آپکے
علما منسوب کرتے ہین مگر حرارت کیسی آپ کسیطرحکی شناعت کے بھی نہین قائل ہوتے بلکہ بہایت
زور ون سے اسکے اسناد کے ثابت کرنیکی فکر مین ہین افسوس مولوی کرامت علی صاحب مرحوم سے
اسدرجہ آپ ناراض ہوئے حالانکہ اوس مرحوم نے کیسی پیشینگوئی کی تھی کہ فوراً اوسکا اثر
ظاہر ہوا۔ آپکو تو اسکے اولیاء اللہ ہونے پر ایمان لانا چاہیے جنکی ایسی کرامت نمایان ہوئی۔
اب اوس روایت کے ذکر کی یہان کیا ضرورت ہے جو صاحب کنز مکتوم نے قول صاحب صواعق
محرقہ نقل کیا دربارہ لسکے کہ وہی طور پر بھی ذکر دختر خلیفہ سے فقیہ ساقط العدالہ اور واجب
التعذیر قرار پایا اور ابن خلدون نے عباسہ خواہر ہارون رشید کی نسبت خلاف اجماع مورخین
غل مچایا کنز مکتوم صہ ملاحظہ ہو۔
بلے خاندان رسالت سے خلافت ہی نہین چھینی بلکہ کسیطرحکی عظمت و وقعت بھی آپلوگون کے
دلمین باقی نہین خوب کہا ہے ؎ خوک باشی خرس باشی یا سگ مردار باشی ٭ ہر چہ باشی باش لیکن
عرفی اندکے زردار باشی۔ اگر آپکے یہان متعہ بحث یا متعہ دوری نہین جاری ہے تو اسکی بھی
وہی علت للشائع ہے جسمین ابو جہل اور اوسکی بہا نجے عمر ابن الخطاب یا متقاضی بھی ہوا کرتے تھے

وابن خلکان وتمامی خلفا وعلما اہل سنت مبتلا ہیں وہ متعہ کیونکر جاری رکھتے رسول اللہ
اگر سولہ عقد کرتے جسمین آپکے خلفا کی بیٹیان بہنین بھی داخل تہین نکاح کو ضروری نہ بتا گئے
ہوتے تو خلفا اوسکو بہی موقوف کرتے اور عمل قوم لوط کے عامل رہتے۔

قول موثوق ماتی رہا قصہ عرس کی تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح وبسط لکہا ہی ملاحظہ کر لیا جاے
اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہی کہ یہ پرانے ڈھکوسلے اور قدیم چیچلے ہین مین ہرگز اسطرف
متوجہ نہین ہوتا مگر واسطے تسکین طبع آپکے مختصراً عرض کرتا ہون کہ آپنے تقلید قوم اختیار کی ہی کیونکہ
مرزا محمد کشمیری صاحب نے بہی کئی سال بیشتر یہ راگ گایا ہی اور صاحب آیقاب تو آپکے مقتدا ہین مرزا صاحب
کشمیری اپنے نزہۃ عین جہارم مین اس تشنیع سے زبان آلودہ کر چکے ہین اور مولانا حیدر علی صاحب نے
بجواب اسکے جو کچھ فرمایا ہی وہ ایسا ہی کہ زنگ شبہات اہل نفاق قطعی قلوب مظلمہ انکے سے صاف و پاک ہو جاتا
ہی اور گرد کدورت کفر والحاد بالکل دہل جاتا ہی مگر چونکہ قلوب اہل شقاق مختوم منجانب اللہ اور ظلمت قساوت
فطری سو سیاہ و تباہ ہین لہذا اثر اسکا مفقود اور وہی کثافت و تیرگی مشہود ہی بقول قائل ؎

حق عیان چون مہر رخشان آمدہ ۔۔۔ لیک اندر شہر کوران آمدہ

دیدۂ حق بین او در قلب سالم الیقین پیدا کیجیے
اور دیکھئے کہ مولانا صاحب ماتے ہین۔ قبل ازین مجملاً بگوشت رسانیدم کہ این تقریر زنہار صلاحیت
معارضہ ندارد و شرح ابہام و بسط این مرام آنکہ از روایات معتمدہ و اقوال معتبرہ علمار فریقین بوضوح پیوستہ
کہ ہر کس کہ ارادۂ عقد نکاح با زنے داشتہ باشد و آن زن اگرچہ بحد بلوغ نرسیدہ نظر بحالت قعود و ہم در حالت
قیام و سکون و مشی ہمہ درست است بلکہ بمحاسن و معاصم او نیز توان دید و کیف ما کان بحدیکہ صغیرہ باشد
کہ پنج و شش سالہ بود چنانکہ خواہی دانست انشاء اللہ تعالیٰ۔

(دفع الوثوق)

اگر آپکو دعوی خیر فہمی نہوتی تو مین ہرگز یہ دردسری نکرتا برائے خدا یہ تو فرمائیے اس عبارت کے کون سے
جملے سے کشف ساق وضم صدر و تقبیل و بوسہ بازی کی اجازت نکلتی ہی کیا منظورہ کو برہنہ یا ملتمسہ یا محاسن
دیکھنے کہڑا بیٹھا پہرتے چلتے دیکھنے سے یہی مطلب ہین کہ اوسکو سینہ سے چپٹائے ساق یا کہولے بوسہ لے۔
یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے سمجھانے کا اثر آپ پر مطلقاً نہوگا نہ آپ کسیطرح سمجھینگے شاید کسی
سنی عالم کے سمجھانے سے آپ سمجھین یا اسکی برائی پر تنبیہ ہو لہذا ایک سنی عالم حنفی المذہب کا قول نقل
کرتے ہین خدا کرے اوسیکے کہنے کا اثر ہو اور آپ برے بہلے کی تمیز کر سکین دیکھئے آپکے عالم سبط ابن
جوزی تذکرہ خواص الامۃ مین اپنے جد امجد کی کتاب منتظم سے ایسی ہی روایات کو بالاجمال نقل

کر کے بقسم شرعی فرماتے ہین" واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہو کیونکہ لونڈی کی نسبت بھی خلیفہ دوم
ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ اسلئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا یا جماع تمامی
مسلمانان حرام ہو پس کیونکر ایسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہو خلیفہ دوم کیطرف دیکھئے کنز مکتوم صفحہ ۴۱
کہئے صاحب اب بھی کچھ سمجھے یا نہ سمجھے اگر نہ سمجھے تو یون سمجھئے کہ ایسا امر قبیح ہو کہ مولوی
حیدر علی سے اسکے جواب مین کچھ نہ بن پڑا اس مضمون کو الحاقات شیعہ سے اقرار دیا فرماتے ہین کہ
کشف را ضمیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت را بہ منقصت بدل کنند ازالۃ الغین صفحہ ۹۴
کہئے جو امر ایسا قبیح ہو کہ سبط ابن جوزی لونڈیونکی نسبت بھی جائز نہ رکھین اور مولوی حیدر علی
اوسکے رفع قباحت مین غل غپاڑا مچاکر یہ جواب دین کہ شیعونکا الحاق ہے کہ مدح کو امر مذموم سے
بدل کرین اسپر بھی آپکو اسکی برائی نہ معلوم ہو تو بس خدا ہی آپکی اصلاح کرے اور کیا کہون کنز
مکتوم ملاحظہ ہو صفحہ ۴۲

آپ ہی سے خوش فہم اسکے بھی ناقل ہین" کہ خلیفہ نے صحابہ سے یہ فرمائش کی کہ جماع کرا دو جیسپر
سیرۃ حلبیہ الا لکھا ہو، شاید اس بارہ مین کوئی حکم ممانعت صحابہ کو نہ معلوم تھا جو اس قول پر عمر کے
انکار کرتے جیسا کہ خود عمر کو نہ معلوم تھا کنز مکتوم صفحہ ۴۳
سچ فرمائے کہ بنی نوع انسان یا حیوان سے بھی ایسا امر سرزد ہوا ہو توبہ توبہ کسی کی محبت مین ایسا حواس
باختہ بھی کوئی ہوتا ہے کہ نہ آگ سوجھے نہ پانی ـــــ ارے بھائی اہلبیت سے عداوت تھی خلافت
لی تھی قتل کیا تھا قیدی بنایا تھا تو اب اسکی کیا ضرورت تھی کہ ایسی ایسی باتین بھی ادھر منسوب
کر دیں جس سے خود خلیفہ آپکے بہائم بھی نہ رہین۔
خارج از بحث روایت اسقاط محسن کا صرف اسقدر جواب دیا ہو۔ کہ رشید الدین و حیدر علی
نے خوب جواب دیا ہو مگر اصل جواب نہ لکھا۔ اسپر بھی اعتراض ہو کہ مولوی کرار علی صاحب نے
توضیح الانوار و میزان ذہبی کا نام لکھدیا مگر عبارت نہ لکھی۔ بعدہٗ شہادت حضرت ام کلثوم کے بارے مین
دربارہ فدک گفتگو کی ہو کہ اسوقت یعنی سنہ ۱۱ ہجری مین سن حضرت کا ہفت سالہ تھا۔ ایسے سن کی
گواہی ناقص سمجھی جاتی ہو" بعدہ یہ کہا کہ طعن الرماح سے بھی ثابت ہو کہ ام ایمن نے گواہی دی نہ ام کلثوم نے
منشا اس تقریر کا بھی وہی خوش فہمی ہو۔ کیونکہ شیعونکی بحث صرف اسقدر ہو کہ گو اہلسنت روایات

اداو شہادت حضرت ام کلثوم کو در بارہ فدک تسلیم نہین کرتے جیسا کہ شہادت جناب امیر بھی قبول نہوئی نہ دعوای جناب سیدہ منظور ہوا مگر اسکا کوئی قائل نہین کہ حضرت ام کلثوم اوسوقت ایسی کمسن تھین کہ گواہی نہ دیسکتی ہون۔ جسکا منشا یہ ہو کہ اوسوقت اونکا اتنا سن تھا کہ گواہی دیسکتی تھین دیکھو تفصیل اسکی کنز مکتوم ص۹۹ تا ص۱۰۳

اسی ذیل مین یہ بھی فرماتے ہین "اور یہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت قابل استدلال نہین ہوتی بلکہ ترک اوسکا واجب ہوتا ہے ص۴۲"

تو اب بحق ارواح ثلثہ فرمائین کہ روایات مذکورہ متعلق عقد عقل و نقل کے خلاف ہین یا نہین ؟ اور ترک اوسکا واجب ہے یا نہین ؟ غور فرمایئے کتنے محالات کتنے محرمات لازم آتے ہین جسکو بڑا سے بڑا فلاسفر بھی نہین سلجھا سکتا۔ یہ حال علمای اہل سنت جو آجتک ہزارون مغالطے مین پڑے ہین۔ اور روز بروز پڑتے جاتے ہین جسکی چند نظیرین بھی اسی اشتباہ رواۃ و علماکے متعلق کنز مکتوم مین مذکور ہین جسکی مختصر فہرست یہ ہے

(۱) ابو حنیفہ کے نام کے بیس آدمی تھے اسوجہ سے اونکے حالات و اقوال مین علمای اہل حنفیہ وغیرہ کو شتباہ ہوا۔

(۲) ام کلثوم بنت ابو بکر کو لوگون نے بوجہ روایت بلا سند صحابیہ کہا اشتباہ ہے

(۳) ام کلثوم بنت عباس اور بنت فضل بن عباس مین اشتباہ ہوا

(۴) عمر ابن ابی سلمہ اور عمر بن خطاب مین اشتباہ ہوا

(۵) ابو بکر خلیفہ و ابو بکر ابن اشعوب مین اشتباہ ہوا

(۶) خلیفہ دوم کے تین بیٹے مسمے بہ عبد الرحمن مین اشتباہ ہے کہ ابو شحمہ محدود کون تھا۔

(۷) ابن خلکان لکھتے ہین کہ عماد الدین نے ایک قصیدہ کو ابو بکر محمد بن حداد فقیہ مصری کیطرف منسوب کیا حالانکہ وہ قصیدہ ہے ظافر بن قاسم مشہور بہ حداد شاعر کا بسبب اشتراک لفظ حداد کے اونکو اس شبہ مین ڈالا وفیات الاعیان ص۳۰۲

(۸) سعد بن معاذ کے بارے مین بلا اشتراک نام اشتباہ ہوا جو درج صحیحین ہو گیا۔

(۹) روایت مسروق صحیح بخاری مین اشتباہ ہوا۔

(۱۰) واقعہ مکہ و مدینہ مین ایسا اختلاط ہوا کہ دونو ملا دئے گئے یہ بھی بخاری مین ہے۔

(۱۱) قصہ حجۃ الوداع مین ۲۰ جگہ علمائے اہلسنت کو اشتباہ ہوا

(۱۲) شذوذ عالم حنفی ناقل ہین کہ امام مالک قائل بجواز متعہ تھے اون سب کی نسبت رشید الدین خانصاحب فرماتے ہین اصل مین صاحب ہدایہ سے خطا ہوئی کہ ایسی غلط نسبت امام مالک کیطرف کردی اور سب علمانے اوسی کی پیروی مین بلا تحقیق ایسی نسبت کی کنز مکتوم ملاحظہ ہو از صفحہ ۱۴۰ لغایت ۱۶۳ یہ تقریر یون ہی نہایت دلچسپ ہے کہ اکثر ناقلان جواز متعہ از امام مالک صاحب ہدایہ پر مقدم ہین

تیرھوین نظیر جو سب حال کی ہے وہ یہ ہے۔ کہ کل تحفہ اثنا عشریہ پڑھنے والے شیعونکو معلوم ہے کہ اسما بڑی بیٹی ابوبکر کی زبیر کے نکاح یا متعہ مین تھی اور ام کلثوم بنت ابوبکر جسپر خلیفۂ دوم کی یہ سب چڑھائی ہوئی۔ بوقت جنگ صفین طلحہ کی زوجیت مین داخل ہوکر مولوی احتشام الدین جونے مناظر شیعونکو پیدا ہوئے ہین اور ماہواری رسالہ مرادآباد سے شائع کرتے ہین جسکے جواب مین شیعونکی طرف سے بھی انتصار الشریعہ اور دوسنی کا ماہوار رسالہ نکلتا ہے اپنی نصیحۃ الشیعہ کی تیسری جلد مین فرماتے ہین،، چنانچہ حضرت عائشہ کی ایک بہن ام کلثوم زبیر کی بی بی تھین دوسری بہن اسمار طلحہ کی بی بی تھین اور عبد اللہ بن زبیر وغیرہ ان دونون کے کئی فرزند جو حضرت عائشہ کے حقیقی بھانجے تھے اس گروہ مین موجود تھے صفحہ ۲۳

آپ اسی ایک نظر سے سمجھ سکتے ہین کہ علماء اہل سنت کی تحقیقات کس درجہ کی ہے اور کیسی کیسی دھوکے اونکو پیش پا افتادہ باتو نہین پڑتے ہین۔ جب اپنے خلفا کی بیٹیون کی تحقیقات مین یہ حال ہے کہ اسمار کو زوجہ طلحہ اور ام کلثوم کو زوجہ زبیر بتاتے ہین۔ اور پھر عبد اللہ بن زبیر کو دونو کی بطن اور دونون کے نطفہ سے قرار دیتے ہین۔ تو دوسرے واقعات کی تحقیقات کا کیا کہنا ہے خصوصاً واقعات اہل بیت اطہار مین جنکی عداوت انکے خمیر مین داخل ہے۔

واقعاً بیچاری ام کلثوم بنت ابوبکر صرف اسوجہ سے کہ زمانہ حیات خلیفہ مین نہ پیدا ہوئی۔ بلکہ ایسے وقت پیدا ہوئی کہ خلافت اس گھر سے نکل چکی تھی۔ کیسی کیسی مصیبتون مین مبتلا ہوئی کہ چارہی برس کے سن مین خلیفۂ دوم کی نظر و نیز چڑھی بقول شاہ صاحب انکے ساتھ چند روز گذرے تھے کہ اس چودھوین صدی مین مولوی احتشام الدین صاحب کو یہ نسبت پسند نہ آئی زبیر سے اسما کو نکالکر طلحہ کے حوالہ کیا اور طلحہ سے ام کلثوم بنت ابوبکر کو لیکر زبیر کی بغل مین دیا دیکھئے ابھی اور کتنے حملے ہوتے ہین۔

اگرچہ اس بیان غلطی کے بعد تحقیقات اہل سنت کے ظاہر کرنیکی ضرورت نہ تھی جو دربارۂ اہل بیت اطہار "

اونہون نے بیان کئی ہین۔ مگر بنظر مزید تشفی اہل سنت دو واقعہ یہان بیان کرتا ہون۔

پہلا واقعہ حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا ہے جنکے بارے مین اہل سنت کو اتنے اختلاف ہین ۔ گنئے۔

(۱) سکینہ بنت الحسین ہین یا اخت الحسین یعنی خواہر امام حسین ہین یا بیٹی شعرانی وغیرہ ناقل ہین کہ خواہر حسینؑ ہین۔ اور صحیح یہ ہے کہ دختر امام حسینؑ ہین

(۲) ابن صبان اسعاف الراغبین اور شیخ حسن حمزاوی مشارق الانوار مین ابن صباغ سے ناقل ہین کہ حضرت سکینہ بوجہ استغراق معرفت الٰہی قابل شادی نہ تھین چنانچہ فصول المہمہ مین ہے کہ حسن بن امام حسنؑ نے خطبہ کیا جناب امام حسین سے کہا بڑا ایک دونون صاحبزادیون فاطمہ و سکینہ سے میرا عقد قبول فرمایئے تو حضرت نے کہا مین فاطمہ کا عقد تمسے کرتا ہون کیونکہ سکینہ پر استغراق مع اللہ ایسا غالب ہے کہ قابل عقد نہین دوسری روایت یہ ہے کہ اونکا عقد عبد اللہ بن حسن سے ہوا مگر ان سب واقعہ کو منکر اہل سنت اسکے مدعی ہین کہ حضرت سکینہ کا عقد مصعب بن زبیر سے ہوا جسکی غلطی روایات صدر سے ظاہر ہے۔

(۳) یہ کہ طبقات کبری شعرانی اور طبقات مناوی اور سیر شامی اور سیر حلبی وغیرہ مین مرقوم ہے کہ قبر حضرت سکینہ مصر مین ہے بمقام قرافہ یا مزار ہے جسکے مزار کی ترمیم و تعمیر ہجری سنہ ۱۱۲۲ھ مین ہوئی اور نووی ناقل ہین کہ بعض لوگ کہتے ہین دمشق مین مدفون ہین۔ مگر صحیح یہ ہے جو قول اکثر مین ہے کہ وفات اونکی مدینہ مین ہوئی

(۴) اختلاف اونکا فیصلہ یون کیا گیا ہے کہ سکینہ بنت الحسین بھی تھین سکینہ خواہر حسین بھی اور ممکن ہے کہ دونون ایک ہی جگہ مصر مین مدفون ہوئین جہان مقبرہ ہے اسیطرح زینب کو بھی دو زینب قرار دیا ایک خواہر حسینؑ دوسری دختر امام حسینؑ مگر خود ابن صبان اسکو یون باطل کرتے ہین کہ اس جمع بین الروایتین کو قول نووی باطل کرتا ہے جو بطور صحیح ناقل ہین کہ سکینہ بنت الحسین تھین جو مدینہ مین مدفون ہوئین سنہ ۱۱۷ھ اسعاف الراغبین اس واقعہ مین بھی آخری عذر اہل سنت یہی ہوگا کہ چونکہ یہ سیدہ عورت پردہ نشین تھین اسوجہ سے مفصل حالات نہ معلوم ہوسکے مگر دوسرے واقعہ مین کیا جواب دینگے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے مین ناقل ہین کہ اہل کشف و شہود کی تحقیق یہ ہے کہ جناب امام زین العابدین مصر مین مدفون ہین قطب شعرانی ناقل ہین کہ وفات امام زین العابدین سنہ ۹۴ھ مین ہے جسوقت حضرت کا سن ۵۸ برس کا تھا سر مبارک اون حضرت کا مصر مین مدفون ہے اور علامہ مناوی ناقل ہین کہ یہ مشہد جو مصر مین قریب قلعہ ہے وہان سر حضرت زید شہید بن امام زین العابدین مدفون ہے اور قطب شعرانی منن مین ناقل ہین

کہ اوس مشہد مین سر حضرت زید بن حسن کا اور امام زین العابدین ع بھی مدفون ہین اور علامہ صبان ان اختلافون کو یون جمع کرتے ہین کہ زید بن علی اور زید بن حسن اور جناب امام زین العابدین ع تینون بزرگ کا مدفون ہونا یہان ممکن ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ جو مشہد قریب مجری قلعہ ہے وہ مشہور ہے ساتھ مشہد امام زین العابدین علیہ السّلام کے اور اسی کیطرف شعرانی بھی گئے ہین اور یہ امر اسکے منافی نہین ہے جو حضرت کا دفن ہونا بقیع مین مشہور ہے کیونکہ برزخ کا حال مثل تیا۔ کے ہے مشارق الانوار صفحہ اسی کے ساتھ یہ بھی سن لیجئے کہ اسعاف الراغبین مین ہے کہ عبد الوہاب شعرانی علی خواص سے ناقل ہین کہ ابراہیم ابن امام زید کا سر بھی اوسی مصر مین قریب خانقاہ خارج مسجد مدفون ہے انہین ابراہیم کی معیت مین امام مالک نے جہاد کیا تھا جسکے سبب سے مدتون مخفی رہے بعض علما کہتے ہین کہ یہ قول مخالف ہے اقوال نسابین کیونکہ نہ اولاد حضرت زید بن امام زین العابدین مین کوئی ابراہیم تھا اور نہ زید بن حسن کی اولاد مین کوئی شخص مسمے بہ ابراہیم تھا ہان مورخین نے یہ لکھا ہے کہ امام مالک نے جو جہاد کیا یا فتوے جہاد کا دیا تھا وہ بمعیت محمد ملقب بہ مہدی بن عبد اللہ محض بن حسن مثنے بن امام حسن ع جنسے منصور خلیفہ عباسی سے جنگ ہوئی تھی ہان انکے بھائی کا نام البتہ ابراہیم تھا صفحہ ۱۶۵

پس ان واقعات سے علماء اہل سنت کی تحقیقات کا پورا حال ظاہر ہے کہ اولاد رسول کے حالات مین انکو کیسے کیسے اغلاط پیش آئے ہین۔ اور حق بجانب بھی ہے کہ جس خاندان کے قتل و قمع تذلیل و تحقیر پر فرقہ کا فرقہ آمادہ ہو اوسکو اون حضرات کے حالات کیونکر معلوم ہونگے کہ ایک دوسرے سے تبرا کرتا ہے۔ یہ حالات تو اون واقعات کے ہین جنکی تحریف و تغیر سے انکو چندان غرض نہین بخلاف اوس واقعہ کے کہ جس سے اونکے مذہب کی بنیاد مستحکم ہوتی کہ وہان تو ہزارون لاکھون دروغ و افترا سے بھی انکو پرہیز نہوگا۔

بہرحال اگر خالی المعظم یا دیگر حضرات اہل سنت کو میری اس بیان مختصر پر اکتفا نہو جو از راہ مصالحہ اشتباہ رواۃ اہل سنت کا رزولیوشن پیش کیا تھا جس سے سب کی عزت رہتی ہے اور بات بھی بنتی ہے تو انشاء اللہ تعالے موضوعیت ان روایات عقد کی اسطرح ثابت کر دونگا جسکے بعد ہیئت تعلیم کے اہل سنت کو بھی بجز امنا و صدقنا کہنے کے چارہ نہ ہے۔ دیکھئے مین کنز مکتوم کی دوسرے مقالہ کا خلاصہ عرض کرتا ہون جو خاص اسی باب مین مرقوم ہوا۔

اوّل دلیل یہ ہے کہ قاضی محمد ابراہیم کتاب منہل الروی مین فرماتے ہین کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ جو حد[یثین]

ہین اونکی صحت نہین مانی جاسکتی جبتک کسی امام معتمد کا اوسپر نص نہو کہ یہ حدیث صحیح ہو نہ یہ کہ صرف
سنن مین روایت کے پائے جانے سے اوسکی صحت ثابت ہو صفحہ ۹ جس سے معلوم ہوا کہ خارج از صحیحین
کی روایتین قابل وثوق نہین اور مخاطب نے بھی دربارہ شرکت حضرت ام کلثوم معرکۂ کربلا مین جو تحریر
الشہادتین شاہ سلامت اللہ صاحب سے ثابت ہی یہی عذر کیا ہو کہ یہ کتاب ملتزم الصحۃ نہین ہے پس یہ
روایات عقد جو یقیناً صحیح بخاری و صحیح مسلم بلکہ کسی صحیح مین نہین ہین صحیح ٹھہری چنانچہ بھی اہلسنت مسلم کی روایت
دربارۂ متعہ غلط کیجاتی ہی کیونکہ صحیح بخاری مین نہین ہو تو صحیح نہین جیسا کہ قول ابن القیم ہی۔ اور حدیث
لاتجعلوا الا موات مین بھی ابن تیمیہ نے یہی عذر کیا ہو کہ بخاری مین نہین حالانکہ مسلم مین موجود ہی۔ اور حدیث
غدیر کے بارے مین بھی جسکے ہزارون عالم راوی ہین صدہا صحابہ سے یہی عذر کیا گیا ہی۔ فخر رازی عضدالدین
تفتازانی شریف جرجانی قوشجی مرزا مخدوم اسحٰق ہروی حسام الدین ابن تیمیہ ابن حزم محسن
کشمیری شیخ عبدالحق دہلوی۔ ان سب کا یہی مقولہ ہی کہ حدیث صحیح نہین کیونکہ بخاری و مسلم مین نہین
حدیث ما اقلت الغبرا اور ستفترق امتی اور دیگر اخبار غیر قرآن مین یہی عذر ہی مولوی حیدر علی منتہی الکلام مین
لکھتے ہین لانسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند منع روایت بخاری ہست کہ از لفظ مذکور
عاری ہست صفحہ ۲۶ مولوی بشیر سہسوانی حدیث زیارت کے بارہ مین یہی عذر کرتے ہین کہ صحاح ستہ مین
نہین جس سے معلوم ہوا کہ باخود ہا مین بھی اس دلیل سے استدلال کرتے ہین نہ صرف بمقابلہ شیعہ پس
یہی عذر مسلم اہل سنت میری طرف سے بھی ان احادیث عقد کی غیر صحت مین مقبول ہو۔ کیونکہ حدیث غدیر
کا نقل نہونا بخاری و مسلم مین تو بہت قرین قیاس ہی کہ ایسی حدیث کو جو تمامتر مضر مذہب اہلسنت ہی کیونکر
نقل کرتے۔ باقی روایات عقد مین کیا کہا جائیگا بجز اسکے کہ یہ واقعہ محض غلط ہی اور بالکل وضعی روایتین ہین
جو قابلیت درج صحاح ستہ نہین رکھتین حالانکہ صدہا روایتین بخاری و مسلم کی ایسی ضعیف و موضوع ہین کہ کسی
طرح اس قابل نہین کہ اونکو صحاح کہہ سکین چنانچہ دارقطنی نے ایک کتاب ہی اس مادہ مین لکھی اور مولوی حیدر علی نے
بھی دوسو دس روایتونکو ضعیف و موضوع بتایا ہو جس سے اور بھی یقین ہوتا ہو کہ یہ روایتین ایسی ضعیفی
و غلط ہین کہ اون موضوعات و ضعاف کے برابر بھی انکا وزن نہین جو درج صحیحین ہوئے۔ یہ اور بھی حیرت بخش ہی
کہ نہ صحیح بخاری مین ہین نہ صحیح مسلم مین نہ موطا مین نہ ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ مین جس سے یقیناً معلوم ہوا کہ انکی
کچھ اصلیت نہین نہ اوس زمانہ مین یہ روایتین تصنیف ہوئی تھین بلکہ اونکے بعد کی یہ کار روائیان ہین جنسے

وہی کتابین بھری گئین جو صرف بول و براز کے مصرف مین آسکتی ہین کنز مکتوم ملاخطہ ہو صفحہ ۱۲۹
دوسری دلیل یہ ہے کہ مسند احمد بن حنبل مین کوئی روایات نہین جسکو ۷ لاکھ حدیثون سے منتخب کرکے امام صاحب نے
اسی غرض سے جمع کیا ہے کہ جب کسی امر مین اختلاف ہو تو اسکی طرف رجوع کرین اگر اسمین نہ پاوین تو وہ کوئی چیز نہین
چنانچہ طبقات سبکی مین ہے قال لنا حنبل بن اسحق جمعنا عمی یعنی الامام احمد لی ولصالح ولعبد اللہ
وقرا علینا المسند وما سمعته منه یعنی تاما وقال لنا ان هذا الکتاب قد جمعته وانتقیته من
اکثر من سبعمائة وخمسین الفا فما اختلف فیه المسلمون من حدیث رسول اللہ ص فارجعوا
الیه فان کان والا فلیس بحجة ترجمہ امام احمد صفحہ ۲
تیسری دلیل یہ ہے کہ صاحب اصابہ نے کل روایات عقد کو یکجا جمع کیا جنکی عبارت مذکور ہوئی مگر کسی روایت
کی نسبت نہ صحیح کہا نہ حسن بجز روایت وفات ام کلثوم و زید کہ بوقت واحد جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر صاحب
کے نزدیک بھی کوئی روایت صحیح نہین ہے نہ حسن بلکہ سب موضوع ہین یا ضعیف
چوتھی دلیل صحاح ستہ و مسند احمد کے بعد جن کتابون مین یہ روایتین ہین۔ اونپر عام حکم شاہ صاحب کا
یہ ہے اعتبار حدیث نزد اہل سنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین ست مع الحکم بالصحة وحدیث
بے سند نزد ایشان شتر بے مہار ست کہ اصلا گوش بانہا نمیدہند۔ پس جب خود سنیون کے یہان یہ روایتین
شتر بے مہار ہین تو شیعون کے نزدیک گوز شتر سے بھی بدتر ٹھہرین۔
پانچوین دلیل یہ ہے کہ کل روایات عقد جو باسند ہین وہ معنعن ہین عن فلان عن فلان جسکے بارہ مین قول
شاہ عبد العزیز کا مذکور ہوا کہ عنعنہ محتمل انقطاع و ارسال ہے ایسی روایات بے سر و پا سے استدلال درست
نہین کنز مکتوم صفحہ ۲۲۹ ملاخطہ ہو۔
چھٹی دلیل جو روایتین اس عقد کی بابت کتب تواریخ مین ہین اونکی نسبت یہ قطعی حکم مولوی حیدر علی کا سنئے
حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل تالیفات و تفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس
آنقدر عیان ست کہ محتاج بیان نیست ازالۃ الغین صفحہ ۸۸۹ کنز مکتوم صفحہ ۱۸۱
آپ فرمائے کہ ایسی روایتون سے کیونکر استدلال کرسکتے ہین جنکا بطلان بدیہی ہے۔ کیا غضب ہے کہ روایات واحادیث
فضائل و نصوص خلافت جناب امیر و اہلبیت طاہرین کیلئے بلکہ روایات مصائب کربلا کیلئے تو یہ سب قواعد
مقرر ہون کہ نہ صحاح ستہ کی روایت مانی جائے نہ مسند کی نہ دیگر سنن کی نہ تواریخ کی۔ اور مدح خلفاء و توہین اہلبیت

رسالت کیلئے یہ سب قواعد بالا طاق رکھدیے جاتے ہین نہ صنعی حدیث دیکھی جاتی ہے نہ ناصبیت و خارجیت کا خیال ہوتا ہے جھوٹی جعلی روایتین بنائی جاتی ہین اور بمقابلہ شیعہ اون سے استدلال کیا جاتا ہے ایسی ناانصافی کا بالعقاد و اوسکیا ٹھکانا ہے سا تھین دلیل اختلاف و اضطراب روایات ہے چنانچہ صاحب کنز مکتوم فرماتے ہین کہ کل روایتین اس عقد کی بے سند ہون یا باسند کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور روات اونکی ایسے مضطرب ہین کہ کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ فرماتے ہین کہ بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بھی فی نفسہ مختلف ہے کہ کبھی یہ روایت کرتا ہے جناب امیر خود متولی عقد ہوئے اور نکاح کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ عباس عم رسول نے عقد کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے یہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض رواۃ کا بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام زید رکھا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از ہم بستری عمر قتل ہوئے بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کئے گئے اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون کا قول ہے کہ زید مرگئے اور بعضون کا قول ہے کہ قتل ہوئے بعض کا یہ بیان ہے کہ مان بیٹے دونون ساتھ قتل ہوئے بعض کا یہ بیان ہے — کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض رواۃ کا یہ بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مہر مین دیا بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر مین دیا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہین انتہی۔

کلام الشریف و تقریر اللطیف - اب ان اختلافونکے ساتھ چند اختلاف و اضطراب اور گذارش کرتا ہون کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کی حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اوسپر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہو گی پس اورا بعقد من بایید آورد علی جواب داد کہ بدرستیکہ من اورا در نکاح تو دادم بعد اوسکے خلیفہ صاحب بمقام روضہ تشریف لاکر حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الغین صفحہ ۹۱ بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علی فرستاد بجواب فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیرست فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست ازالۃ الغین صفحہ ۹۲ (اس روایت مین قبول عقد کا مطلقاً ذکر نہین ہے بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس مادہ مین کی تب حضرت نے عذر صغر سنی کیا اوسپر عمر نے

اختلافات اہلسنت درباب عقد

حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کرکے عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہون اور
راضی ہون پس حضرت امیرؑ اورا عقد بست و بخانہ عمر فرستاد ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۲ بعض کا بیان ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ اس بارے مین میرے ساتھ دو امیر ہین پس دولت سرا مین تشریف لاکر حسنینؑ سے فرمایا
کہ مینے نکروہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اذن کے نکاح کرون صفحہ ۱۸۴ فضائل العقبیٰ بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے
فرمایا بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین سے مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن اوسکے
بعد حضرت نے عمر پاس بھیجدیا عمر نے گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ بنت علی سے درخوا
کی اونہون نے تزویج کردیا حضار نے کہا ایسی صغیرہ سے عقد کرنیکا کیا نتیجہ عمر نے حدیث رسول
بیان کی صفحہ ۹۴۲ ازالۃ الغین بعض کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنینؑ سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اوسپر
امام حسینؑ نے فرمایا وہ عورت ہین مثل سائر زنان اپنے امور مین مختار ہین اسپر جناب امیرؑ غضب ناک
ہوکر چلے امام حسنؑ نے دامن پکڑلیا اور عرض کیا کہ جو فرمائے بجالائین تب عقد واقع ہوا بعض کا یہہ
بیان ہے کہ حسنین سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ساکت رہے امام حسن نے تعریف عمر بیان کی
اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ مطلب تمہارا برلائے عمر نے گلے سے لگایا اور
حضار کو خبردار کیا کہ انسے ہم عقد کیا چاہتے ہین ترجمہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۹ بعض کا بیان ہے کہ حضرت
نے عباس اور عقیل سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس سے فرمایا کہ یہ کلام
عقیل خیرخواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث رسول ہے کہ ہر سبب
و نسب منقطع ہوگا ازالۃ الغین صفحہ ۹۴۲ بعض کا بیان ہے حضرت نے عباس اور عقیل اور امام حسنؑ
سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوئے اور کہا جسقدر روز زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام ظہور گذرتے
ہین (معاذ اللہ) تمہاری بیعقلی بڑھتی جاتی ہے واللہ اگر تمنے ایسا کیا تو ہر آئینہ ہوگا اور ہوگا یعنی فساد
عظیم قائم ہوگا الخ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیر کو سمجھا بجھا کر خود عقد کردیا
بعض کا بیان ہے عمر نے ساق یا کھولا بعض کہتے ہین بوسہ لیا بعض کہتے ہین گلے سے لگایا
بعض کہتے ہین چادر کھینچی اور بعض کہتے ہین کہ عمر نے نظر سجر کے گھورا بعض کہتے ہین زید
اور رقیہ دو لڑکے پیدا ہوئے بعض کا بیان ہے کہ بعد عمر حضرت نے عون بن جعفر سے عقد کرنا
چاہا تو حسنین نے پہلے سمجھا کر کہا کہ اگر آسودگی دنیا چاہو تو ممکن ہے اگر حضرت کو اپنا مختار کیا تو فرزند نہ

حضرت سے عقد کردینگے جب جناب امیر نے اختیار حاصل کرنا چاہا تو ام کلثوم نے آسودگی دنیا کی خواہش
بیان کی اوسپر حضرت نے کہا کہ تجھ تنہیں تمنے ایسا کہا حضرت رنجیدہ ہوکر چلے تب امام حسن ع نے دامن
تھاما اور آرزو منت کی کہ حضرت راضی ہوئے بعد اوسکے عون سے عقد ہوا (حالانکہ یہ عون خود
ایام خلافت عمر میں شہید ہو چکے تھے) اسیطرح بہت سے اختلافات ہیں کہ کسی نے کہا بعد عمر محمد سے
عقد ہوا تب عون سے تب عبد اللہ سے کسی نے کہا صرف عون بن جعفر سے بعد انکے عبد اللہ سے نکاح ہوا
جسکا یہ مطلب ہوا کہ محمد بن جعفر سے عقد نہیں ہوا کسی نے کہا پہلے محمد مرے بعد انکے ام کلثوم کسی نے کہا پہلے
ام کلثوم مریں تب محمد بن جعفر کسی نے کہا بعد معاویہ یزید کے ساتھ انتقال کیا بعضوں نے یہ بیان کیا کہ معرکۂ کربلا
میں شریک تھیں بعض نے کہا پہلے ام کلثوم مریں تب عبد اللہ بعض نے کہا نہیں پہلے عبد اللہ
مرے تب ام کلثوم حالانکہ وفات عبد اللہ ۸۰ھ میں ہے جس سے بعد معاویہ مرنا باطل ہوتا ہے اسیطرح
بہت سے اختلافات ہیں جنکو اصل میں بہ تفصیل مع سند تمام لکھا ہے اور قبل اسکے بھی کچھ مذکور ہوا ہے کہ ایسے اختلاف روایات و ضعف
رواۃ اس مادہ میں یقینی ہے اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہیں پس خود اس اختلاف و اضطراب سے بھی یہ روایات
باطل و غلط ٹھہری کیونکہ خود شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں اضطراب مانع عمل است بالبدیہۃ العقلیہ زیرا کہ عمل بر طرفین متخالفین ممکن
نیست پس اسیطرح حصول علم و یقین بھی متخالفین سے بالبدیہۃ القطعیہ ناممکن ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں
ہرگز عاقل دریں قسم تخالف و تعارض و اضطراب بہ احد الطرفین عمل نمیتواند کرد اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں
و تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبرے روایت کند کہ مخالف دیگر باشد قادح
صحت خبر میشود نہ مفید شہرت اور خود مولوی حیدر علی نے کہا اذا تعارضا تساقطا یعنی جب
دو روایتیں باہم خلاف ہونگی تو دونوں ساقط کردیجائینگی اور چونکہ از روئے آئین شہادت بھی اختلاف
بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار قرار پائیں کیونکہ ان روایات
میں جسقدر اضطراب و تخالف ہے غالباً دوسری روایات میں نہو پس اس روسے بھی یہ روایات غلط و
بے بنیاد قرار پائے فقولوا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا افسوس
کہ اصل کتاب ذو الفقار حیدری میں ہر ہر روایتوں کے سبب وضع کو کہ کس خیال سے یہ حدیثیں مختلف
بنائی گئیں بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار یہاں بیان اختلافات پر اکتفا ہوا تمام ہوئی عبارت کنز مکتوم
آٹھویں دلیل یہ ہے کہ یہ روایت علٰحدہ علٰحدہ طور پر دیکھنے سے بھی غلط و موضوع ٹھہرتی ہیں چنانچہ

صاحب کنز مکتوم نے گیارہ روایتیں نقل کی ہین اور راویونکی تضعیف خود کتب اہل سنت سے ثابت کی ہے جسکا لکھنا خالی از طوالت نہین مختصر فہرست دیئے دیتا ہون آصابہ کی ایک روایت کے راوی سفیان ہین سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے جو بدتر از کذب ہے اور سفیان بن عیینہ مختلط ہوگیا اور بیس برس سے زیادہ روایت مین غلطی کرتا ۱۸۹ ملاحظہ ہو۔ اور یہ دشمن اہل بیت بھی تھا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے گھر سے نکالدیا ۱۹۱ یہ وہی روایت کشف ساق وغیرہ ہے جسپر سبط ابن جوزی کو جوش آیا اور مولوی حیدر علی نے بھی الحاق شیعہ قرار دیا۔

دوسرے راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم ہین جو بتصریح یحییٰ بن معین وعثمان دارمی وابن منکدر وغیرہ ضعیف ہے اور زید بن اسلم غلام خلیفہ دوم تھا جسکو مولوی حیدر علی باوصف موافقت صحیحین ضعیف کہتے ہین ۱۹۲ لغایت ۱۹۳ کنز مکتوم اوراسکی خاص روایت مہر ۴۰ ہزار درہم کو جوزجانی نے موضوع کہا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا

تیسری روایت زبیر بن بکار کی ہے جسکو سلیمانی واضع کذاب جانتے ہین اور عداوت اوسکی جناب امیر سے مشہور ہے ۱۹۴ لغایت ۱۹۶ ملاحظہ ہو یہ اولاد سے ہے حضرت زبیر کے جو اہل سنت کے عشرہ مبشرہ سے ہین اور جنگ جمل مین جناب امیر سے لڑنے نکلے تھے آخر بھاگے اور مارے گئے

چوتھی روایت ابن اسحٰق کی ہے جو بنص امام مالک دجال تھا بلکہ خر دجال ۱۹۶ لغایت ۱۹۸

پانچوین روایت عطاء خراسانی ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا بنص سمعانی باطل ہے ۱۹۸

چھٹی روایت نور الدین کی دارقطنی سے ہے۔ نور الدین بنص رشید الدین خان مجہول ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا حماقت ہے اور دارقطنی بنص بشیر جامع غرائب ہین۔ اور شاہ عبد العزیز وفاضل رشید بھی اوسکو غیر معتبر کہتے ہین ۱۹۹ لغایت ۲۰۱ ملاحظہ ہو کنز مکتوم

ایک راوی اسکے ابو حنیفہ بھی ہین جسکو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اور علامہ عبد الرؤف مصری نے صرف اسی وجہ سے کہ ابو حنیفہ راوی ہین روایت کو باطل کیا کنز مکتوم ملاحظہ ہو ۲۰۲ سے لغایت ۲۲۳

ساتوین روایت ابو صالح کاتب لیث کی ہے جو بنص ذہبی کذاب تھا ۲۲۳

آٹھوین روایت لیث بن سعد کی ہے جسکو امام نووی نے مجہول کہا ہے ۲۲۴

نوین روایت عاصم کی ہے جو بنص عبد الحی ضعیف تھا ۲۲۴

دسوین روایت شریک کی ہے جو ہمیشہ سے مختلط رہا اور قاتلان امام حسین سے ہے ۲۲۴

گیارہوین روایت زہری کی ہے تاریخ خمیس مین جو ہمراہیان بنی امیہ سے تھا اور دشمن جناب امیر ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۵ اتنی روایتونکی موضوعیت تو کنز مکتوم مین شائع ہو چکی باقی دو چار ٹوٹی پھوٹی باسند روایتین جو اور ہونگی اونکی موضوعیت خاص طور پر جلد ہفتم مین ذوالفقار حیدر یہ کے مذکور ہے جو ابھی طبع نہین ہوئی مسودہ اوسکا موجود ہے مگر فرصت نہین جو اوسکا بھی کرون صرف عام احکام اہل سنت دربارہ روایت مسندہ خارج از صحیحین یاد فرمالین۔ محقق لاثانی صاحب ذوالفقار حیدر نے یہی نہین کیا ہے کہ صرف راویون کی وضاعیت وغیرہ ثابت کی ہو یا عقل و نقل سے اوسکی غلطی ثابت کی ہو۔ بلکہ یہ تجربہ بھی اپنا دکھایا ہے کہ جن علما نے اون روایات عقد کو درج کتاب کیا برکت آئمہ اطہار سے وہ علما اور وہ کتابین بھی اہل سنت کے نزدیک غلط اور ناقابل اعتبار ٹھہرین خدا کرے کہ وہ کتاب مستطاب جلد چھپ جائے جو اعدای اہل بیت کیلئے فی الواقع ذوالفقار صاعقہ کردار ہے۔

اور اگر کثرت روایت سے آپکو گمان تواتر پیدا ہو تو اسکی بحث بھی کنز مکتوم مین موجود ہے جسمین یہ قول امام فخر رازی بھی درج ہے کہ بیس ہزار آدمی کے اتفاق سے بھی تواتر ثابت نہین ہوتا ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳۱ لغایت ۲۳۴ اور ابن خلکان ابوالفرج اصبہانی سے ناقل ہین کہ لیلی و مجنون کا قصہ جو تمام عالم مین مشہور ہے محض غلط ہے لیلی و مجنون کا کوئی وجود نہین چنانچہ فرماتے ہین وذکر ابوالفرج الاصبہانی فی کتاب الاغانی فی ترجمۃ لیلی و مجنون بعد ان استوفی اخبارہ فقال وقد قیل ان ثلثۃ اشخاص شاعت اخبارھم واشتہرت اسماءھم ولا حقیقۃ لھم ولا وجود فی الدنیا وھم مجنون لیلی وابن القریہ وابن ابی العقب الذی ینسب الیہ الملاحم واسمہ یحیی بن عبد اللہ بن ابی العقب صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ مصر

پس اسی سے آپ خیال کر سکتے ہین کہ جبکہ علما ایسے لا وجود اشخاص کو باین شہرت و تواتر غلط طور پر بیان کرتے ہین جس سے کوئی مذہبی فائدہ بھی نہین۔ تو مذہبی اغراض کیلئے کسقدر کذب و افترا کی اونہون نے ترویج کی ہوگی اور شہرت دی ہوگی۔ مگر صاحبان عقل و ادراک کب ایسے لغویات کے پابند ہو سکتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ اکثر محدثین نے ان موضوعات کو اون موضوعات کے برابر بھی نہ سمجھا جنسے صحاح ستہ کو مزین کیا ہے لاکن ایسی روایات کی اونکو کسقدر ضرورت تھی ابن خلدون نے بھی روایت نکاح عباس

انکار از وجود لیلی مجنون

خواہر ہارون رشید کو جو اتفاقی اور اجماعی مورخین ہے محض استبعاد عقلی سے باطل کیا ہے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہو لیس جہان ایسے ایسے امور واہیہ مین آپ حضرات نے یہ تحقیقات کی ہے اور اتفاقی بلکہ اجماعی و مشہور واقعات کو غلط ثابت کیا تھا براہ خدا اس مسئلہ مین بھی ذرہ غور و فکر سے کام لیکر مطابق واقع اس شہرت غلط سے انکار فرمایئے

ماموں صاحب! ہم نہایت خیر خواہی سے عرض کرتے ہین کہ آپ اپنے عقیدہ کی اصلاح فرمایئن ایسا نہو خال المومنین کے ساتھ آپکو بھی بنانا پڑے یا فرزند خال المومنین کا درجہ ملے اگر حق خلافت وغیرہ کو نہین قبول کرتے تو ایسے امور کی نسبت تو نہ کیجئے جس سے اوس خاندان کی توہین ہو جس سے آپکی نسبت ہے۔ دین و ایمان اور چیز ہے شرافت خاندانی اور چیز مذہب کے واسطے شرافت تو نہ کھوئی۔ اگر یہ سنت قدیم نہین تو آپکو خاندان کی پابندی کیون ہو۔ خلاف شرع ہو تو چھوٹے کوئی مثال ایسی قایم کیجئے جسے لوگ سمجھین سچ مچ آپ اس عقد کے وقوع کو مانتے ہین بغیر اسکے تو مخالف و موالف سب یہی کہین گے صرف شیعون کی عداوت بلکہ اہل بیت رسول کی جوش عداوت مین اپنے ایسا کہا ورنہ ایسے نہین مانتے۔ ورنہ ضرور وہی برتاؤ کرتے جو لاہے دھنئے کی قید نہ رکھتے زیادہ عرض نہین کرسکتا العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

قولہ علیہ موثوق۔ الا جناب نے حدیث اول فرج غصبنا کو غیر ثابت کتب شیعہ سے لکھا ہے اور مفتریات سنیان شمار کیا ہے بڑے غضب کی بات ہے کہ باوجود مرتبہ پیش امامی کے آپ اس کوچہ سے ایسے نابلد و ناواقف ہین دیکھئے روایت شیخ مفید صاحب کہ جلد اول الانوار المنصیۃ مین کہ جو بہاء الدین علی بن عبد الحمید حسینی نجفی سے ہو ایک حدیث طویل مشعر قصہ نکاح حضرت عمر وارسال جنیہ بصورت حضرت ام کلثوم کہ جسکے فقرہ مین نتیجہ راوی یہ ہے اقول و علی ھذا الحدیث اول فرج غصبنا محمول علی التقیۃ او الاتقاء من عوام الشیعۃ کما لا یخفی انتہی بلفظہ

دفع الوثوق و ہر روا غصب جسپر آپکو گونگا بہت زور شور ہے کتاب فروع کافی کلینی مین یہ ہے باب فی تزویج ام کلثوم علی بن ابراھیم عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن ھشام بن سالم و حماد عن زرارۃ عن ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناہ یہان پہلی بحث سند روایت کی ہے جس سے روایت کا صحیح و ضعیف

تحقیق رواۃ حدیث قرطاس

وموضوع ہونا معلوم ہوتا ہو راوی اول علی بن ابراہیم ہین راوی دوم اونکے باپ ابراہیم بن ہاشم قمی ہین
جسکے بارے مین کشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین فیہ نظر کسی نے انکی توثیق پر نص نہ کیا۔ اور ملا علی فرماتے ہین
یہ شاگرد ہین شیخ یونس کے جو غیر مقبول القول ستھے اور کثیر الطعن و ذم پس جب اوستاد کا
یہ حال تھا تو اونکے شاگرد ابراہیم کا قول کیونکر مقبول ہوگا منتہی المقال اختلاف علما انکے بارے مین
قدیم الایام سے چلا آتا ہو چنانچہ حجۃ الاسلام سید محمد باقر اصفہانی اعلی اللہ مقامہ نے ایک رسالہ
خاص اس بارے مین لکھا ہو۔ علامہ سید محمد رحمہ اللہ صاحب مدارک نے بھی چند مقامونپر روایت
ابراہیم بن ہاشم قمی کو رد کیا ہو اور تقدح کیا ہو وغیر ذلک من العلماء الکرام قدس اللہ اسرارہم
تیسرے راوی ابن ابی عمیر ہین جنکا نام محمد اور باپ کا نام زیاد بن عیسے ہو ۲۱۷ھ مین انکی وفات ہو۔
ہارون رشید نے انکو قید کیا تھا جسکے دو سبب بیان کئے جاتے ہین۔ ایک یہ کہ انکو قاضی بنانا
چاہا انہون نے نامنظور کیا۔ دوسرے شیعون کی سراغ رسانی انسے چاہتا تھا انہون نے نہ بتلایا
غرض چار برس کے قید مین انکی کتابین ضائع ہوگئین جنکو انکی بہن نے بغرض حفاظت زمین مین دفن
کر دیا تھا اب انکی روایت صرف یاد کے اوپر تھی یا اون رواتیون پر جنکو یہ پہلے بیان کر چکے تھے اسی وجہ
سے اصحاب حدیث انکو مراسیل کے بارے مین سکوت کرتے ہین اور اسکو حجت نہین مانتے۔ اور انکی شیوخ یہ لوگ
ہین کہ وہ یہ یحیی بن عمران۔ ہشام۔ وہب بن عبد ربہ۔ مسمع حماد بن عثمان حسین بن عثمان۔ ابو مسعود الطائی
وربیع بن محمد حاربی منتہی جس سے معلوم ہوا کہ ہشام بن سالم انکے شیوخ مین نہین ہین تو یہ روایت
کافی جسمین سلسلہ انکا ہشام بن سالم سے ہو کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہو۔ پانچوین راوی اسکے حماد ہین
جو چند آدمیونکا نام ہو۔ ایک حماد بن زید ہو جو مخالفین سے ہو اوسکا قول شرح ابن ابی الحدید مین ہے
کہ اصحاب علی کو جتنا علی سے محبت ہو لوگ سالہ محبت ونکو بھی اپنے گوسالہ سے نہ تھی منتہی المقال
دوسرے حماد بن عیسی رواۃ معتمدین شیعہ سے ہین جنکی وفات ۲۰۹ھ مین ہوئی۔ ۲۰ حدیثین جناب امام جعفر صادق
سے روایت کین۔ اب نفس اس روایت کے منقول نہونیکا یہ قرینہ موجود ہو کہ نہ اونکی شیوخ مین
زرارہ کا نام لیا جاتا ہو نہ اونکے تلامذہ مین ہشام بن سالم کا نہ محمد بن زیاد معروف بہ ابن ابی عمیر کا منتہی
تو اب صاف طور پر معلوم ہوا کہ حماد ثقہ شیعی المذہب سے یہ روایت نہین جو صحابی امام جعفر صادق علیہ
السلام تھے۔ دوسرا قرینہ یہ ہو کہ جب خود صحابی امام جعفر صادق ہین تو بالواسطہ روایت کیسی تعجب ہے

یہ کہ وفات زرارہ ۱۵۰ھ مین ہوا اور انکی وفات ۲۰۹ھ مین جو زمانہ جناب امام علی نقی علیہ السلام تھا
یعنی حضرات آئمہ سے نہ روایت کرنا باوجود ادراک زمانہ۔ اور بالواسطہ زرارہ سے ناقل ہونا کمال
درجہ تعجب خیز ہو۔ کیونکہ قرب سند کو ہر محدث و راوی زیادہ پسند کرتا ہو بہ نسبت اسکے کہ وسائط
زیادہ ہون بہر حال ملتے احتمال کے بعد ہم نہین سمجھتے کہ کوئی منصف کیونکر اس روایت سے استدلال
کرسکتا ہو اور چونکہ تعلق اسکا اہل بیت اطہار سے ہو اور ایسے امر سے جسمین ذرہ کوتاہی کرنے سے آدمی
مستحق نار ہوتا ہو کیونکہ اتہام عظیم و افترا جسیم کا مرتکب قرار پاتا ہو لہذا ضرور ہو کہ پوری جانچ پڑتال کیجائے
افسوس ہو کہ اس مقام کا مسودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدری کا ایسا محکوک و مشکوک تھا کہ زیادہ
اس سے مین نقل نہ کرسکا اکثر مقام پر مصنف علام نے کچھ نشان دیکر چھوڑدیا ہو۔ جس سے معلوم
ہوتا ہو کہ وہین کی عبارت نقل کرنا باقی رہ گئی ہو لہذا مین بھی اسیقدر پر اختصار کرتا ہون زیادہ کا
مجاز نہین ہون یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ تحقیقات کتاب کافی کی حدیثون کی بابت کچھ خاص اسی بحث مین نہین ہے
جس سے میری طرفداری سمجھی جاے بلکہ متقدمین سے تنقید روایات کا سلسلہ چلا آتا ہو چنانچہ قبلہ مرزا
محمد تنکابنی تحریر فرماتے ہین مثلاً ۱۶۱۹۹ احادیث کافی سے ۵۰۹ صحیح اور ۱۴۴ حسن اور ۱۱۱۲ موثق
اور ۱۰۲ قوی اور ۹۴۸۵ ضعیف ہین تو اب بغیر تنقید کسی روایت سکے کیونکر عام طور پر کل
حدیثین اسکی قبول کرلیجا سکتی ہین حالانکہ ابھی بڑا مرحلہ اسکا باقی ہو کہ درحقیقت یہ روایت کافی کی ہے
یا سنیون کی تحریف و تصنیف جسکی تحقیقات ماقبل جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین مشرح طور
پر مرقوم ہو۔ دوسری بحث اسکے معنی مین ہو جسکو غلط فہمی سے اہل سنت نے اپنے لئے مفید
سمجھا ہو ہم یہان عبارت تشفی کی نقل کرتے ہین جس سے اہل سنت کو پوری تشفی ہوجاے

تنقید احادیث کافی

وھذہ عبارتہ ہم سنا کرتے تھے کسکا کون جسکے بدن مین مٹی لگی دیکھی گھاٹ پر چلا جاوے
مگر اسکی تصدیق اہل سنت کے حالات سے ہوئی مرزا مخدوم شریفی المتوفی فی حدود ۹۹۵ھ
نے اول اول اس روایت محرفہ اور غلط کی ایجاد کی اور نواقض الروافض مین لکھا بعدہ وہی
اوٹھائی ہوئی ہانک مخدوم کی شاہ صاحب نے صواقع کابلی سے چرا کر تحفہ مین درج کی پھر
مولوی حیدر علی نے اوس نقل اول کی تیسری نقل کی اور آیات بینات والے نے چوتھی
نقل بنائی پھر تو نقلون کی کوئی حد نہ رہی یہانتک کہ سائل نے بھی وہی سوانگ نکالا۔

اگر کوئی صاحب بادیانت ہوتے تو اپنے ان علماء محرفین کی نقل پر اعتماد نہ کرتے اور حقیقت
امر کو دریافت کر لیتے لیکن سائل کے لیسے شخص سے یہ امید بیجا ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ روایت جو کافی کیطرف
منسوب کیجاتی ہو ان الفاظ سے تو کہین نہین ہے اور بالکل اہل سنت کی وضعی ترکیب ہی یہی ترکیب ہے
یہی سبب ہے کہ متقدمین اہل سنت نے بھی کبھی اس روایت کو شیعونکے روزمرہ مناظرہ مین پیش
نہ کیا نہ جامعین صحاح ستہ نے اصل قصہ عقد وغیرہ کو درج صحاح کیا ہان ذلک یا ذالک
فرج غصبناہ البتہ اس زمانہ کے کافی کے نسخون مین پایا جاتا ہو جسکو نہ کسی شیعہ نے حدیث
صحیح کہا ہو نہ کسی سنی نے اوسکے قواعد مقررہ شیعہ پر تصحیح کی نہ کسی سے یہ ہوسکے گا مگر ہم اس سے
بحث نہین کرسکتے الفاظ حدیث اور جس باب مین اسکا بیان ہو اوسکی طرف توجہ دلاتے ہین کہ نہ
باب مین ام کلثوم بنت علی کا نام ہے نہ بنت فاطمہ کا بلکہ صرف نام ام کلثوم وارد ہو جو بہتیونکا نام تھا
کنز مکتوم مین ثابت کر دیا گیا ہے کہ خلیفہ دوم کے تین بی بیونکا نام ام کلثوم تھا اور پہلی ام کلثوم
سے زید بن عمر بن خطاب پیدا ہوا تھا جسکی نسبت شرکت نام کیوجہ سے حضرت ام کلثوم ع بنت جناب
فاطمہ کیطرف کیگئی یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہو کہ خلیفہ دوم نے مسماۃ ام کلثوم دختر ابوبکر سے نکاح کرنا
چاہا عائشہ کو پیغام دیا اوسپر ام کلثوم مذکورہ نے کہا اگر میرا نکاح عمر سے کیا تو روضہ رسول اللہ پر
تیری فریاد کرونگی انہین چارون ام کلثوم کے مختلف واقعات ملا جلا کر بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم ع کیطرف منسوب ہوئے غرض سائل یا اوسکے ہم مشربون کے پاس کوئی ثبوت اسکا
نہین ہے کہ یہ روایت حضرت ام کلثوم بنت امیر المومنین سے متعلق ہے بلکہ اوسی ام کلثوم بنت
ابوبکر کی مغضوبیت کو آپ بیان کرتے ہین جسکی خواہش اہل بیت رسالت نے کی ہو گی چونکہ اسما
بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر طیار بعد شہادت حضرت جعفر عقد ابوبکر مین آئین اونکے مرنے پر حضرت
امیر نے اون سے عقد کیا اور محمد بن ابی بکر آپکے ربیب ہوئے اوسی بنیاد پر آپنے ام کلثوم مذکورہ کا اپنے
خاندان مین کسی سے عقد کرنا چاہا ہو گا جو خلیفہ دوم کے جبر و تشدد سے ملتوی رہا اوسیکی نسبت آپ
فرماتے ہین کہ ام کلثوم بنت ابوبکر پر حق ہمارا تھا جو غصب ہوا حسب خواہش اہل بیت اطہار
خاندان رسالت مین نہوا اور خلیفہ دوم کے بیجا دخل سے معطل رہا کہ اوسکو حضرت نے فرمایا
حق ہم لوگونکا تھا مگر غصب ہو گیا۔ سائل کو شائد ہمارے اس بیان سے دہشت آمیز حیرت ہو مگر علماء اوسکو

تحقیقات روایت کافی

اقرار کرینگے کہ بیشک ہزارون روایتین ایسی ہین کہ جسکو اونکی رواۃ نے حسب فہم اپنی بیان کیا ہو اور ابتدائی جملہ کو غائب کر دیا ہو سیاق کلام سے اوسکا پتہ لگا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین حدیث مکانت هجرته الی دنیا یصیبها او الی مرءة ینکحها فهجرته الی ما هاجر الیه کی شرح مین لکھتے ہین کہا خطابی نے یہ حدیث یون ہین کٹی ہوئی وارد ہوئی ایک حصہ اوسکا غائب ہوگیا نہین معلوم کس سے ایسی غفلت ہوئی ابن حجر لکھتے ہین کہ جملہ محذوفہ مشعر ہے ساتھ قربت محضہ کے اور جملہ موجودہ تردد کو اور مذہب بخاری یہ ہے کہ اختصار کرنا حدیث کا اور راوسکو بالمعنی نقل کرنا جائز ہو مثل فتح الباری اس قسم کا بیان صدہا احادیث صحاح ستہ کے متعلق موجود ہو پس منصف سے بعید ہو کہ ایک جگہ قبول کرے اور ایک جگہ اس کلیہ کو رد کرے بہرحال آپکی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ نہ اصل کتاب کا ملاحظہ کیا ہو نہ کلام علما سے اسکی مطابقت کی ایسا لکھدیا جیسے خاص کر اہلبیت اطہار کے بارے مین تیسرے یہ کہ جس روایت کو آپ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کیطرف منسوب کرتے ہین اور اوسکا حوالہ انوار مضیہ پر دیتے ہین جسکی عبارت مجمع البحرین مین بصفحہ ۱۴۸ منقول ہو پس اسکی حالت یہ ہو کہ انوار المضیہ تو میرے پاس موجود نہین جو اوسمین دیکھون نیز اس کتاب کا نہ اسکے مصنف کی توثیق کتب رجال مین ملتی ہو جو کچھ عرض کرون۔ باایں ہمہ وہ روایت جسکی منقولہ انوار المضیہ ارشاد جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ سے نقل کیگئی ہو ارشاد میرے پاس حاضر ہے کہین اس روایت کا اوسمین وجود نہین آپکی تحریر کی جانچ مین مینے تمام ارشاد کو من اولہ الی آخرہ دیکھ گیا کہین اسکا پتہ نہ ملا چنانچہ عبارت ارشاد بجنسہ نقل کیجاتی ہو جس سے آپکی تشفی ہو جائے باب ذکر اولاد امیر المومنین علیہ السلام وعددہم واسمائہم ومختصر من اخبارہم اولاد امیر المومنین سبعۃ وعشرون ولدا ذکرا وانثی الحسن والحسین وزینب الکبری وزینب الصغری المکناۃ بام کلثوم امہم فاطمۃ البتول سیدۃ نساء العالمین بنت سید المرسلین وخاتم النبیین محمد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ ومحمد المکنی بابی القاسم امہ خولۃ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ الخ اسکے بعد بقیہ اولاد اسامی گرامی ہین مگر کہین اس روایت کا وجود نہین تو ملاحظہ فرمائے آپکے منقولہ روایت یا انوار مضیہ کی نقل پر یا مجمع البحرین کے نقل پر کیونکر اعتماد ہوسکتا ہے باقی رہی روایت اول فرع غصبناہ پس اوسکی حالت عرض کرچکا زیادہ سمع خراشی کی حاجت نہین کہ بنیاد فاسد علی الفاسد ہو کہین اس روایت کا ان الفاظ سے وجود نہین جو جواب دیا جائے۔

آپنے چونکہ اسکے پہلے وعدہ کیا تہا کہ مین اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ کو ثابت کرونگا اور سوا اس عبارت کے

نہین اپنے کو ثبوت نہین دیا جس سے معلوم ہوا کہ اسی مضمون کو آپ اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ سمجھتے ہین لہذا مین انکا صریحی شیخ علیہ الرحمہ کو بتصریح یہان عرض کرتا ہون۔

جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنے رسالہ مین جو بجواب چند سوال کے ہے تحریر فرماتے ہین جو روایت دربارہ عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا زبیر بن بکار ہو اور وہ نقل مین موثوق نہین تھا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو ذکر کرتا ہو بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السّلام کے اور وہ غیر مامون ہو یہانتک کہ فرماتے ہین اصل اسمین یہ ہو کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ صاحب علم النسب نے اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تھا لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر حق اور واقعی ہو ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ اونہون نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہو اور حدیث یہی فی نفسہ مختلف ہو الخ کنز مکتوم صـ ۱۶۲ اس تقریر کا بقیہ حصہ سابق مرقوم ہوا ہو لہذا اعادہ کی ضرورت نہین اس عبارت سے انکار شیخ مفید علیہ الرحمہ تحقیقاً اس نکاح سے بخوبی ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اوس زمانہ تک کہ ۳۰۰ہجری تھا اہل سنت کے یہان بجز روایت زبیر بن بکار دوسری روایت نہ تھی اور شیعونکے یہان بھی کوئی روایت نہ تھی بجز اسکے کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ نے اہل سنت سے یہ روایت اپنے یہان نقل کی جس سے لوگونکو یہ خیال ہوا کہ اگر واقعہ صحیح نہ تھا تو اس علوی نے کیون لکھا اب فرمائیے کہ مولوی صاحب مرحوم کا دعوی کہ شیخ مفید اس نکاح کے منکر ہین ثابت ہوا یا نہین حضرت آپکو تو صرف انکار شیخ مفید پر تعجب ہو رہا ہو حالانکہ سمہودی و ابن حجر مکی و مولوی حیدر علی عموم اہل بیت طاہرین اور شیعیان امیر المومنین کے انکار کو اس نکاح سے نقل کرتے ہین ترجمہ صواعق مین ہے۔ زیادہ شد تعجب من از اہل بیت نمان ما کہ انکار تزویج عمر با ام کلثوم میکنند۔

قول موثوق صـ ۴۳ قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین بعد قصہ حضرت عباس کے فرماتے ہین۔

دفع الوثوق قاضی صاحب کی عبارت جو اپنی ازالۃ الغین سے نقل کی ہو پس وہ کسیطرح قابل وثوق نہین کہ ناصبیت و خیانت و خباثت اسکی زبیر بن بکار سے کسیطرح کم نہین ہے باینہمہ وہ آپکے کسیطرح مفید مطلب نہین جب خود قاضی صاحب مرحوم فرماتے ہین کہ محدثین اس روایت کو قبول نہین کرتے تو آپ کیونکر اوس سے استدلال کر سکتے ہین کیونکہ انکار محدثین ان روایات سے یا من حیث السند ہے کہ صحیح نہین ضعیف ہو یا موضوع یا من حیث الدرایہ ہو بہر طور جس فرقہ کی روایت ہو اوسے جب انکار کیا

روح ابن صاحب ... پس ابن دال کتاب کرد از انکار حق و دفعوہ کا بی سند خود الشیخ است از اعتصاب این فرج علیہ السلام تسلیم کرد و صبر نمود۔

یا موضوع ٹھہرایا تو کس اصول پر اوس روایت سے استناد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ اسکی اجازت دین تو ہزارون
موضوعات آپکے بیان کرون جس سے تو مید رسالت سے آپکو انکار لازم آوے باقی رہا باوصف انکار
روایت اقرار بوقوع عقد پس یہ ایسا فقرہ ہے کہ کسیطرح سمجھ مین نہین آسکتا انکار روایت کے بعد اقرار
کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ با اینہمہ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ اونہین روایات
کثیرہ موضوعہ اہل سنت کی شہرت و کثرت نے اس اقرار پر مجبور کیا یہی سبب ہے کہ قاضی صاحب اوسی روایت
غلط کو تسلیم کر رہے ہین جو اہل سنت کی زبان پر جاری ہے اور اصل کتاب کیطرف نہین رجوع کرتے جس سے
معلوم ہوتا کہ یہ روایت ان الفاظ سے کسی کتاب شیعہ مین نہین ہے۔ با اینہمہ ان عبارات مین کہین ام کلثوم
کو بنت علی لکھا ہے نہ بنت فاطمہ اور جب روایت غصبیت کی قدح ثابت ہو گئی تو جو اوسکے متاکل
ہوگی وہ بدرجہ اولی نا قابل اعتماد ہوگی یا جو تعمیر اوسکی بنیاد پر ہوگی بیکار ٹھہریگی۔ کیونکہ خبرین
مین ہزارون واقعات غلط طور پر مشہور ہو گئے ہین جنکی حقیقت بعد تحقیقات ظاہر ہوئی ہے مکرر
عرض کیا ہے کہ اس واقعہ کا ایک جز یعنی صغر سنی ایسا جز ہے کہ کسیطرح اہل سنت اس واقعہ کو حضرت ام کلثوم
کیطرف منسوب نہین کر سکتے بجز ام کلثوم بنت ابوبکر کے جو یقیناً اوسوقت ویسی ہی کم سن
تھی جیسا کہ روایات اہل سنت مین ہے اور خواستگاری کرنا بھی ام کلثوم بنت ابوبکر کا ویسا ہی یقینی ہے
جس سے معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ اسی ام کلثوم کا ہے۔ ہان یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب بنت ابوبکر تھی تو حضرت کو اسقدر تردد کیا ہے جسکا جواب سابقاً
مذکور ہوا۔ کہ گو عایشہ نے حضرت سے قطع تعلق کیا تھا لیکن حضرت اسوجہ سے کہ صحیح خلیفہ رسول تھے کیونکر
اپنے تعلقات قطع کرتے یہ بھی نہ سہی آخر انسانی ہمدردی کو کیا کرتے جب ایسی ایسی کمسن لڑکی کی امداد
متعلق کی گئی تو اب نگرانی و خبرگیری ضروری ہوئی۔ یہی وجہ ہے حضرت کو اسقدر تردد و پریشانی کی کہ اس
مشارکت نے نا واقفون کو مشتبہ کیا۔ اور اسکو تو مین مکرر بیان کر چکا ہون کہ اس قصہ نے وہ تلاطم ڈالا تھا
کہ بی بی عایشہ سی مستقل مزاج کوہ وقار کے ہاتھ پاؤن پھول گئے ایک طرف حضرت عمر کہتے ہین اپنی بہن
ام کلثوم کا مجھسے عقد کر دو ام کلثوم کہتی ہے تو نے میرا عقد عمر سے کیا تو مین قبر رسول پر جا کر فریاد کرونگی
پھر فرمائے جناب امیر کا تردد کیا بیجا تھا جنکو خواہی نخواہی خلیفہ نے سمجھ لیا تھا ہمارے مقصود کے حصول
مین حائل ہوتے ہین اور جب خلیفہ دوم بلا سبب بیعت ابوبکر کرنے پر آمادہ قتل جناب امیر ہوئے بلکہ گھر کو
آگ لگانے پر تو اس واقعہ مین کیا مشکل تھا باقی امور ایسے ظاہر ہین کہ محتاج بیان نہین۔

قول موثوق تیسرے صاحب نزمہ جواب مین اس لفظ کے تحریر کرتے ہین۔ مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاحی ہست کہ از خاندان عالیہ بغیر طیب خاطر اولیا بطریق اجبار و اکراہ بنا بر مصلحت وقت واقع شدہ و بسبب وقوع آن باجبار و اکراہ تعبیر از ان بغصب فرمودہ اند و درین معنی ہیچگونہ شناعتے نیست و مع وضوح المرام لاعبرۃ بالالفاظ عقد نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست پس ایسے اضحات کو کہ علماء معتبر آپ کے کھلم کھلا بغیر مبالات پکار رہے ہین کہ جو کچھ ہو غصب ہو یا معاذ اللہ زنا ہو (درین معنی ہیچگونہ شناعتے نیست) آپ اس واقعہ کو کلمات شناعت و تفضیح آلودہ کرتے ہین۔

دفع الوثوق صاحب نزمہ کا کلام بھی اوسی بنیاد تسلیم و فرض پر ہے جسکے پہلے صاف کہدیا،، بشرط صحت روایت و محفوظ بودن آن،، جس سے معلوم ہوا کہ اونکو بھی اسکی صحت اور دست برد تحریف مخالفین سے محفوظ ہونے مین اس حدیث کے کلام ہے۔ اور جبکہ قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ روایت ان لفظون سے غلط ہے کافی مین نہین اور جو ہے وہ صحیح نہین رواۃ اوسکی مقدوح۔ تو اب صاحب نزمہ کے کلام سے تعرض بیکار ٹھہرا کیونکہ وہ تو صاف فرما رہے ہین ہمنے کتاب سے مقابلہ نہین کیا ہے اسکی جانچ نہین کی ہے بفرض تسلیم صحت روایت یہ جواب ہے۔ جب عدم صحت اوسکی معلوم ہوئی تو اب وہ جواب ہی باقی نرہا اذا فات الشرط فات المشروط صاحب نزمہ نے تو اور بھی آپلوگون کی کمر توڑ دی کہ صحت ہی مین نہین کلام کیا ہے بلکہ اوسکو غیر محفوظ بھی کہا کہ الحاق و تحریف مخالفین کا احتمال ہے جو بہت اچھی طرح ثابت ہے کیونکہ قبل مرزا مخدوم شریفی جو شیعہ بناپھر سنی ہوا۔ کسی نے اس روایت سے تعرض نکیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ سب تحریف و تضعیف اوسی بزرگ کی ہے چونکہ حضرات اہل سنت کو اہل بیت اطہار سے قاطبۃً عداوت ہے اور ہر وقت اسکا موقع ڈھونڈھتے رہتے ہین کہ کسی پہلو سے کسی عنوان سے ذریتہ رسول کی شان مین کچھ دلکا بخار نکالین اسلئے یہ الفاظ گڈھ۔ تے ہین کہ زنا لازم آتا ہے جسکا قائل بجز زنازادہ دوسرا کوئی نہین ہو سکتا کیونکہ جس باب مین یہ روایت مذکور ہے یہی لکھا ہو باب فی تزویج ام کلثوم تو اسکو زنا کہنا بجز دشمنان اہلبیت کسکو زیبا ہے جو بغض رسول دل آزار ہوتا ہے۔ برائے خدا آپ اپنی ہی روایتونکو غور سے دیکھئے غور ہی نہین سرسری طور پر دیکھئے تو معلوم ہو کہ ایک روایت بھی ایسی نہین جس سے بطیب خاطر منظور ہونا ظاہر ہو۔ یہ تقریر میری بھی اوسی فرض و تسلیم کی بنیاد پر ہے جسکی مجھے ضرورت نہین کیونکہ قطعی دلیلون سے اصلیت اسکی ظاہر کر چکا ہون

قول موثوق صـ۲۸۱ مقام عبرت ہے کہ خاندان رسول کی کسطرح بیحرمتی کیجاتی ہے آپ انصاف کی نظر سے دیکھیں اسیکو محبت اہل بیت کہتے ہیں اسکی جرح وقدح میں اگر کچھ لکھوں تو علماء جناب کی شان میں کلمات سخیف تحریر ہوں اسواسطے اُس سے اعراض کرتا ہوں اور جناب کے انصاف پر محوّل کرتا ہوں مصرعہ بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا۔ بنظر نیاز مندی عرض کرتا ہوں کہ آپ بے دیکھے سمجھے ایسی بات منہ سے نکالدیا سمجھیے کہ حدیث غصب کے مفتریات سُنے سے ہے۔ قاضی صاحب و کشمیری صاحب دونوں جیسے اپنے مذہب میں سخت ہیں آپ پر روشن ہے ایسے ناواقف محض سمجھے کہ اتنی بڑی تہمت کو کہ جس سے جناب اپنے کو بچاتے ہیں اور سنیوں کے سر تھوپتے ہیں وہ دونوں صاحب ایسی تہمت کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور فقرہ (ہرچگونہ شناعتے نیست) کہکر کیسا غیر تدارکیو کام فرماتے ہیں جناب کو صاحب القاب نے دھوکہ میں ڈالدیا ورنہ کبھی آپ ایسا دعوے بلند نہ فرماتے خیر مجبوری ہے آیندہ لحاظ رکھیے گا۔

دفع الوثوق مقام عبرت ہے اہل سنت کیلئے جنکے بیجا شور وغل نے ایسا مشتبہ کردیا کہ کوئی اصل کتاب کی طرف رجوع نہیں کرتا غلط مشہور ونکو قبول کرکے جواب دیتا ہے جسکی حقیقت اب کھل گئی کہ محض آپ لوگوں کا افترا ہے دیکھئے علامہ ذھبی و ابن جوزی وسبط ابن جوزی نے جن جن روایتونکو موضوع وغلط وجعلی وافترا قرار دیا تھا انہیں روایات کو آپلوگ کس خوشی سے مشہور کئے جاتے ہیں انکے علاوہ جتنی روایتیں ہیں اونکی بھی موضوعیت بتادی گئی مگر آپ کسیطرح ایمان نہیں لاتے۔ خدا کرے آپ بیحرمتی وبیغیرتی سے معمولی الفاظ کے بھی معنی سمجھیں اور اوس سے بچانے کی فکر اہل سنت کیلئے کریں جس سے فلاح اخروی حاصل ہو۔ دنیاوی آؤ بھگت کس کام کی کیا کشف ساق وضم صدر وتقبیل وفرمایش زرفتونی سے زیادہ اس جملہ میں بیغیرتی ہے جسپر آپکو وہ زور شور ہے؟

بہرکیف ہمنے چونکہ قطعی دلیلوں سے ثابت کردیا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی نہ عمر نے خواستگاری کی نہ کوئی قصہ پیش آیا۔ یہ واقعات ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہیں اور عمر کی دونوں زوجہ ام کلثوم سے خواہ کتب شیعہ میں ہوں خواہ کتب اہل سنت میں تو اب ہمکو زیادہ گفتگو کی ضرورت نہیں فریقین کی ایک روایت بھی۔ اس مادہ میں صحیح نہیں جسپر کوئی اعتماد کرے۔ بلکہ کل موضوع ہیں جیسا کہ مذکور ہوا۔ حالانکہ بشرط صحت روایت بھی مخالفت عقل کیوجہ سے روایت ساقط کردیجاتی ہے جیسا کہ آپ خود

فرماتے ہین او ریہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت قابل استدلال نہین ہوتی
بلکہ ترک اوسکا واجب ہے صـ۲ـ اگر روایت ضعیفہ یا موضوعہ سے استدلال درست ہو تو آپ
روایت ملک العزانیق العلی منہن الشفاعۃ ترتجی کے جواب کی فکر کیجیے جس سے اصل اسلام ہی
مٹتا ہے زیادہ تفصیل جلد ہفتم ذوالفقار حیدری پر محول ہی جو حق و باطل مین فیصل کرنیوالی ہے
لفظ فرج وغصب کے متعلق جو آپنی سیادت کا اثر دکھایا ہی اوسکے متعلق کچھ نہین کہہ سکتا فاصبر
کما صبر اولوا العزم پر عامل ہون۔ افسوس ہی کہ حضرات شیخین کی شان مین یہ الفاظ
کاذب غادر خائن اثم صحیح مسلم سے صحیح بخاری سے نکال ڈالے جائین۔ اور خلیفہ دوم کی اوس حالت
پر جو دربند کرکے پڑے تھے۔ یہ پردہ ڈالا جائے کہ ایسی حالتین ہی کہ اوسکے اظہار کو مکروہ جانتے ہین
اور مخنث کا لفظ چھپایا جائے۔ اور قاموس کے لغت مین افلج کا نام تک نہ لیا جاے بلکہ علی وزن احمد
کہدیا جاے۔ اور مکاتبات محمد بن ابی بکر و معاویہ کو علامہ ابن اثیر اسوجہ سے ترک کردین کہ عوام کو
اونکے سننے کا تحمل نہین۔ ان لوگونکی باریہین تو اسطرح پردہ دہی کیجائے اور خاندان رسالت کیساتھ
یون بے ادبی ہو جنپر ایمان لانا ہر مسلمانپر فرض ہی۔
اسکے بعد جو ہنوز خارج از بحث تقریر کی ہی اوسکے جواب کی حاجت نہین تشفی مین جنین وخائنان کا
جواب ملاحظہ کرلیجئے اور نیز رمی الجمرات مین تب کچہ زبان درازی فرمائیے۔
قول ۱۲ موثوق صـ۱۲ـ باقی تعریض عدم طیب ولادت پر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے جواب آپنے
تحریر فرمائے اسکے جواب مین صاحب تفسیر مظہر العجائب نے جو کچہ لکھا ہی ملاحظہ کرلیا جاے افسوس
صد ہزار افسوس کہ آپ ایسی ہیچ اور لچر باتین لکھکر خواہ مخواہ مذہب شیعہ کی مٹی خراب کرتے ہین
آپ اوپر ولادت حضرت صاحب الامر والزمان کے کہ جنکے پیچھے تمامی آئمہ سابقین بلکہ رسول رب العالمین
تک تشریف لاوینگے اور سب سے پہلے آنحضرت صلعم بیعت کرینگے بلکہ اونکی پیش دست بننگے نظر نہین
ڈالتے کہ جس سے تمامی مذہب شیعہ درہم اور برہم ہو جاتا ہی۔ ان جناب مستطاب کی ولادت نعوذ باللہ
اگر اصول شرع سے دیکھی جاے جیسا کہ حضرات شیعہ لکھتے ہین جانتا ہون کہ کوئی ناصبی اور خارجی بلکہ
غیر مسلم بھی ایسی ولادت کو گوارا نہ کریگا ملا مجلسی نے جو حق الیقین اور رسالہ رجعتیہ مین لکھا ہی خلاصہ
اوسکا بہ سالہ تمونہ ہر دو سے عرض کرتا ہون اگرچہ اوسمین کلمات کسیقدر سخیف تحریر ہین الآ بہ سبب

بے ادبی و بد زبانی حیدر علی در شان امام مہدی موعود علیہ السلام

عدم جواز تصرف وتحریف فی النقل اصل عبارت کے تغیر سے مجبور ہون بلفظہ لکھتا ہون (اور حضرات
شیعہ کہتے ہین باپ انکے حسن ثانی اور ماں نرگس نصرانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خواب مین
نکاح باندھنے کو آئے دھوکھا پڑگیا یہ بھی خیال نہ آیا پوچھین کہ نرگس قیصری کا دین کیا ہے وہ بیچاری
تو مشرکہ تھین اور حضرت عیسیٰ اور مریم کے پوچھنے والے حضرت نے خواب نرگس نیم خواب مین نہ ذات
سے سوال کیا نہ صفات سے حساب لیا اور انکی جانب دارونکو شاید غنیمت ہوگیا کہ یہ پیوند تو خوب لگا لیکن
سبحان اللہ جناب فاطمہ زہرا کی ہوشیاری پر قربان جائیے کہ یہ بھید اونپر آشکارا ہوا کیونکہ وہ بعد
آنحضرت کے مہبط مصحف ہوئی ہین اُنپر ٹنگی جو گئی قرآن مجید سے بعد حضرت کے کتاب اُتری وہ کیونکر متوجہ
نہ فرمائین صاف صاف دوسرے ہی خواب مین نرگسی ہین بولین ہٹ نرگس پرے ہٹ تجھ مین خوشبو کہاں ابھی
تو بوے شرک آتی ہے میرا بیٹا عسکری نہ دیکھنے کو تیرے کیونکر آوے مگر جب تیرا شرک وکفر جاوے
وہ تو اُن ماہ لقا کی شیدا تھین ناچار کلمہ اسلام پڑھا مثل مشہور مرتا کیا نہ کرتا۔ یہان مجتہد یہ خیال
نکرنا کہ حضرت رسول خدا کو صرف یہی دھوکا پڑا اور جناب فاطمہ زہرا نے تدارک فرمایا گرو گھنٹال سب کے
جو مجلسی ہین اور اماموں کو نکاح مین بھی ایسا ہی حال حضرت کے دھوکے اور اُنکے مشاہدہ کا حضرت
فاطمہ زہرا سے نقل فرماتے ہین کچھ نئی بات نہین ہے۔ الغرض اُسی نکاح پر جو شرک کی حالت مین واقع
ہوا تھا شکر خواب مین زفاف ہوا اور امام نرگسی پیدا ہوئی) انتہی کیون جناب ایسے ہی شخص تو حبالِ
عِبا کہتے ہین اسی کو شیعہ علی کہتے ہین اسیکو راکب سفینہ اہل بیت کہتے ہین اب وہ عبارت افتراق سراپا
غلاظت ونفاق کی۔ کجا گوہر صدف عصمت وطہارت وکجا خذف کوی کفر وضلالت الٰہا کہ تک بندی ہے
بالکل بیکار گئی اور دس سطر کے قریب ناحق صفحہ سادہ سیاہ ہوا ان حضرات کے ہاتھ سے جو نہ ہو وہ
تھوڑا ہے ع بد نام کنندہ نکو نامے چند۔

دفع الوثوق۔ باللہ کیا قیامت آہی پہونچی جو اس سید زادہ کو نسب خلیفہ دوم مین شک ہو رہا ہے
جسپر صحابہ ہمیشہ طعنہ زن رہتے ہین۔ ماموں صاحب شیعونکی کتابونکو چھوڑئے اپنے مذہب کی کتابین
دیکھائیے جسکی فہرست صاحب کنز مکتوم نے یہ گنائی ہے تفصیل اس بیٹے پر شرافت نسبی کی تین پشت
کی کتاب روض الانف سہیلی کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی ودر مثالب کلبی بن مسطورہ ہے جسکے
نتائج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو کہ نہایت ہی شرمناک تھی ہین [illegible] کنز مکتوم

جناب ماموں میر برکات حسین صاحب! کیا یہ عربی مثل آپنے نہیں سنی ہے لا یرمی من الحجارۃ بیتہ من الزجاجۃ کہ جسکا گھر شیشہ سے ہوتا ہے وہ کسی پر پتھر نہیں مارتا۔ آپکو اپنے پیشواؤں کے حالات نہیں معلوم تھے جو ولادت جناب صاحب الامر علیہ السلام پر شاعرانہ خیالی تضحیک شروع کی جسکو ایک منٹ کیلئے کسی کوئی نظر وقعت سے نہیں دیکھے گا۔ اب میں آپکو اصلی اور صحیح واقعات لطف انگیز و حیرت خیز آپکے خلفا کی ولادت کے سناتا ہوں اور جن وقائع کا اجمالاً اشارہ کنز مکتوم میں کیا گیا ہے اونکی تفصیل کچھ جلد ہفتم ذوالفقار حیدری سے خلاصہ کرکے گذارش کرتا ہوں بگوش دل سماعت فرمائیے۔ جدہ ماجد خلیفہ دوم ضحاک کی نسبت کتاب مثالب کلبی میں مرقوم ہے جو اعلم علماء و نسابہ اہل سنت سے ہے، کہ ضحاک حبشن لونڈی تھی ہاشم بن عبد مناف کی جسپر واقع ہوئی نفیل بیٹے ہاشم کے بعد اوسکے عبد العزی بن رباح سے پیدا ہوئے نفیل جد عمر بن خطاب اور علامہ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغۃ میں ... نے بین کتاب مفاخرات قریش ابو عثمن سے کہ عمر بن خطاب نے سنا کہ ناقلان اشعار و راویان اخبار بعض لوگوں کے نسب میں قدح کرتے ہیں اوسپر بالائے منبر جا کر کہا کہ بزرگوں کے عیوب اور حالات کے تذکرہ سے باز آؤ کہ اگر زیادہ اسمیں فکر کیجائیگی تو شاذ و نادر ہی لوگ بچینگے اسپر ایک شخص نے قریش سے کھڑے ہوکر کہا جسکا نام لینا میں مکروہ جانتا ہوں کہ جب ہم اور تم اے امیر المومنین جمع ہونگے تو اس دروازہ سے نکل جائینگے اسپر عمر نے کہا ہرگز نہیں تجھکو لوگ قین ابن قین کہتے تھے ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ جس شخص نے عمر کو ٹوکا تھا وہ مہاجر بن خالد بن ولید تھا جسکے باپ سے عمر کو عداوت تھی۔ یہ مہاجر علوی الرائے تھا کہ حضرت علی کے ساتھ تھا جنگ جمل میں اور اوسکا ... عبد الرحمن بن خالد ہمراہیان معاویہ سے تھا جنگ صفین میں۔ اسی مہاجر نے نسب خلیفہ دوم میں کچھ کلام کیا تھا جسپر عمر نے وہ خطبہ لکھا۔ اور مہاجر سے ردوبدل ہوئی۔ ولید خالد کا باپ جو ریحانہ قریش کہلاتا تھا اصل میں حداد تھا (لوہار) ابو الحسن مدائنی نے کتاب امہات الخلفا میں لکھا ہے کہ ... روایت ... تذکرہ جب جعفر بن محمد علیہما السلام (امام جعفر صادق ع) کے سامنے ہوا تو فرمایا اے برادرزادہ مت فکر کہ عمر کو خوف تھا کہیں تفصیل ... عبد العزی اور ضحاک لونڈی زبیر بن عبد المطلب کے قصہ کو لوگ نہ بیان کریں اسیوجہ سے وہ خطبہ کہا ... پس ماموں صاحب آپکے خلیفہ کی پردہ داری۔ ضحاک حبشیہ آپکی جدہ ماجدہ حضرت ہاشم کی (بشرطیکہ یہ نسبت اپکو قبول ہو) جو بنت

نسب خلیفۂ دوم

میرے جدّ امجد حضرت ہاشم کی) یہ ذات لونڈی تھی جسنے نضلہ ہاشمی کے حلہ ہاشمیہ کے بعد دوسرا حملہ کرا کر حمل رکھا یا اور نفیل جد امجد کو آپکے ‌ ‌ ‌ ‌ کے پیدا کرایا۔ پے در پے دو حملوں نے یہ جلوہ دکھایا یہی کمائی بزرگوں کی تھی جس سے ایسا جلیل القدر خلیفہ پیدا ہوا جسنے پہلا وار اوسی خاندان پر کیا جسکے خانہ زاد تھے بحلال ہون خواہ بحرام۔ اب ذرا نیچے اوترے اپنے خلیفہ کے دوسرے طبقہ کا حال سنئے کہ انسے تو وہ کام ہوا کہ باپ بیٹے کو ایک ہی گھاٹ اوتارا افسوس پوتے کو نہ دیکھا ورنہ اونسے بھی نہ چوکتین کتاب مثالب کلبی مین ہی کہ زید بن عمر بن نفیل کی مان حیلا بنت خالد فہمیہ ہی جو زوجہ تھی اوسکے دادا نفیل کی جس سے خطاب پیدا ہوئے۔ پس زید خطاب کا بھائی ہی مان کیطرف سے اور بھتیجا ہی باپ کیطرف سے اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مین ہی کہ خطاب بن نفیل کی مان قبیلہ فہم سے ہی جو نفیل کی زوجہ تھی بعد فوت نفیل اوسکے بیٹے عمرو نے اپنی مان پر تصرف کیا جس سے زید پیدا ہوئے تو زید کی مان اور خطاب کی مان ایک ہی آور تاریخ ابن کثیر شامی مین ہی کہ خطاب عمر کے باپ۔ زید کے چچا بھی ہین اور بھائی بھی کیونکہ عمرو بن نفیل برادر خطاب نے بعد مرنے اپنے باپ نفیل کے اوسکی زوجہ سے عقد کیا جس سے زید پیدا ہوے۔

کیون مومنو! اب تو آپکی تسکین ہوئی کہ ایسے عالی نسب خلیفہ کی امت بنے ہین آور تیسرا طبقہ خلیفہ کا یعنی مادر گرامی قدر اونکی وہ ہین کہ خالد بن ولید سا جوانمرد خلیفہ کی جب نسبت کرتا تو اونکی مان ہی کیطرف نہ باپ کیطرف بلکہ یون فرماتے راعیسر بن حنتمہ یعنی لنگڑا ایا لوطا حنتمہ کا پوت معلوم نہین خالد کو اسپر کیا اصرار تھا کہ ابن خطاب نہین کہتے بلکہ ابن حنتمہ فرماتے تھے خالد چونکہ صحابی تھا غالبًا اوسکو حدیث رسول اللہ معلوم ہو کہ قیامت کے روز بجز شیعہ کوئی اپنے باپ کیطرف منسوب نہوگا بلکہ مان کیطرف کیونکہ اورونکی حلال زادگی نکلنے نہین۔ لہذا خالد مان کیطرف نسبت کرنا حرکوئی سبب ہوگا مگر چچا عباس عم اشرف الناس نے کچھ ایسا پھڑکتا ہوا فقرہ کہا ہی کہ مریدان خلیفہ کو قیامت تک اوسکا مزہ نہ بھولیگا۔ وہ فقرہ حضرت عباس کا خلیفہ دوم سے یہ ہی اعضك الله بنظر امك جیسا کہ کنز العمال مین ہی۔ اعضّ کے معنی کٹوانے اور نظر اندام نہانی کے بڑہے ہوے گوشت کو کہتے ہین اورام کے معنی مان کے ہین اب جوڑ دیکر معنی سمجھ لیجئے مین کیون کہون یہ نسب کا حال مختصر طور پر جلد ہفتم ذوالفقار حیدری سے خلاصہ کرکے عرض کیا خدا کرے کہ وہ کتاب جلد طبع ہو کہ دیگر حالات بھی ظاہر ہون۔

مگر یہ واضح رہے کہ بلند نسبی خلیفہ پر اعتراض کرنا کچھ اونہین لوگونکو ساتھ نہین مخصوص تھا جو قریشی تھے مثل خالد بن ولید یا مہاجر بن خالد یا عمرو عاص وغیرہ کے بلکہ ابوہریرہ ساجد یدالاسلام جو نہ قریشی تھا نہ مہاجر وہ بھی معترض ہوتا چنانچہ ایکدفعہ ابوہریرہ نے عبداللہ بن عمر کے سامنے یہ حدیث رسول بیان کی ولدالزنا شر الثلثہ یعنی حرامزادہ اپنے مان باپ زانی سے بدتر ہو اوس پر خلیفہ کے فرزند عبداللہ کو ایسا غصہ آیا کہ حدیث رسول مین فرمایا ھو خیر الثلاثہ کہ ولدالزنا تینون مین بہتر ہے۔ انہین روایتون سے عاجز آکر خلیفہ دوم نے یہ حکم دیا کہ اگر احادیث رسول کا بیان کرنا تو نہ ترک کریگا تو تجھکو دوس پہاڑ کیطرف نکلوا دونگا خلیفہ نے اسی دھمکی پر اکتفا نہ کی بلکہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگا کر اتنے کوڑے ابوہریرہ کو مارے کہ پیٹھ اوسکی زخمی ہو گئی دیکھو تفصیل ان حالات کی جلد سوم ذوالفقار حیدر مین از صفحہ ۳۴۴ لغایت صفحہ ۳۵۳

خلیفہ دوم کے فرزند عبداللہ کا غصہ ہونا ولدالزنا شر الثلثہ پر سخن فہمون کیلئے کافی ہو کہ ابوہریرہ نے کیا طنز کیا تھا جسکا جواب عبداللہ بن عمر نے یہ دیا۔ ہو خیر الثلثہ۔ اسی قول صحابی جلیل القدر بلکہ سلسلہ خاندانی خلیفہ سے اہل سنت نے یہ قاعدہ کلیہ ترتیب دیا ہو ولدالزنا انجب کہ ولدالزنا زیادہ نجیب ہوتا ہی جسکی تشریح علامہ شیرازی نے نزھۃ القلوب مین یہ کی ہو کہ زنا جب ہوگا تو برغبت تام اور شوق تمام پس اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ کامل العقل ہوگا بخلاف زوجہ حلال کے کہ مرد کا تعلق اوس سے جب ہوگا تو بہ تصنع و تکلف ولذا کان عمرو بن العاص و معویۃ بن ابی سفیان من دھاۃ الناس اسی وجہ سے عمرو عاص و معویہ داۃ ناس و نقلا روزگار سے تھے۔ اور یہی لقب دہاۃ ناس کا حضرت عمر کیلئے اہلسنت نقل کرتے ہین جیسا کہ اصابہ مین ہے صفحہ ۳ ج ۳۔ خوشا بحال علمای اہلسنت کہ اپنے خلفا کے انجبیت کو کیسے کیسے معقول وجہون سے ثابت کرتے ہین یہ تو ایک زنا کی لطافت ستھی اور اوسکا کیا کہنا کہ عورت حبشن ہو اور دو دو مرد عرب کو ایکدفعہ یار اوتار کر بارور ہو اور باپ بیٹے دونون سے لطف صحبت حاصل کرے اور اوسکا خلاصہ تمامی اہل اسلام پر حاکم بنے

اب ان واقعات تاریخی کے بعد اس حدیث رسول کی کیا ضرورت ہو کہ دشمن علی نہوگا مگر ولدالزنا اور بدخلق نہوگا مگر ولدالزنا یا ولدالحیض جیسا کہ منتخب کنز العمال مین ہے۔ اور خلیفہ دوم کی بدخلقی صحیح بخاری سے ثابت ہو کہ ازواج رسول نے عمر کو افظ واغلظ کہا اور خود روایت کامل سے گذر چکا کہ عمرو عاص نے اسی قصہ عقد ام کلثوم بنت ابوبکر مین کہا جب تم لوگ تمہارے خلق کو نہین بدل سکتے تو وہ

لڑکی جو عایشہ کی صحبت مین پلی ہو کسقدر تمسے خوف کھائیگی۔

ہم سمجھتے ہین کہ اگر مامون صاحب کے ہوش وحواس کچہ بجا ہونگے تو ان واقعات عبرت افزا سے ضرور متاثر ہوکر ایسے پیشواؤن سے ضرور دست بردار ہونگے کیونکہ کوئی شریف ایبونکی متابعت کبھی نہین کرسکتا جبکہ سلسلہ نسب نامہ کا مامون صاحب نے چھیڑ دیا ہی تو اب مناسب نہین کہ ایک ہی ہزرگ کا حال مذکور ہو اور دوسرے بزرگان دین اہل سنت اس سلسلہ سے خارج رہین لہذا خلیفہ ثالث اور دیگر ارکان بنی امیہ کی والا نسبی بھی او نہین کتابون سے اہل سنت کی بیان کرتا ہون جو ان خلفا کی فضائل ومناقب مین تصنیف ہوئین

علامہ سہیلی روض الانف مین فرماتے ہین کہ دغفل وہی ہے جسنے روبروے رسول اللہ حضرت ابوبکر کو قریش کا چرواہا بنایا دیکھو تبصرۃ السائل صفحہ ۹۳ دغفل سے معویہ نے پوچھا تمنے حضرت عبد المطلب کو دیکھا تھا کہا ہان شیخ قسیم وسیم جسیم تھے کہ دس بیٹے مثل ستارونکے اونکو گھیرے تھے پھر معاویہ نے کہا کہ عبد الشمس امیہ کو بھی دیکھا تہا کہا ہان چندہا کرنجا بد شکل تھا جسکو اوسکا غلام ذکوان لئے پھرتا تھا۔ معاویہ نے کہا وہ (ذکوان) اوسکا بیٹا ابو عمرو تھا۔ دغفل نے کہا تملوگ ایسا کہتے ہو (کہ ذکوان بیٹا تھا مگر درحقیقت وہ غلام تھا) کہا فقیہ ابو القاسم نے کہ یہ طعن مخصوص ہی نسب عقبہ بن امیہ سے جس شاخ سے معویہ تھا۔ اور نسب امیہ مین دوسرا طعن بھی ہی جو تمامی بنی امیہ کو شامل ہے چنانچہ سفینہ مولوی حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ کسی نے اونسے کہا کہ بنی امیہ گمان کرتے ہین کہ خلافت مخصوص ہی بنی امیہ سے اوسپر سفینہ نے کہا كذبت استاه بنی الزرقا بل هم ملوك ومن شر الملوك یہ زرقا مان ہی بنی امیہ کی جسکا نام ارنب تھا کہا اصبہانی نے کتاب الامثال مین اور تھی زرقا زمانہ جاہلیت مین صاحب رایات سے (عرب جاہلیت کا قاعدہ تھا کہ فاحشہ عورتین اپنے مکان پر نشان کھڑی کردیتی تھین جسکو عربی مین رایہ کہتے ہین کہ لوگ سمجھین یہ عورت اس پیشہ کی ہی اور بے تامل چلے آئین) کہا حافظ ابو القاسم نے طعن کرنا نسب مین مناسب نہین اگر بنی امیہ کے خیال سے ذکف لسان کرین تو بلحاظ عثمان بن عفان ضروری ہی کیونکہ یہ صاحب تیسرے خلیفہ تھے جو نسبًا خلیفہ ثانی سے کم نہین مگر تعجب ہی کہ وہ نجابت اونسے ظاہر ہوئی جو خلیفہ انجب نے کر دکھایا الا یہ کہ آپ کہین یہان ایک طبقہ مین ہے وہان دو دو طبقہ۔ اور یہ قصہ دغفل والا خود اصابہ ابن حجر عسقلانی مین بھی بذیل ذکر دغفل مذکور ہی کہ ذکوان کو اوسنے غلام کہا اور معاویہ نے

عثمان

کہا نہیں وہ بیٹا تھا ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹۴ حالانکہ ابن حجر جیسے سخت متعصب اور حامی بنی امیہ پر بھی معلوم ہے
حضرت معویہ کا نسب نامہ گو ضمناً اس نسب نامہ مین مذکور ہوا ہی مگر اس خلیفہ نے کچھ اور بھی ترقی کی ہی
اور خلیفہ دوم پر بھی فوق لیگئے ہین چنانچہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامتیہ مین ہشام ابن کلبی سے روایت
کرتے ہین کہ معاویہ کی پیدایش چار آدمیونکی طرف منسوب ہے۔ عمارہ بن ولید۔ مسافر بن ابی عمر۔ عباس بن
عبدالمطلب۔ ابوسفیان۔ کیونکہ وہ تینو آدمی ابوسفیان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے اور ہندہ زوجہ
ابوسفیان سے سبکو تعلق تھا زیادہ تر لوگونکا بیان یہ ہی کہ معویہ کا نطفہ مسافر بن ابی عمر سے منعقد ہوا
اسی خوف سے کہ اب فضیحت ہونگی مسافر مذکور ملک چھوڑ کر حیرہ کو چلا گیا وہان ہندہ کی فراق مین بیمار
ہو کر مر گیا۔ یہ ہندہ مادر معاویہ حبشیونپر جان دیتی تھی اور جب سیاہ بچہ جنتی تو اوسکو ہلاک کر دیتی ۔
شاید یہی باعث ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو بھی اپنے نسب سے ملحق کر لیا کہ جب دونون بھائی ایکسان ہین
تو علحدہ کیون رہین فرق اسقدر ہی کہ معاویہ ہندہ کے بطن سے یقیناً تھا جو زوجہ ابوسفیان تھی ۔
گو صلب اور ہو اور زیاد برخلاف اسکے نطفہ سے ابوسفیان کی تہا گو اوسکی مان سمیہ ذوات الاعلام سے
تھی معویہ کے بعد یزید اہل سنت کا خلیفہ ہوا جسکا نسب بھی محتاج شرح نہین۔ کیونکہ مان اوسکی میسون
دختر بجدل کلبی ہی جسنے اپنے باپ کے غلام سے یزید کا حمل رکھایا اور معویہ کو اوسکا محمول بنایا اسی
کیطرف نسابہ کلبی اشارہ کرتے ہین ؎ فان یکن الزمان اتی علینا ٭ بقتل الترک
والموت الوحی ٭ فقد قتل الدعی وعبد کلب ٭ بارض الطف اولاد النبی
اب ان خلفا کے بعد اون افراد عشرہ مبشرہ کا نمبر ہی جو خلفائے ثلثہ کیطرح مستحق خلافت تھے اونکی
شان مین علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ مین بذیل شرح فقرہ لم یسھم فیہ عاھر لکھتے
ہین اس کلام مین تعریض ہی طرف اون صحابہ کے جنکے نسب مین طعن کیا گیا ہی مثل سعد بن ابی وقاص
کے جو بنی زہرہ سے مشہور ہین حالانکہ وہ تھی بنی عذرہ بن قحطان سے اسیطرح زبیر بن عوام بنی اسد
بن عبدالعزی سے مشہور ہین حالانکہ وہ نسل قبطیان مصر سے تھے (جنمے فرعون تھا) شاید اسی مناسبت
سے عمر نے انکو فرعون ہذہ الامہ کا خطاب دیا یہانتک تو مینے بعض واقعات کو ذوالفقار حیدری
جلد ہفتم سے خلاصہ کرکے عرض کیا جسکا مسودہ موجود ہی طبع باقی ہی خدا کرے کہ جلد چھپے۔ کہ قدرت
خدا کا لوگ تماشا دیکھین۔ اسی ذیل مین عمرو عاص حاکم مصر و ہمراہی معویہ کا بھی نام لیتا ہون

نسب معاویہ

یزید

بعض عشرہ مبشرہ

جو بتصریح صاحب انسان العیون چار آدمیون کے نطفہ سے پیدا ہوے عمرو عاص ابولہب امیہ بن خلف ابوسفیان
چارون نے اسکا دعوی کیا مگر نابغہ مادر عمرو عاص نے عاص کے حوالہ کیا جو سب سے زیادہ اسکو خرچ برچ
دیتا اسکا تفصیلی حال جلد ثالث ذوالفقار حیدری مین ملاحظہ ہو جو طبع ہو چکی از صفحہ ۲۹۲ لغایت صفحہ ۳۰۰
جس عنوان سے صحابہ کے تفصیلی حالات اس کتاب مین مرقوم ہوئے ہین دوسری کسی کتاب مین ابتک
نہین دیکھے گئے مگر نہایت تعجب ہے کہ عمرو عاص سا بلند نسب حاکم و ملازم خلیفہ دوم خود خلیفہ دوم حسب نسب
پر طنز کرے اور اونکی ملازمت پر لعنت کرے جسکی تفصیل اوسی جلد ثالث ذوالفقار حیدری مین قابل دید ہے۔
آب اس سے زیادہ خاطر داری ماموں صاحب کی نہین کر سکتا جس سے اونکو اختلال حواس پیدا ہو
غالباً ان واقعات تاریخی کے بعد صحت حدیث رسول مین کہ دشمن علی نہوگا مگر ولد الزنا۔ کوئی کلام
نہ ہے کیونکہ حضرت نے یہ حدیث بطور کلیہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ حدیث ہے کہ دشمن علی نہوگا مگر منافق۔
بزرگان کے کارنامہ عداوت جناب امیر ع کے متعلق ملاحظہ فرما کر بزبان و قلب ان احادیث کی تصدیق
کر لین کہ کیسے پوست کندہ حالات آن حضرات کے خود اونہین علما نے لکھے ہین جو ماموں صاحب سے زیادہ
فریفتہ اور عاشق و زاران خلفا کبار کے تھے۔

بہرحال اب کہ عدم طیب ولادت خلیفہ ثانی بتصریح اجمالا بیان کر دیگئی۔ تعریض کا کوئی موقع نہ رہا آپکو
اگر حوصلہ ہو تو اس قسم کے وقائع بزرگان شیعہ کے حالات مین شیعونکے علما سے نقل کیجئے مین موجیون
اور ہجا مونکی تقریر ونکو نہین سنتا مظہر العجائب کی عبارت اگر نقل کرتے تو جواب دیتا اوسکا جواب
اب لہیب النیران و کنتاب وغیرہ مین ملاحظہ فرما لیجئے ثانیاً عقل کی خوبی ہے جو نسب خلیفہ دوم کے
مماثلت مین قصہ ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر والزمان مہدی موعود علیہ السلام کو لاتے ہین
عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ہست۔ آپکے اسلاف نے تو خود نسب جناب رسالتمآب کو مماثل نسب خلیفہ
بنایا ہے اور سفاح کے قائل ہوئے ہین (جسکی نقل بھی ہم جائز نہین جانتے) تو اس سے کیا ہوا بجز اسکے
کہ خود جہنم کے کندے بنے۔ اور تمام مسلمانونکی نفرین کے مستحق بنے۔
طرہ یہ ہے کہ قال المومنین۔ نمونہ نیمرونکے کلمات کو سخیف بھی فرماتے ہین اور نقل بھی اوتارے جاتے ہین۔
ارے حضرت آپ تو خوارج نہروان سے بھی زیادہ محتاط معلوم ہوتے ہین کہ کفش دوز کی عبارت سخیف
مین تو آپ تغیر و تحریف نہین جائز رکھتے مگر انسنے جو اصل حق الیقین مین تحریف کیا ہے وہ جائز ہے

حق الیقین و رسالہ رجعیہ تو آپنے دیکھے منقول آپکے سامنے موجود ہے پھر اونہین کی عبارت کیون نہین نقل کرتے جو کفش دوز نقال کی نقل اوتارتے ہین

واقعہ تو صرف اسیقدر ہے کہ حضرت نرجس خاتون نے جو شاہزادی شاہ روم تھین خواب دیکھا کہ بحضور جناب رسالتمآب و عیسے روح اللہ و دیگر حضرات میرا عقد امام حسن عسکری سے ہوا دوسرا خواب یہ دیکھا کہ ہمنے حضرت فاطمہ زہرا سے اسکی شکایت کی کہ امام حسن عسکری سے ملاقات نہین ہوتی جسپر جناب سیدہ نے فرمایا چونکہ تمنے ابھی اسلام نہین قبول کیا ہے اسوجہ سے ملاقات نہین ہوتی اس جوابکے بعد حضرت نرجس نے اسلام قبول کیا پھر ہمیشہ خواب مین امام کی زیارت ہوتی۔ کچھ دنون بعد لشکر اسلام نے انکے باپ پر صف کشی کی یہ قید ہو کر بغداد آئین جناب امام علی نقی نے انکو خرید کر کے اپنے فرزند امام حسن عسکری کو ہبہ کیا بعد مدت بلکہ وفات امام علی نقی کے بعد حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ کا حمل قرار پایا ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو ولادت ہوئی یہی خلاصہ ہے مضمون حق الیقین و رسالہ رجعیہ وغیرہ کا جسکو بوجہ طوالت ہمنے نہ نقل کیا۔ اب خدا کیواسطے فرمائیے اس عقد مین کونسی بات ہے جسپر آپ اعتراض کر سکتے ہین کیا ایسا خواب دیکھنا محال ہے یا ایسی شاہزادئی روم کا مقید ہونا یا امامؑ کا خریدنا یا اپنے فرزند کو ہبہ کرنا یا شرعًا یہ امور جائز نہین آخر وہ بات ہی کیا ہے جسپر کوئی اعتراض ہو سکے زبان ہر شخص کے اختیار مین ہے جسطرح چاہے بات بنائے اور قہقہہ اوڑائے اگر اہل سنت کی ایمانداری اور محبت و ولاء اہل بیت طاہرین دکھانا منظور ہوتا تو اس عبارت کو جو خارج از مبحث ہے مین نقل بھی نکرتا اصل واقعہ وہی ہے جسکو ہمنے عرض کیا اور ناظرین خود عبارت حیدر علی سے بھی سمجھ سکتے ہین کہ اصلیت وہی ہے زفاف ہونا عالم خواب مین اور اوس سے پیدا ہونا امام علیہ السلام کا جو اس کفش دوز نے لکھا ہے محض اتہام اور افترا ہے مامون صاحب نے شاید اسی حیلہ سے مناسبت اس واقعہ کی واقعہ ولادت خلیفہ دوم سے نکالی ہے جو اونکی فہم کی خوبی ہے واقعات ولادت خلیفہ دوم بھی بے کم وکاست بغیر کسی مضمون شاعری کے لکھدے گئے ہین خود مامون ہی منصفانہ نظر سے اوسپر غور فرمائین۔

آگے جناب تموز نمیروز والا ذات کا کفش دوز ہے اسی قافیہ پر اوسنے یہ نام رکھا جسکا جواب آفتاب عالم افروز موجود ہے۔ آپ باوصف ادعائے سیادت کیون ایسے الفاظ زبان سے نکالتے ہین۔ فریقین مین بعد مباحثہ

صحیح ہی کہ دشمن اہل بیت نہو گا مگر ولدالزنا - آپ حضرات عادی ہین اوس روزمرہ کے جو آپکے مذہب مین
مروج ہی گالی گلوج پھکڑ کے - اور بہلگ اخلاق آئمہ ہدی علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے تابع و پیرو ہین یہانتک
اگر کچھا شعار شیر مرحوم لکھدے جاتے تو آپ خوش ہوجاتے مگر ہمکو تو آپکی ہدایت منظور ہے کہ
کسیطرح راہ راست پر آجائیے ہم آپکے ساتھہ وہ برتاو نہین پسند کرتے جو خلیفہ دوم نے اپنے ماموں
ابوجہل کے ساتھہ کیا جس سے اوسکے کفر وعناد نے اور ترقی کی بلکہ ہم اوس سنت سنیہ کے عامل ہین
جو رسول اللہ نے اپنے رضاعی ماموں اسود بن وہب کے ساتھہ کیا کہ ردا اپنی اوس کا فرکیلئے بچھادی
ماموں صاحب! جس حجۃ خدا نور ارض وسما باعث بقاے دنیا کے وجود ذیجود سے آپکو انحراف ہے
یا اوسکی ولادت باسعادت مین شک ہی - وہ ایسا مقتداے عالم نہین ہی کہ صرف شیعہ اوسپر ایمان لاے
ہین - اہل سنت کے بڑے بڑے گرو گھنٹال کو بھی بجز اقرار کے چارہ نہین چنانچہ علامہ شیخ حسین
عدوی حمزاوی مشارق الانوار مطبوعہ مصر ص۱۱۲ مین فرماتے ہین کہا شیخ قطب غوثی سیدی محی الدین
ابن عربی نے فتوحات مین کہ ضرور ہی خروج مہدی سے مگر نہ خروج کرینگے جبتک بھر نہ جاے زمین ظلم وجور سے
کہ وہ قسط وعدل سے مملو کرینگے - وہ اولاد رسول صلعم سے ہین اولاد فاطمہ سے کہ جد اونکے حسینؑ
ابن علی بن ابیطالب ہین اور والد اونکے امام حسن عسکری علیہ السّلام ابن امام علی نقی ابن امام محمد
تقی ابن امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدینؑ
علی ابن امام حسین ابن امام علی ابن ابیطالب علیہم السّلام کہ نام اونکا ہمنام رسول اللہ ہی بیعت
کرینگے اونکی مسلمین درمیان رکن ومقام کے یہی مضمون فتوحات کا کتاب الیواقیت والجواہر
فی عقائد الاکابر مین شیخ عبدالوہاب شعرانی نے بھی نقل کیا ہی ص۲۸۸ مطبوعہ مصر اور اوسکے پہلے
یہ عبارت لکھی ہی - فہناک یترقب خروج المہدیؑ وہو من اولاد الامام حسن العسکری ومولدہ علیہ السّلام
لیلۃ النصف من شعبان ۲۵۵ سنۃ خمس وخمسین ومائتین وہو باق الیٰ ان یجتمع بعیسیٰ بن مریمؑ فیکون
عمرہ الیٰ وقتنا ہٰذا وہو ۹۵۸ سنۃ ثمان وخمسین وتسعمائۃ سبعمائۃ سنۃ وست وستین ہٰکذا اخبرنی الشیخ
حسن العراقی المدفون فوق کرم الریش المطل علی برکۃ الرطلی بمصر المحروسۃ عن الامام المہدی حین
اجتمع بہ ووافقہ علی ذالک شیخنا سیدی علی الخواص رحمہما اللہ تعالیٰ ص۲۸۸ پس اوسوقت
مترقب ہی خروج مہدی کا اور وہ اولاد سے ہین امام حسن عسکری کے ولادت باسعادت اونکی پانزدہم

شعبان ۲۵۵ھ میں ہے اور وہ باقی ہیں یہانتک کہ مجتمع ہوں ساتھ عیسے بن مریم کے پس عمر اونکی اس وقت کہ ۹۵۸ھ ہے سات سو چھیاسٹھ برس ہے ایسا ہی خبر دیا ہے مجھے شیخ حسن عراقی نے خود امام مہدی ع سے جس وقت ملاقات کی تھی اونکی اور اس خبر سے موافقت کی ہے سیدی علی خواص نے۔

حسین مامون ! جب امام مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ کی ولادت اور بقا کی خبر آپکے آئمہ دین دے رہے ہیں اونہیں کی شان والا میں وہ کلمات سخیف اپنے کفش دوز کے نقل کئے اب بجز اسکے کہ آپ توبہ کریں اور کیا عرض کروں اور روائح المصطفےٰ میں صدرالدین احمد حنفی قادری شواہد النبوۃ ملا جامی سے نقل کرتے ہیں مادر وی ام ولد بودہ است صیقل نام وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلک و ولادت وی در سر من رای بودہ است حکیمہ عمہ ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ روزی پیش ابو محمد زکی رض در آمدم فرمود ای عمہ امشب در خانہ ما باش کہ خدا تعالیٰ مارا خلفی خواہد داد من گفتم ای فرزند از کہ خواہد بود کہ در نرجس ہیچ اثر حمل نمی بینم فرمود کہ ای عمہ مثل نرجس مثل ام موسیٰ است علیہ السلام کہ حمل وی جز وقت ولادت ظاہر نخواہد شد الی آخرہ ص۲۱۲ مطبوعہ کانپور۔

چونکہ یہ مقام ضمنی تھا اسلئے اسقدر عرض کیا عنقریب جلد ہشتم ذوالفقار حیدر طبع ہوتی ہے جسمیں ہزارہا دلیلیں اس مسئلہ کی مصنف علام نے جمع فرمائی ہیں۔ اب ان عبارات و تصریحات صریحہ کے بعد مامون صاحب کے نقل بیہودہ کی جواب کی ضرورت نہیں مگر روائح المصطفےٰ کا دیباچہ نقل کرنا مناسب ہے شاید خداوند عالم ان حضرات کی ہدایت فرمائے اما بعد فیقول العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ القوی السید صدرالدین احمد بن سید کریم الدین احمد العلوی الموسوی الحنفی القادری اللوہاری البردوانی عفا اللہ عنہ کہ چون درین زمان افساد تو امان بعضے از اہل این زمان را دیدم کہ از طریق مستقیم اہل سنت و جماعت عدول نمودہ میل بمذہب باطلہ نواصب پیدا ساختہ اعتراضات رکیکہ و ہذیان ہای بیہودہ درحق حضرت مرتضےٰ و سید الشہدا ء کربلا میکنند و خود را بظاہر اہل سنت میگویانند و در حقیقت سنی نیستند در مذہب اہل سنت کجا جایز است کہ حضرت مرتضیٰ را ناقابل خلافت و حضرت حسین را باغی پندارند معاذ اللہ من ذلک و سینۂ ایشان از محبت بنی امیہ اینقدر مملو است کہ انکار فسق یزید پلید و علم و فضل آئمۂ اہل بیت می نمایند و میگویند از آئمۂ اہل بیت بغیر حضرت مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ دیگر کسے امام نبود و دیگران را امام گفتن ناجائز است چرا کہ خلافت با ایشان

دیباچۂ روائح المصطفےٰ

نرسیده وایشان اہل علم نبودند کہ امام علمی ہم گفتہ شود ایشان مجرد صاحبزادگان بودند طرفہ تر اینست
کہ نواصب نیز ایشانرا اہل علم می دانستہ اندچہ جا اہلسنت کہ مقتدایان اہل سنت از ایشان اخذ علم نمودہ اند
چنانچہ بالتفصیل در مقام خود مذکور خواہد شد بعضی را سبب اینچنین ہذیان سرائی حب جاہ است
تا در نظر جہال بزرگ نمایند و مردم ایشانرا حق گو پندارند و عجب است کہ اینقدر نمی فہمند کہ نزد علما باعث
مضحکہ میشوند چہ امر حق را خلاف آن بیان نمودن اظہار جہالت وحماقت خود است و در دنیا موجب
رسوائی و فضیحت و باعث خسران عاقبت است پس نتیجہ این عقیدۂ منحوس و تقریر شوم خسران الدنیا
والاخرہ است خسر الدنیا والاخرہ ذلک ہو الخسران المبین نصیب ایشانست کسانیکہ از احوال
خیر مآل اہل بیت واقف نیستند اگر بر قول باطلہ این نواصب سی نما اعتماد نمایند و چیزے بگویند
فی الجملہ معذور اند طرفہ تر اینست کہ بعض کسان اینچنین نیز ہستند کہ با حوال اہل بیت دانا تر اند ومحبت
نیز میدارند مگر از راہ تعصب یا حب جاہ بر خلاف عقیدۂ خود تقریر می کنند مت
کیون جناب اب تو آپکو معلوم ہوا کہ شیعونکے عقاید کیسے صحیح ودرست ہین کہ آپکے علما کو بھی اونکا اقرار
کرنا پڑا۔ آپکے خلفا کی بلند نسبی بھی ظاہر ہوئی اور امام عصر علیہ السّلام عجل اللہ ظہورہ کا فرزند امام حسن
عسکری ہونا بطن حضرت نرجس سے اور ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہونا اور آجتک موجود وباقی رہنا بھی
ثابت ہوا۔ اسپر بھی آپ ایمان نہ لائین تو میرا کیا قصور سمجھئے ہملوگونکا شیعہ علی ہونا اور راکب سفینہ
نبی ہونا اور آپ حضرات کا خارجی وناصبی ہونا ابھی ظاہر ہوا کہ نہین وکل ذلک باقرار
علمائکم السنیہ اب بھی اگر گوہر صدف عصمت وطہارت وخزف کوی کفر وضلالت
نور آسمان وزمین وتیرہ درون بے یقین مین نہ فرق کیجئے تو آپکا قصور ہے گر نہ بیند بروز
شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔
مدا۱۳ مین ماموں صاحبنے سیف صارم اوراوسکے جواب کی آیات بینات سے نقل اوتاری ہے بصفحہ
۴۷ سطر ۲ لغایت صفحہ ۸۴ سطر ۱۰ اسکا جواب مشرحا حرف بحرف ترکی بہ ترکی جلد ثالث رمی الجمرات
مین بصفحہ ۱۵ امرقوم ہے ملاحظہ ہو اور اگر کچہ حوصلہ ہو تو اوسکی رد کیجئے کہ جواب اوسکا عرض ہو۔ کیونکہ ایک
ہی بات کو ہر دفعہ پہنچانا اور بھٹرونکی طرح اپنی کہنا دوسرونکی نہ سننا دیوانونکا کام ہے اگر کچہ بھی آپنے
اوسمین اصلاح دی ہوتی تو مین ضرور اوسکی مرمت کرتا۔

تو مولوی صاحب کو اسپر بھی تعجب ہوتا ہے کہ شیعہ شیخین کو کافر و منافق بھی کہتے ہین اور پھر بظاہر مظہر اسلام و مقر احکام بھی مانتے ہین - مگر افسوس ہے اونکو یہہ نہین معلوم کہ اسمین شیعہ سنے قصور ہین - کیونکہ خدا اور رسول نے منافقون کو بھی اہل اسلام سے قبول کیا ہے ولکن قولوا اسلمنا اسوجہ سے مظہر اسلام کہتے ہین - باقی رہا مقر احکام پس بطوع و رغبت نہ تھے بلکہ بخوف و رہبت تھے۔

کیا آپ نہین جانتے کہ آپکے علما منافقین و مولفۃ القلوب کو بلکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق اور عقبہ والے بارہ منافق کو جو عازم قتل رسول تھے صحابی و مسلمان کہتے ہین قاتلان عثمان بھی صحابی و مسلم کہے جاتے ہین قاتل امیر تو آپکے یہان صرف مسلم ہی نہین ہے بلکہ مجتہد علی الاطلاق تھے منکرین زکوٰۃ بھی مسلم کہلاتے ہین جنکو مرتد کا خطاب دیا گیا تھا جتے کہ مسیلمہ کذاب بھی اہل اسلام سے تھا اور اب تک اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ اصابہ مین ہے قتل بردالمذکور مسیلمہ بالیمامۃ وقتل ابنہ شبیبا مسلمین ص۲۲۸ یعنی قتل کیا بردہ مذکور نے مسیلمہ کو یمامہ مین اور اوسکے بیٹے شبیب کو کہ دونو مسلمان تھے - پس اگر شیعہ شیخین کو بھی انہین لوگونکی طرح مسلمان کہتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین کیا وحشی قاتل حضرت حمزہ کی برابر بھی شیخین کو آپ مسلمان نہین سمجھتے ؟ بہرکیف اب مطلع صاف ہو گیا ہے نکاح کا نہ واقع ہونا یقیناً ثابت ہو چکا ہے مجھے بھی اگر آپ انکو کافر کہین تو کوئی عذر نہین۔

اب مین آپکو آیۃ اللہ العلامہ صاحب استفتا کی عبارت کا مطلب سمجھا دون جو گو سلیس ہے مگر فارسی ہے کہ مولوی حیدر علی صاحب نے منتہی الکلام مین اپنے مجذوبانہ بڑ مین اسکا دعوی کیا تھا کہ شیعہ شیخین کو کافر حقیقی جانتے ہین مثل مشرکین یہود و نصاریٰ کے جو بمقابلہ اسلام بولا جاتا ہے نہ بمعنی کفر نفاقی - اس دعوی بے بنیاد کے ثبوت مین جب کچھ نہ بنی - کوئی قول کسی عالم کا بصراحت اس مادہ مین نملا تو یہہ ترکیب نکالی - کہ خوارج و نواصب حسب روایات شیعہ کافر ہین بلا اور ناصبی وہ ہی ہو عداوت اہل بیت طاہرین کا اعلان کرے - پس ناصبیت شیخین جنہون نے خانہ زہرا جلایا فدک چھینا وغیرہ جو کل امور بہ اعلان ہے ثابت ہوئی تو کفر بھی انکا ثابت ہوا - اور کافر سے عقد مومنہ جائز نہین تو نکاح اسماء بنت عمیس ابوبکر سے ناجائز ٹھہرا جب نکاح ناجائز ہوا تو ولادت محمد بن ابی بکر بزنا ہوئی نہ بنکاح - یہہ خلاصہ ہے کفش دوزی کی تقریر کا باین غرض کہ روایت نصیحت محمد بن ابوبکر کو جو سر العالمین امام غزالی مین بھی موجود ہے باطل کرین اور انکا ولد الزنا ہونا ثابت کریں۔

اسی تقریر کے جواب مین وہ عبارت صاحب استقصا ہے جو مخاطب نے نقل کی حسین اوس علامہ اعلی العد
مقامہ نے کل تقریر مولوی حیدر علی کو تسلیم کر کے حسب فہم اونکے جواب دیا کہ جب تم ناصبیت مین انکا
کو حسب روایات شیعہ قبول کرتے ہو۔ اور اعلان لعداوت اہل بیت بذریعہ احراق خانہ و غصب خلافت و فدک
وغیرہ مانتے ہو تو یہ امور بعد رحلت رسول خدا ہوئے اور نکاح اسما کا قبل اسکے ہوا جب قبل اسکے اونکا
ظہور یا اعلان نہوا تھا تو پھر صحت نکاح مین کیا عذر کر سکتے ہو اور محمد بن ابی بکر کا ولد الزنا ہونا کیونکر ثابت کر
سکتے ہو از افادات الشریفہ المشار الیہ دیکھو یہ قدرت حق تھی کہ اوس علامہ نے کیسی مختصر تقریر سے شیخ اول
کی ناصبیت و کفر کو بھی قبول کیا جسکے آپ مدعی تھے اور پھر محمد بن ابی بکر کا حلال زادہ ہونا بھی اوسی تقریر سے
ثابت کر دیا والحق یعلو ولا یعلی علیہ ۹ النساء ۱۰ لا یستلزم التحقیق

یا مولانا صاحب اشیعون نے بیشک یہ تصور کیا ہے کہ حسب دعوی مولوی حیدر علی شیخین کا کفر ملی جو
بمقابل اسلام ہے نہین قبول کرتے کسی غرض سے ہو۔ مگر آپ تو فرمائیے کہ ولید بن عبد الملک نے
آپ پر کونسا احسان کیا ہے جس سے وہ مسلمان کہلایا حالانکہ اوسنے خود اپنی بیٹی سے زنا کیا قرآن کو تیر
باران کیا چاک کیا شراب کے حوض مین ڈوبا رہتا خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پینے کی تیاری کی اپنی
لونڈی سے حالت نشہ مین زنا کر کے اوسکو اپنے لوگون کا امام بنایا کہ سب نے اوسکے پیچھے صبح کی نماز پڑھی پس
جس اصول سے آپ لوگ اسکو مسلمان کہتے ہین اور خلیفہ جانتے ہین تو انہین اصول سے شیعہ بھی شیخین کو ظاہر
الاسلام کہتے ہین قول موثوق صـ ۷۶ باقی جواب زبیر ابن بکار کا جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہین۔ اور کافی
مین بھی منقطعاً بروایت زبیر بکار مع تضعیف روایت منقول ہے الی آخر ما قلتم چنانچہ اسی تضعیف کا
اشارہ جناب مرزا محمد صاحب نے نشائد نزہہ اثنا عشریہ مین کیا ہو جسکو مخاطب کہتا ہے مجھ مین نہ تو نگا
نزہہ وقت تحریر موجود نتھا جو دیکھا جاتا۔ یہ تحریر جناب کی دلیل اوپر عدم تصحیح کتب کے ہے اول یہ
حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب لکھتے ہین اونہین الفاظ سے حضرت امام صادق
سے مروی ہے اور دلیل صحت کلینی پر تحریر مجتہد دلدار علیخان کہ جسکو صوارم یا حسام مین لکھا ہے
عرض کرتا ہون در کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ بہتر و معتمد از ان کتابی نیست و اکثر مذہب
اثنا عشری حق است آن کتاب حق ست انتہی بلفظہ اور مواعظ حسنیہ مین ساتھ ان الفاظ کے فرماتی
ہین کتاب کافی کہ در مذہب شیعہ کتابی معتمد تر از ان نیست سو ایسی کتاب کی روایت کو کون شیعہ نہ مانیگا۔

دفع الوثوق اگر آپنے اقبال عبارات مولوی کرار علیصاحب مرحوم مین بتاسی اپنے مقتدایان دین کا ذمین مفادین و خائنین واثمین خیانت نہین کی ہو تو مین خوشی سو کہتا ہون مولویصاحب مرحوم کو اسجگہ اشتباہ ہوا غلطی سے اونہون نے زبیر بن بکار کو راوی حدیث کافی سمجھا ہے جس سے کافی کو کوئی تعلق نہین۔ اصلیت اسکی کلام جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ مین مذکور ہوئی کہ وہ ناصبی رواۃ اہل سنت سو ہو اوسی نے اس روایت عقد کو اولاً وضع کیا ابو محمد یحیی العلوی اوس سے اس روایت کو نقل کیا یہی وجہ اشتباہ ہوا یہنتک بھی خود اصحابہ سے روایت اس نا بکار کی نقل کی ہو اور اوسکا وضاع و کذاب ہونا ظاہر کیا جناب علامہ محمد بن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے بھی اوسیکی طرف اسکی نسبت دی ہو چنانچہ مناقب مین فرماتے ہین وام کلثوم الکبری تزوجها عمر علی روایة الزبیر بن بکار وهو خبر ضعیف وكانه اشتبه علی الرواة اسم ام کلثوم لان عمر کان قد خطب ام کلثوم بنت حرب البطیحاء یعنی بروایت زبیر بن بکار عقد حضرت ام کلثوم کا عمر سے ہوا حالانکہ یہ روایت محض ضعیف ہو وجہ اسکی وہی اشتباہ رواۃ ہو کہ ام کلثوم کا نام مشتبہ ہوا راویونپر کیونکہ عمر نے خطبہ کیا تھا ام کلثوم بنت حرب بطیحا سے انتہے افسوس کہ یہ عبارت نسخہ مطبوعہ سے بتحریف اہل سنت ساقط کر دیگئی ہے بہر حال معلوم ہوا کہ اصل راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہو اور سنیون ہی کے یہان یہ روایتین ہین نہ شیعونکی یہان۔ اس عبارت سے یہی تحقیقات جناب فخر المتکلمین مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ دامت برکاتہ کی قدر معلوم ہوئی کہ جو تحقیقات اس علامہ نے کی ہو وہ مطابق ہو تحقیقات علمای متقدمین شیعہ کی کہ قدیم الایام سے علمای شیعہ کو اس واقعہ سے تحقیقاً انکار ہو گو جواب تسلیمی کے لئے بطور فرض محال قبول کر لیا ہو۔ شاید ام کلثوم بنت حرب مین بھی کچھ تصحیف ہوئی ہو کیونکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے عقد عمر باتفاق روایات اہل سنت ثابت ہو کما مر۔

اب اسکے ساتھ یہ بھی سن لیجئے کہ علامہ محمد بن شہر آشوب علیہ الرحمہ کس درجہ اور کس پایہ کے عالم ہین علماء شیعہ سے کہ آپکے حالم علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی وافی بالوفیات مین فرماتے ہین محمد بن علی بن شهر اشوب الثانی سین مهملة ابو جعفر السروی المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ الشیعة حفظ اکثر القرآن وله ثمان سنين وبلغ النهاية في اصول الشيعة كان يرحل اليه من البلاد ثم تقدم في

علم القرآن و فی الغریب و النحو و وعظ علی المنبر ایام المقتفی ببغداد فاعجبه و خلع علیه و کان بہی المنظر حسن الوجه و الشیبة صدوق اللهجة ملیح المحاورة واسع العلم کثیر الخشوع و العبادة و التهجد لا یکون الا علی وضوء اثنی علیه ابن ابی طی فی تاریخه ثناء کثیراً فی سنة ثمان و ثمانین و خمسمائة

ترجمہ محمد بن علی بن شہرآشوب جنکی کنیت ابو جعفر سروری مازندرانی اور لقب رشید الدین ہے شیعہ تھے اور شیوخ شیعہ سے تھے حفظ کیا اکثر قرآن کو حالانکہ اوسوقت سن اونکا آٹھ برس تھا اصول شیعہ مین درجہ کمال کو پہونچے تھے اور دراز ملک سے لوگ اونکے پاس آتے بعدہ علم قرآن اور غریب و نحو مین سب پر مقدم ہو مقتفی باللہ خلیفہ عباسی کے زمانہ مین انہون نے منبر پر وعظ کیا جس سے وہ بہت خوش ہوا اور خلعت دیا خوش منظر اور خوبصورت تھے صدوق اللہجہ تھے ملیح المحاورۃ واسع العلم تھے نہایت درجہ خاضع و خاشع عابد تھے ہمہ وقت باوضو رہتے ابن ابی طی نے اپنی تاریخ مین انکی بہت توصیف کی ہے وفات انکی ۵۸۸ھ مین ہے مجد الدین فیروزآبادی نے کتاب البلغہ مین اور سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین و النحاۃ مین اور شمس الدین داودی مالکی نے طبقات المفسرین مین بھی اسی مضمون صداقت مشحون کو بکمال شرح و بسط لکھا ہے اور اپنی کتابونکو اس اسم مبارک سے مزین کیا ہے جو سب علمائے اہل سنت سے تھے دیکھو عبقات الانوار مجلد حدیث تشبیہ ص۸۱ اب تو آپکو معلوم ہوا کہ درحقیقت زبیر بن بکار ہی اس روایت عقد کا راوی ہے اور اوسی کے افترا نے یہ سب آفت برپا کی ہے۔ یہ بھی آپکو اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ دراصل شیعونکے یہان کوئی روایت اس مادہ مین نہین ہے ورنہ اگر کوئی روایت شیعونکی یہان ہوتی تو جناب علامہ صاحب مناقب ضرور اوس روایت کو لکھتے اور اہل سنت کی روایت کی اونکو ضرورت نہوتی اسیطرح جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ بھی اون روایتون سے بیخبر نہ رہتے جو انکار فرماتے ہین۔ کیونکہ کوئی عاقل ایسا نہوگا جو فریق مخالف کی اون روایتونکی قدح کرے جو خود اوسکی روایات مقبولہ کے موافق ہو۔ یا امر واقعی ہے بنا پر دوسرونکی روایتون سے انکار کیا جاے اور اپنی روایتونکے بارہ مین کوئی کلام نکرے۔ تو معلوم ہوا کہ درحقیقت فرقہ شیعہ کے یہان کوئی روایت اس مادہ مین نہین ہے خواہ صحیح ہو خواہ ضعیف جو کچھ ہے وہ اہل سنت کے یہان جنکی حالت مذکور ہوئی باقی رہا اس روایت کا کافی مین موجود ہونا پس اسکو مین پہلے لکھ چکا ہون کہ ان الفاظ سے نہ کافی مین ہے نہ دیگر کتب حدیث مین جو

اصول میں مثل تہذیب و من لا یحضرہ و استبصار وغیرہ کے اور جس عبارت سے یہ حدیث مروی ہے خواہ وہ الکافی ہو یا غیر الکافی
سنداً صحیح نہیں ہے رواۃ اسکے مقدوح ہیں اسیوجہ سے صاحب نزہۃ اعلی اللہ مقامہ نے اس جملہ سے "بشرط صحت
روایت و محفوظ بودن آن" اسکی تضعیف کی اور مینے کچھ مفصلاً گذارش کیا اور بعض بھی وہ نہیں ہیں جو آپ
سمجھے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا الثواقب نزہۃ اور مصائب النواصب اور مواعظ حسنیہ کی عبارتوں کی نقل کرکے
ازالۃ الغین سے تحریر دکھانیکی آپ کو ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ سب تسلیمی جواب ہے بنا بر تسلیم و قبول روایت
منقولہ اہل سنت جسکی اب ہمکو ضرورت نہیں کہ تحقیقاً لغویت اس واقعہ کی ثابت کر دی بعد اعتراف علمائے اہل سنت بایں
عبارت اور جبکہ ہمنے تقسیم احادیث کافی بلکہ تعداد ہر قسم کی لکھدی تو مخاطب کا بہ تتبع کفش در دکھوتے
صحت کل احادیث کرنا حماقت نہیں ہے تو کیا ہے۔

قولہ موثق منث دوسرے قاضی صاحب نے مصائب النواصب میں اس حدیث کو چند جگہ جہاں
بحث فاروق اور ام کلثوم کی ہے لکھا ہے ترجمہ اسکا ازالۃ الغین سے عرض کرتا ہوں۔ اما خامساً
بواسطہ آنکہ قول امام صادق علیہ السلام کہ این اول فرجی است کہ غصب کردہ شد از ما مستلزم وقوع زنا نیست
اور پھر اسی بحث میں کہ صاحب قول استغاثہ کو نقل کرکے اسطرح فرماتے ہیں۔ خبر داده اند ما را جماعتی از مشائخ ثقات ما
از ایشان جعفر ابن محمد ابن مالک کوفی است از احمد بن فضل از محمد بن ابی عمیر از عبد اللہ ابن سنان گفت سوال کردم جعفر
ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجے است کہ غصب کردہ شد از ما۔ اور
جہاں جناب امیر علیہ السلام کے صبر اور تحمل کا ذکر ہے اس جگہ فرماتے ہیں چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود الی
آخرہ کما مر ذکرہ تیسرے خود مجتہد صاحب مواعظ حسنیہ میں فرماتے ہیں۔ درباب عقد حضرت ام کلثوم
اختلاف شدہ صاحب اعلام الوری گفتہ کہ ام کلثوم پس او را خلیفہ ثانی در عقد خود آورد و اصحاب ما ذکر کردہ اند
کہ این نکاح واقع شدہ است مگر بعد مدافعت بسیار و امتناع تا این کہ حضرت امیر ملجا شدند و امر حضرت کلثوم
را تفویض کردند بعم خود حضرت عباس ام کلثوم را بہ خلیفہ ثانی تزویج نمودند انتہی بلفظہ چوتھے مولانا حیدر
علی صاحب معارضہ میں صاحب نزہۃ کے ازالۃ الغین میں لکھتے ہیں تضعیف این روایت از
عجائب ترہات است زیرا کہ این حدیث از حضرت امام صادق مصدق رضی اللہ عنہ خود در کتاب
کافی کلینی کہ اصح الکتاب شان است مروی است و ہم در اسفار معتبرہ دیگر از تصانیف مجلسی و سید ابن
و ما خوذ ایشان بطرق متکثرہ محکی و علمائے امامیہ مضمون آنرا در رسائل الہی و حدیقۃ سیاسۃ شاہی کہ بہ جناب

امیر اتقا فرمودہ بودند در مقام اعتذار از جناب شان آوردہ گفتہ اند کہ از ہمین جہت امیر المومنین بر غصب
فلان سکوت ورزیدند وگرد ممانعت خلیفہ ثانی در قتل وقتال او نگردیدند و ہتک ناموس قبول نمودند پس
چنین احادیث محمول بر جہل یا تجاہل خواہد بود تا عوام بدانند کہ این الفاظ در طرق امامیہ بدرجہ صحت و
ثبوت نرسیدہ و اہل سنت در انتساب آن صدر تہمت و افترا میشوند نعوذ باللہ من ذلک
دفع الوثوق من و یکین قول قاضی صاحب تو جواب طلب نہین کیونکہ وہ اوسی روایت منقولہ اہل سنت کو
بعینہٖ قبول و تسلیم کرتے ہین اور اصل کافی سے نہین ملاتے جس سے بطلان بیان اہل سنت لعدم
صحت روایت ظاہر ہو اب چونکہ مقابلہ اسکا اصل کافی سے کر لیا گیا ہے اور ہر طرح سے غلطی اوسکی ثابت
ہوگئی تو اوسکے جواب کی ضرورت نہ رہی باقی رہی دوسری روایت جسکو جناب قاضی صاحب نے استغاثہ سے نقل
کیا ہے اور مولوی حیدر علی نے قاضی صاحب سے تو البتہ اسکی جانچ ضروری ہے کیونکہ یہ روایت صاحب استغاثہ
مسلسل بسند ہے اور کافی سے نہین منقول ہے تو اب عجیب روایت ٹھہری مگر افسوس کہ استغاثہ اسوقت
پیش نظر نہین ہے ہم اصل عبارت کا مقابلہ کیا جائے با اینہمہ اس روایت کے سلسلہ مین چار راوی ہین اوّل
جعفر بن محمد بن مالک کوفی دوم احمد بن فضل سوم محمد بن ابی عمیر چہارم عبداللہ بن سنان اب ہر راوی
کی حالت کتب رجال مین ملاحظہ ہو جسپر باتفاق فریقین مدار ہے تنقیح صحت روایت کا سو راوی
اول کی نسبت منتہی المقال مین ہے جعفر بن محمد بن مالک بن عیسیٰ بن سابور مولی اسماء
بن خارجہ بن حصین الفزاری کوفی ابو عبداللہ کان ضعیفا فی الحدیث قال احمد بن الحسین
کان یضع الحدیث وضعا ویروی عن المجاہیل وسمعت من قال کان ایضا فاسد المذہب
والروایۃ ولا ادری کیف روی عنہ شیخنا النبیل الثقۃ ابو علی بن ہمام و شیخنا الجلیل الثقۃ ابو غالب الزراری رحمہما اللہ
الا ابن حصین وزاد بعد کوفی قال جش وبعد فی الحدیث ثم قال ہم ثم زاد وقال غض انہ
کان کذابا متروک الحدیث جملۃ وکان فی مذہبہ ارتفاع ویروی عن الضعفا و
المجاہیل وکل عیوب الضعفا مجتمعۃ فیہ وقال الشیخ جعفر بن محمد بن مالک کوفی ثقۃ
ویضعفہ قوم روی فی مولد القائم اعاجیب والظاہر انہ ہو ہذا المشار الیہ
فعندی فی حدیثہ توقف ولا اعمل بروایتہ وفی لم ما نقلہ وفی سرلہ کتاب النوادر اخبرنا

به جماعة عن التلعکبری عن ابی علی بن همام عنه وفی تعق حکم الشیخ بوثاقته
ونقله التضعیف عن قوم دلیل علی تامله فیه وعدم قبوله وهو النظر اقول
فی کتاب الاستغاثة فی بدع الثلثة حدثنا جماعة عن مشایخنا الثقات منهم
جعفر بن محمد بن مالک الکوفی فتدبر وفی مشترکا ابن محمد بن مالک عنه محمد بن همام

ترجمہ جعفر بن محمد بن مالک غلام آزاد کردہ اسماء بن خارجہ کوفہ کے رہنے والے ضعیف ہین حدیث مین
احمد بن حسین کا قول ہو کہ وہ حدیث وضع کرتا تھا اور بطور پراور روایت کرتا ہو مجاہیل سے یہ بھی مین نے
سنا ہو کہ وہ فاسد المذہب والروایۃ تھا۔ نہین معلوم کیونکر روایت کیا اوس سے شیخ جلیل ابو علی بن ہمام
اور ابو غالب رازی نے کہا غضایری نے کہ وہ کذاب اور متروک الحدیث کلیۃً اور اوسکے مذہب مین ارتفاع
ہے اور روایت کرتا ہو ضعفا و مجاہیل سے کل عیوب ضعفا کا اوسمین مجتمع ہین کہا شیخ نے کہ جعفر بن
محمد ثقہ ہو اور قوم نے اوسکی تضعیف کی ہو روایت کیا ہو مولد قائم مین عجیب روایتونکو بحر دیک اوسکے
حدیث مین توقف ہو اور نہین عمل کرتا ہون اوسکی روایت پر حکم کرنا شیخ کا بوثاقت اور نقل کرنا تضعیف کا
قوم سے دلیل ہو اسکی کہ شیخ کو اوسکی روایت مین تامل ہو مصنف کہتا ہو کہ کتاب استغاثہ فی بدع الثلثہ
مین ہو جعفر بن محمد بن مالک کوفی سے روایت ہو صفحہ

پس اس عبارت سے نہ صرف کذابیت ووضاعیت ومتروکیت وفاسد المذہب والروایۃ ہونا اس راوی
کا معلوم ہوا بلکہ خود اس روایت کا جو استغاثہ مین منقول ہو موضوع وغلط ہونا ثابت ہوا اور واقعی تعجب
ہے کہ کیونکر ایسے فاسد المذہب فاسد الروایہ سے ایسی روایت قبول کیگئی راوی دوم احمد بن فضل
واقفی ہو جسکی روایت عموماً قابل وثوق نہین کما فی منتہی المقال صفحہ

راوی سوم محمد بن ابی عمیر کیحالت سابقاً مرقوم ہوئی اور اونکو رواۃ مین بھی احمد بن فضل نہین ہیں اسکے
علاوہ واسطہ درمیان جعفر بن محمد وصاحب استغاثہ منقطع ہو تو کیونکر ایسی روایت پر اعتماد ہوسکتا ہو
خصوصاً در صورتیکہ وضاعیت وکذابیت اس راوی کی بخوبی ظاہر ہوئی۔

واقعاً یہ قصہ عقد سیدہ مظلومہ کچھ ایسا عجیب وغریب قصہ ہو کہ جہانتک اسکی چھان بین کیجاے تحقیقات
واقعی سے کام لیاجاے تو سراسر اس واقعہ کی بے اصلیت ولغویت ظاہر ہوتی سنی شیعہ کسیکی
روایت بھی صحیح نہ ملی جسپر عاقل متدین کو وثوق واعتماد ہوسکے یا اوسپر اعتبار کرسکے۔ سنیون کی

شیعونکی جو روایتین تو سابقاً مرقوم ہوئین اور روایۃً و درایۃً اونکا موضوع و باطل ہونا بھی ثابت ہو چکا۔ شیعونکی روایتین جو اہلِ سنت نے پیش کین خواہ وہ الحاقی ہون یا کسی طور کی اونکی حالتین بھی ظاہر ہوئین کہ کل روایتونکی دیوار ایسی ریتلی زمین پر قائم ہے جو ہوا کے جھونکے کو بھی سنبھال نہ سکے چہ جائیکہ تحقیقات کی سیل کو اوٹھا سکے ان سنبھلنے کے غل غپاڑے ناحق کے شور ہنگامے نے شیعونکو ایسا مجبور کیا کہ ان روایات واہیہ کو انہون نے قبول کیا اور روایت کی حالانکہ خود علماے رجال لکھتے ہین نہین معلوم کیونکر روایت کیا ایسے متروکین وکذابین سے اسکے بعد پھر مامون صاحب نے مواعظ حسنیہ سے وہ روایت نقل کی جسمین حضرت عباس کی وکالت سے عقد کا ہونا مذکور ہے جسکی حالت پہلے مذکور ہوئی کہ یہ روایت اہلِ سنت ہے اور بلاسند ہے جسپر فریقین سے کسیکو اعتبار نہین۔ مولوی حیدر علی کی عبارت بھی بجواب ترجمہ نقل کی ہے کہ تضعیف این روایت از عجائب توہمات است یہ عبارت بھی متعلق ہے اوسی حدیث غصبیت سے جسکی حقیقت ظاہر ہو چکی۔ افسوس ہے کہ یہی مولوی حیدر علی صحیح بخاری و صحیح مسلم بلکہ صحاح ستہ کی متفقہ روایت کو بمقابلہ ماثبت بالسنہ شیخ عبد الحق باطل کرین کیونکہ صحیحین میں جناب امیر کا نہ بیعت کرنا چھ مہینہ تک مذکور ہے اور شیخ عبد الحق اول روز خلافت بکری پر بیعت علوی کے ناقل ہین اسیطرح فدک و حدیث قرطاس کو جو متعدد طرق سے صحیحین میں تین یا سات جگہ پر مرقوم ہے باطل اور موضوع ٹھہرائین حالانکہ صحت صحیحین اونکے یہان باجماع و تواتر ثابت ہے اور صحت کتاب اللہ پر بمعنی مقدم ہے۔ مگر یہان برعکس اوسکے شیعونپر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ کافی کو اونکے یہان اصح الکتب بتلاتے ہین جسکا ایک عالم بھی قائل نہین کیونکہ خود اون علما نے جو تقسیم ان احادیث کافی کی کی ہے تعداد تک ہر قسم کی بیان کر دیگئی۔ اور اس روایت کا اصل کافی مین نہونا اور جن الفاظ سے ہے وہ صحیح نہین ہے اسپر بھی یہ زبردستی کہ نہین اسکو صحیح مانو صرف زبردستی ہے اگر مرد میدان ہوتے تو پہلے اقوال علما صحت تمامی احادیث کافی پر جیسے علماے شیعہ ہر اسون اقوال نقل کرتے ہین۔ اسکے بعد ہر راوی کی توثیق علماے شیعہ کی زبانی بیان کرتے بعدہ خاص روایت کی صحت یا تواتر جیسا کہ علماے شیعہ شکر اللہ مساعیہم نے احادیث غدیر و منزلت و نور و تشبیہ مین قدرت خدا دکھایا نہ یہ کہ شہدونکی طرح ایک تقریر کا لچھا اوٹھایا اور دیوانون کیطرح بکنا شروع کر دیا جس سے خواہی نخواہی ہر دوسرے کا دل و دماغ پریشان ہو اور یہ کفار قریش کیطرح اپنی ضد و ہٹ پر اڑے رہین

یا حضرت مین خیر خواہانہ عرض کرتا ہون کہ اہلِ بیت رسول کا مقدمہ بہت ہی نازک مقدمہ ہے جسکا تعلق ضرور

آخرت سے ہی دنیا کبھی اونکی مساعد نہوئی۔ نجات اخروی البتہ اونہین کی بدولت ہی۔ تو آپ اپنی خاندانی جھگڑون یا سجادہ نشینی کی حمایت یا مذہب کے تعصب مین ایسا نہ کیجئے جس سے قیامت کے روز پناہ نہ ملے۔ دیکھیے راہ حق آپکے روبرو کشادہ ہی۔ تحقیق ہوگئی ہی اوسپر غور فرمائیے اون لوگونکی غلطیون پر نہ جائیے جنکے لئے اپکے اسلاف نے اسباب مغالطہ فراہم کئے راہ تحقیق بند کی کیونکہ کنز مکتوم مین اسکی بھی تفصیل مرقوم ہے کہ جن لوگون کو اشتباہ ہوا کیون ہوا کیا وجہ ہوئی جو لیسے اشتباہ مین مبتلا ہوے خلاصہ اوسکا مین یہان بھی عرض کرتا ہون جسپر غور کرنے سے آپکو بہت کچھ مدد ملیگی۔

پہلا قوی سبب اشتباہ پانچ عورتونکا ہمنام ہونا ہی جنمین سی چار کا تعلق یقینی خلیفہ سی ہی ایک ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر دوسرے زوجہ اسلامیہ عمر تیسرے ام کلثوم زوجہ عمر وقت صلح حدیبیہ چوتھے ام کلثوم بنت ابو بکر پانچوین ام کلثوم بنت جناب امیر المومنین علیہ السّلام اور ظاہر ہی کہ چار ہمنامونکا واقعہ پانچوین ہمنام کیطرف منسوب ہوجانا کوئی دشوار امر نہین بلکہ روزمرہ کے واقعات مین ایسے اشتباہ ہوا کرتے ہین۔ ابوحنیفہ کی بارے مین مذکور ہوچکا کہ بقول حیدر علی بیس آدمی اس نام کے تھے جنکے اقوال ابوحنیفہ کیطرف منسوب ہوئے جب امام اعظم کی بارے مین جو مرد تھے ہر صحبت مین ہر جلسہ مین شریک ہوتے صدہا آدمی سے اونکی شبانہ روزی ملاقات رہتی۔ باایں ہمہ شہرت یہ حالت پیش آئی تو زن پردہ نشین کے بارے مین ایسا ہونا کونسی دشوار بات ہی خصوصاً جب کوئی غرض بھی اونکی حال کی تحقیق کی نہو بلکہ اشتباہ کرنے یا افترا کرنیکی ضرورت تھی جب مکہ کا قصہ مدینہ کی قصہ مین داخل ہوکر درج صحیحین ہوا تو غیر صحیح روایتونمین ایسا ہونا کیا دشوار ہے دوسرا سبب حضرت ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا بسبب عظمت وجلالت وکمال شرافت ونجابت کی مشہور ہونا کہ ہر مسلمان کم وبیش اس نام سی ضرور واقف تھا کہ یہ نواسی رسولؐ ہین۔ تو اب جسنے کوئی واقعہ متعلق نام ام کلثوم سنا۔ فوراً اوسکا خیال ادھر ہی پھر اکر اوسی معظمہ کا واقعہ ہی کیونکہ اور چارون ام کلثوم محض گمنامی کیحالت مین تھین نہ خاندانی عزت اونکو حاصل تھی نہ کوئی ضرورت اونسے متعلق تھی۔ تو انکی گمنامی اور دختر رسول کی بلند نامی بھی جنسے عقیدت وارادت رکھنا جزو اسلام تھا اس اشتباہ کا موید ہوا۔

تیسرا سبب اشتباہ انکار ام کلثوم بنت ابو بکر ہی جسکے انکار نے بی بی عائشہ سی مستقل مزاج کو ہلا دیا بل چل پڑگئی کیونکہ ام کلثوم نے آخری دھمکی یہ دی تھی کہ تمنے میرا عقد اگر عمر سے کیا تو مین قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی۔ یہ واقعہ بہت بے ڈھب تھا۔ بہو بیٹی کی بات ہی ظاہر ہو تو عمر کا اور غصہ بھڑکے۔ دوسرے فسادات

اسباب اشتباہ عقد ام کلثوم

پیدا ہون اور خود بیٹی کے انکار کا نام کیونکر لیا جاے۔ پچھیے تو سمجھ بنے کیونکہ غرض چپکے چپکے کار روائی
کیجاتی تاہم عمرو عاص تک بلانے کی نوبت آئی۔ یہ ایک ایسا سبب اشتباہ ہوا کہ اسکے بعد تحقیق بہت
مشکل ہے کیونکہ اوّلاً ام کلثوم بنت ابوبکر کے نام ہی سے اوسوقت لوگ کم واقف تھے چار پانچ برس کا
اونکا سن ہو خلافت کے بعد پیدا ہوئی۔ عوام کیا جانین۔ جب کسی نے سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی ہو
شہرت کے باعث فوراً یہ خیال ہوا کہ بنت فاطمہ کی نسبت ہو جب انکار ام کلثوم کو سنا تو رہا سہا شک بھی
زائل ہوگیا کہ او نہین بنت فاطمہ کا واقعہ ہو ورنہ دختر ابوبکر او رعقد عمر سے انکار کرے یعنی چہ
چوتھا سبب اضطراب عائشہ ہو جنکو ایک طرف بہن کی خاطر داری دوسری طرف عمر کے اصرار برخواستگاری نے
مضطرب کر دیا جسکا ضروری نتیجہ یہ تھا کہ جناب امیر بوجوہ مذکورۂ بالا مظلوم کی حمایت کرین۔ اب جہان چرچہ
ہوتا ہو یہی کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی علی مانع ہین صغر سنی کا عذر کرتے ہین عمر کو اسپر اصرار ہے۔
اب ہر شخص کے ذہن مین یہی بات بیٹھ گئی کہ یہ سارا قصہ حضرت علی کی ہی بیٹی ام کلثوم کا ہو اب پہلے روایت
در روایت چھوٹنے لگی ہے جسکا سلسلہ بھی اس بنیاد پر ہو کہ جو کچھ سنین ایک دوسرے سے نقل کرین

پانچوان سبب اشتباہ یہ ہوا کہ عوام الناس نے جب کبھی خلیفہ کو سنا کہ ام کلثوم اپنی زوجہ کو نام لیکر پکارتے ہین
یا کوئی قصہ میان بی بی کا مشہور ہوا سیا کام دھندے کو کہا۔ یا یہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر اور زید بن عمر نے ساتھ رحلت
کی اور بقول لکھنے والے صاحب جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑھی یا عبداللہ بن عمر نے۔ وغیرہ حالات متعلق نام
ام کلثوم۔ تو سبکو یقین ہوگیا۔ کہ یہ وہی ام کلثوم ہین جنکی پہلے خواستگاری ہوئی انکار ہوا سب قصے ہوئے۔ آخر خلیفہ نے
اونسے عقد کر لیا لڑکے ہوئے بالے ہوئے جو آخر مین مرین اور امام حسینؑ نے نماز پڑھی۔ ایک تو سلسلہ واقعات خود
مشتبہ کرنیوالے تھے۔ اور وہ تشددات خلیفہ بھی سبکے پیش نظر تھے کہ یہی خلیفہ ہین جنھون نے گھر جناب سیدہ
کا جلایا۔ یا صرف جلانیکی دھمکی دی قسم کھائی آگ لکڑی جمع کی جناب امیر کے گلے مین رسی باندھی کیا کچھ
ظلم و ستم نہ کیا پھر اونکی آگی بیٹی سے اون معصومونکے نکاح کرنا کون بڑی بات ہو خلیفہ کی خاندانی حالت نے
جو سبکو اوس زمانہ مین معلوم تھی اور یہی اس سونے مین سہاگہ ملا یا کیونکہ ہر کمینہ مین دیکھا جاتا ہو کہ ثروت
و اقتدار مالی ملنے پر اوسکو اپنی شرافت بڑھانیکی بھی ضرور فکر ہوتی ہو کہ کسی اچھے خاندان سے رشتہ ناطہ
پیدا کرکے شریف بنجائین۔ خاصکر اوس خاندان سے جسکے خانہ زاد ہون اور ہمیشہ اوسکے احسان کے زیر بار
ہون کیونکہ بقول مولوی نذیر احمد صاحب محسن کشی ایک فطری امر ہو جسپر طبیعت انسانی مجبول ہے

گو یہ کلیہ کلیتہً درست نہو مگر کم ذاتون بد ذاتون مین یقینی ہو غرض اس حوصلہ نے جو ہر کم ذات مین دیکھا جاتا ہے
اور بھی یقین دلایا کہ بیشک یہ واقعہ بہت صحیح ہو اسی لئے وہ حدیث کُلّ سبب و نسب بھی اسمین داخل
کی گئی کہ کسیکو عذر نرہے۔ یہ سب اسباب اشتباہ ایسے قوی اور زبردست ہین کہ بغیر توفیق الٰہی اسکا سلجھانا
مشکل ہو چہ جائیکہ بالقصد تحقیقات کی راہ مین روڑے ڈالیجائین اور سچے اصلی واقعات چھپائے جائین اور غلط
باتین مشہور کیجائین کہ ایسی حالت مین تحقیق ہونا واقعہ کا قریب محال ہو

علماے شیعہ کیلئے یہ مقام ایسے دھوکے کا تھا کہ قیامت تک اس اندرجال مین پھنسے رہتے۔ اور
طلسم حیرت سے مدۃ العمر نہ نکلتے۔ کیونکہ مخالفت سلطنت کے سبب سے انکے قلیل افراد کو تاریخ نویسی کی مہلت نہین
جو ایسے واقعات تاریخی پر غور و فکر کرین۔ فکر ہی تو تصحیح عقائد و اصلاح اعمال صلوۃ و صوم کی جہت کے لئے
مخلوق ہوئے اصحاب آئمہ نے جو کتابین احادیث وغیرہ کی خود عہد جناب امیر سے جمع کرنی شروع کین بارہا
مرتبہ جلائی گئین۔ دریا برد ہوئین (دیکھو حال کتب ابن ابی عمیر ذیل قدح روایت کافی مین) اب وہ اسکی اصلاح
کرین ادھر ادھر سے نقل کرکے مرتب کرین۔ یا تواریخ و واقعات کی فکر کرین جسکو نہ اصل دین مین دخل
ہے نہ فروع مین۔ مخالفین شب و روز اس فکر مین ہین کہ شیعونکی بیخ کنی کرین قتل غارت کرین اصول و فروع
کو مٹائین۔ فضیلت اہلبیت کو محو کرین خلفا کی حقیت و فضائل اور موافقت اور محبت اہلبیت کو شائع کرین
جسکے لئے کتاب الموافقہ بھی ابن سمان نے تصنیف کردی

شیعون نے اس بارہ خاص مین بھی زیادہ تر اپنا مدار روایات اہل سنت پر رکھا جنسے پورے طور پر اہلبیت
اطہار کی حقیت اور خلفا کی مطاعن و نفاق و بغض و عداوت و کینہ ثابت ہوتی ہین۔ اب جو انکے سامنے
یہ واقعہ پیش کیا گیا جسمین وہی واقعات جور و ستم از حد بھرے ہین اور اسی ترکیب سے اوسکی ساخت
بھی کیگئی تھی ستو ایسی صورت مین وہ مجبور تھے نفس وقوع عقد کو پورے طور پر تسلیم کر لیتے جس سے
اور بھی ظلم خلفا و صحابہ ثابت ہو جاے کہ غصب خلافت ہی پر اکتفا نہین کیا اسطرح کے تشددات بھی کئے
مگر فضل خدا شامل حال تھا کہ اونہون نے نہایت نفرت کی نگاہ سے ان روایات کو دیکھا۔ اور محققانہ طور پر
اسکی غلطی ثابت کردی دیکھو عبارت جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اور کلام شہر آشوب علیہ الرحمہ مناقب مین
اور بعض حضرات نے زیادہ کد و کاوش نکی بنظر کثرت روایات اہل سنت الزامی تسلیمی جواب دیا کہ تمہاری
ہی روایت سے اور بھی ظلم خلیفہ ثابت ہو کسی نے تسلیمی جواب دیکر اوس غرض کو باطل کیا جسکے لئے یہ

روایتیں پیش کیجاتیں یہانتک کہ خدا نے حضرت علامہ محقق مصنف کنز مکتوم دام ظلہ کو اس مسئلہ کے حل کا
الہام کیا اور انکی بے بہا تحقیقات نے اہل سنت کے ہر ملمع سازی کو کھولدیا اور حق کو باطل سے جدا کردیا
جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر علمائے متقدمین اس واقعہ کی تحقیقات کیطرف مائل ہوتے تو بہت اچھی طرح
اسکی بیخ کنی کرتے کیونکہ جب متاخرین نے باوصف فقدان اعوان انصار و اسباب سامان
ایسا کارنمایان کیا تو متقدمین کو اور بھی سہل تھا مگر اونہون نے ان اعتراضونکی اسدرجہ لغویت بھی تحقیقات
کے قابل بھی نہ سمجھا جو ادھر کامل توجہ نفرماتے ۔
مامون صاحب ہمنے محققانہ دلائل ہر طرح سے پیش کردئیے جسکے بعد عقلمند آدمی جو انصاف پسند ہوگا وہ تو
ضرور امر حق کو سمجھ لیگا اور اشتباہ علما کا قائل ہوگا خصوصاً درصورتیکہ اوسکے سامنے نظائر بھی موجود ہون
جو مذکورہ ہوئے جسکا ایک واقعہ یہ ہو کہ امام مالک کے قائل بمتعہ ہونیمین بقول رشید الدین خان کیسے کیسے
علمانے مغالطے کھائے اور مسئلہ وہم وخطا ہوئے جس سے ایک بھاری جز اہل سنت کا ردی ہوتا ہے ۔
باقی رہا یہ امر کہ علمائے شیعہ نے جواب تسلیمی کیوں دیا اور آیا وہ درست ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ تو اسکے متعلق میں مختصر
طور پر گذارش کرتا ہون جس سے آپکی تسکین ہوجاے اور اونکے جوابونکی وقعت ظاہر ہو اسکا تو آپکو بھی اقرار ہو کہ اگر
بفرض محال یہ عقد ہوا تو بخوشی نہیں ہوا۔ اور اگر اقرار نہ کیجئے گا تو اون سب کتابونکو جلانا پڑیگا جنمین اس
عقد کا مذکور ہے اور اونکی موضوعیت بالاجمال و التفصیل سابقاً گذارش کی کیونکہ کوئی روایت بلا استثنا
ایسی نہیں ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ عقد بخوشی منظور کیا گیا بلکہ تمامتر جبر و تشدد خود ان روایات میں
موجود ہے جسکا پہلے تذکرہ ہوا پھر بفرض محال ایسے عقد سے آپکو کیا نفع اور ہمارا کیا ضرر۔ آپ باخود ہاکی محبت
ثابت کرتے ہیں تو کیا اس عقد سے ثابت ہوجائیگا۔ ہزار ہا واقعے عداوت کے ایکطرف ہون اور ایک
واقعہ عقد بالرضا کا ایک طرف تو کوئی عاقل بھی ایسی جزئی امر سے اون امور عظیمہ کو باطل کرسکتا ہے؟ ہرگز
نہیں چہ جائیکہ یہ واقعہ بھی سراسر ظلم و تشدد سے ملو ہو اور اسپر غلط محض لغو اور بحث ۔ ایک سنی انصاف پسند
نے کیا اچھی بات کہی کہ بہت سے موقع ایسے ہوتے ہیں کہ ارذال کا عقد کسی عالی خاندان میں کسیوجہ سے
ہوجاتا ہو اسیطرح عالی خاندانونکی نسبت ارذال کے یہان تو کیا اس سے اصلی رذالت یا شرافت میں فرق آجائیگا
جب خود خلافت آپکی اصول دین سے خارج ہو تو ان باتونکو اصول دین سے کیا علاقہ۔ دین مذہب سے غرض تو نجات
اخروی ہے اور اسکی فکر چاہئے نہ ایسی جزئیات و لغویات کی۔ بہرحال جب نہ اس سے محبت ثابت ہوئی نہ ایمان

اونکا توانکو فائدہ کیا ہوا اور میرا نقصان کیا ہوا۔ جاہل عوام البتہ آپکے دہوکے مین آجائینگے۔ جنکی عزت مصنوعی ذرہ مین زائل ہوتی ہو۔ وہ ایسی ہی عزت سبکی سمجھتے ہین کہ ذرہ سی گالی سوجاتی رہتی ہو۔ تواریخ پر نظر ڈالئے سیر پر نظر فرمائیے۔ توسلاطین کیا ہین انبیا پر بقول آپکے تو واقعی گذری ہین کہ بناہ بخدا قصص الانبیا مین صاف لکہا ہو حضرت آدم کی زندگی مین اونکی بیٹی بیٹا نے زنا کیا توراۃ مین صاف موجود ہو جسکو علماء اہل سنت محرف لفظی نہین مانتے کہ حضرت یعقوبؑ کی بیٹی سے (عیاذاً باللہ) زبردستی زنا کیا گیا یہ عبارت توراۃ کی ہے،"اور دینہ لیاہ کی بیٹی جسے وہ یعقوب کیلیے جنی تھی اس ملک کی لڑکیون کے دیکہنے کو باہر گئی۔ تب اوس ملک کے امیر حوی حمور کے بیٹے سکم نے اوسے دیکہا اور اسے لیگیا اور اوسکو ساتھ ہمبستر ہوا اور اسے بیحرمت کیا اور اس کا جی یعقوب کی بیٹی دینہ سے لگا اور اسنے اس لڑکی کو پیار کیا اور اوسکو دلاسا دیا اور سکم نے اپنے باپ حمور سے کہا کہ یہ لڑکی میری جورو کیواسطے لے او یعقوب نے سنا کہ اسنے دینہ میری بیٹی کو بیحرمت کیا الی آخرہ صفحہ ۳۴

حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیونکو کفار کے روبرو پیش کیا جسکا قصہ قرآن مین موجود ہو۔ دور کیون جایئے مدینہ مین صحابہ پر یہ وقت گذرا ہو کہ ۶۳ سنہ ہجری مین ہزارون صحابہ کی کنواری لڑکیونکے ساتھ زبردستی فوج یزید نے زنا کیا جس سے ہزار ولدالزنا پیدا ہوئے یزید نے عائشہ کو اپنی پلنگ پر طلب کیا۔ عبدالملک خلیفہ نے سعید بن مسیب فقیہ اہلسنت کی اس پر بہتر بہر کی کہ اپنی بیٹی میرے بیٹے ولید سے کیون نہین بیاہتا۔

غرض کہانتک واقعات عالم قبل اسلام وبعد اسلام کے بیان کرون جو بڑا انبہا ہین صدہا خلفا و علما و سلاطین و وزرا اہل سنت کی ہی بیان کفار کے قبضہ مین آئی ہین اور اسکے برعکس بھی ہزارون واقعات ہوئے ہین پس جب ایسے ایسے امور عظیمہ انبیا اور سلاطین وخلفا و اولیاء اللہ کے ساتھ پیش آچکے ہین اور اونکی عزت خدا دادمین کوئی فرق نہ آیا نہ اون سلاطین وخلفائے اون لوگونکو قتل کیا نہ خودکشی کی توکسیکو جناب امیر کے اس مجبوری پر کہ خلاف مرضی مجبور ہوکر خلیفہ دوم سے عقد کر دیا کیونکر تعجب آسکتا ہو حالانکہ اس عقد کو ان واقعات مذکورۂ بالا سے کوئی نسبت نہین نہ خود یہ عقد وضعی کچہ ایسا خلاف شان کا ہو جو قابل اعتراض ہوسکے بشرط تسلیم کیونکہ خواستگار نسلاً کیسا ہی ہو مگر قریش نے اپنی سوسائٹی مین لے لیا ہو اور ہمسری کا درجہ اوسکو دیدیا ہو شادی بیاہ اوس سے مروج ہو رہے کہ خود رسول اللہ نے کسی مصلحت سے خواوسکی بیٹی سے عقد کرلیا ہو اور داخل حرم سرا فرمایا۔ گو حقیقۃً منافق ہو مگر بظاہر اسلام مین ایسا مسلمان ہو کہ نادان مسلمانون نے اوسکو دینی دنیوی پیشوا مانا ہو۔ طریقہ خواستگاری بھی وہ ہو جو اشراف عرب مین بلکہ خواص خاندان معزز

عبارت توراة

مین موجود ہی گو باطناً اوسکا ظلم و تشدد اس درخواست کے قبول کرنے پر مجبور کرے مگر بظاہر آرزومندت سے
پیش آتا ہی و الحاح زاری کرتا ہو پس اگر ایسے شخص سے بفرض محال عقد کر دیا جائے تو عزت پر کیا حرف
آتا ہی جو لڑنے جان دینے پر تیار ہو جائین جب انبیاء و سلاطین و صحابہ اون اضیع واقعے مین ان امور کے مرتکب
نہوئے تو جناب امیر ایسے امر پر جسمین کسی قاعدہ سے شناعت نہو کیونکر ان امور پر آمادہ ہوستے
بہرحال ہماری محققانہ تقریر اس بنیاد پر نہین ہی کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہو محال ہی یا ایسکے ہونے سے ہمارے عقیدہ
یا کسی اصول مین یا فروع مین خرابی پڑتی ہو چنانچہ جن علما نے تسلیم کیا ہو اونکا یہی منشا تھا۔ بلکہ ہماری غرض
صرف تحقیق واقعہ سے متعلق ہی کہ درحقیقت یہ واقعہ ہوا یا نہین عام اس سے کہ مضر شیعہ ہو یا نہو۔ مفید اہل سنت
ہو یا نہو جسکو بحمدہ تعالیٰ مینے بخوبی ثابت کر دیا کہ ہرگز اس واقعہ کی کچھ اصلیت نہین ہی یا علما اہل سنت کو اشتباہ
ہوا ہی کہ چار آدمیونکے مختلف واقعات کو ایک ہمنام کی سر تھوپا ہی یا دیدہ و دانستہ ایسی جعلی روایتین
بنائین جس سے اہل بیت رسالت کی اور خلیفہ کی دونون کی توہین ہو کہ شیعے بسبب توہین خلیفہ قبول کرین اور
اہل سنت بسبب توہین اہل بیت طاہرین جسمین اونکو بہت کچھ کامیابی ہوئی۔ اگر وہی دھیمی پالسی علما اہل سنت کی
اس زمانہ کے علما برتے جاتے تو شاید آجتک یہ قصہ اسی دھوندھلی حالت مین رہتا۔ مگر اپنی حماقت سے اہل سنت
نے اسپر ایسا زور دینا شروع کیا کہ بس اسی پر دار و مدار حقیت اہل سنت ہی جسکا اثر یہ ہوا کہ سرآمد محققین اعلام
مولانا الحکیم علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ نے جلد ہفتم ذو الفقار حیدری مین اسکی وہ تحقیقات کی کہ قیامت تک
اوسکا جواب اہل سنت سے محال ہی کہ خلاصہ اوسکا کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ہے چار برس سے تمام عالم کو کنز ہدایت
سے فیضیاب کر رہا ہے **فقد لو اجاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا**
اس تقریر متین کے بعد ضرورت کسی دوسرے بیان کی نہ تھی مگر بعض بعض گل بوٹے مامون صاحب کے
باغ مین بخیال اونکی شان باقی ہین لہذا اوسکے متعلق بھی مختصراً عرض کرتا ہون۔

قول موثوق صنہ اس عبارت ازالۃ الغین سے تصدیق عبارت قاضی صاحب و صاحب کافی کلینی
و شیخ مفید وغیرہ کی ہوتی ہی اور وصیت نامہ کو جو قریب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جبرئیل
امین ساتھ فرشتگان رب العالمین رسول مقبول کو لائے تھے حیات القلوب ملا باقر مجلسی کی موجود ہے
بسبب طوالت کے نہین لکھتا مختصر بعد عہد و پیمان حضرت امیر و سیدہ و امامین علیہم الصلوۃ والسلام کو
بوصایت لکھتے ہین کہ شنیدم یعنی جناب امیر نے از جبرئیل کہ میگفت یا رسول خدا کہ یا محمد اعلام کن او را کہ ہتک

حرمت تو خواہند کرد۔ بعد تھوڑے فاصلہ کے فرماتے ہیں پس حضرت امیر المومنین فرمود کہ چون این کلمہ اشنیدم از حضرت جبرئیل امین بیہوش شدم و بر زمین افتادم و گفتم کہ قبول کردم و راضی شدم ہر چہ ہتک حرمت من کنند۔ بعد اسکے حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کی زبان سے ملا صاحب لکھتے ہیں حضرت فرمود کہ واللہ جمیع انچہ کردند کہ دران نوشتہ بود۔

دفع الوثوق آپکے انداز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وصیت نامہ رسول کے منکر ہیں مدارج النبوۃ جلد دوم میں ملاحظہ ہو یہ آخری جملہ ہے اوس وصیت کا "کہ اے علی جب دیکھو کہ لوگوں نے دنیا کو اختیار کیا تو چاہئے کہ تم آخرت کو اختیار کرو۔ ص۱۲۲ تشفی

آپ غور فرمائے خلفا کا دنیا اختیار کرنا اور جناب امیرؑ کا آخرت اختیار کرنا ایسا حاوی فقرہ ہے کہ اوسمیں غصب فدک خلافت وجملہ جور و ستم حتے کہ قتل امام حسین بھی داخل ہو آئندہ کیا آپکے بزرگ حیدر علی نے لفظ ہتک عزت وحرمت سو صرف اس عقد کو داخل وصیت سمجھا ہے۔ یہ سمجھ کی خوبی ہے کہ اسیری اہل بیت اطہار و دیگر مصائب بے شمار تو داخل ہتک حرمت نہوں اور صرف یہی عقد داخل ہتک حرمت ہو۔ خدا عقل دو اور کیا کہوں جناب من۔ آپکے علما کے فتواؤں سے ایسے غیر ممکن الوقوع عقد کا تذکرہ بھی ہتک حرمت ہے چہ جائے وقوع کیونکہ ایذاء اہل بیت رسول حرام ہے خواہ اس عقد کے ذریعہ سے ہو یا اسکے تذکرہ کے ذریعے باقی فضول گوئی کا جواب بے سود ہے

قول موثوق ص۴۔ آپ ایک ہی حدیث غصب پر مضطرب ہو گئے بے مبالغہ عرض کرتا ہوں صدہا اور ہزار ہا روایتیں اور حدیثیں اس سے زیادہ اشنع و افظع کتب حضرات شیعہ میں موجود ہیں ۵
نالے دو چار سناؤں تمھیں کسے ایسے ؛ نہ سنے ہوں کبھی تمنے لب ز سے ایسے

دو ایک روایت بطور نمونہ کے عرض کرتا ہوں معاذ اللہ حضرت عباس عم خیر الناس صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کے حق میں عدم طیب ولادت کی روایت بزبان امام معاذ اللہ عن جنابہ ملا مجلسی حیات القلوب میں فرماتے ہیں کہ ابو جعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادق کہ نفیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابوطالب وعبد اللہ ابنا عبد المطلب بود و عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباس از آن بہم رسید زبیر با عبد المطلب دعوی کرد و بر غاش برآمد کہ این کنیز از مادر بما میراث رسیدہ ہست تو بے رخصت او با او مقاربت کردی و این فرزند کہ بہم رسید یعنی عباس بندہ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را بشفاعت نزد و فرستاد

که تا آنکه زبیر راضی شد که دست از عباس بر دارد. بشرطیکه نامه نوشته شود که عباس و فرزندانش در مجلسے
که ما و فرزندان ما نشسته باشند نشنید و در ہیچ امرے با ما شریک نشود و حصه نبرد پس باین مضمون نامه نوشته
شد و اکابر قریش مهر کردند و این نامه نزد آئمه علیہم السّلام بود باقی روایات گلوبندی و آتش زدگی و در افگنی
و کلد کوبی و محسن کشی کی آپکی کتب معتبرہ مذہبی مین ایسے مشہور اور معروف ہین کہ خود جناب نے بھی بعض کا
اعتراف کیا ہے۔ کیا غصب کی روایت سے یہ روایتین آپکے نزدیک درجہ اور رتبہ مین کم ہین۔ کیا ان غلط اور بے اصل
روایتون سے ہتک حرمت خاندان رسول کی آپکے نزدیک نہین ہوتی ہے زیادہ کہانتک عرض کرون کہ
ادب مانع ہے ورنہ بقول مرزا غالب مرحوم ؎ پر ہوں مین شکوے سے یون راگ سے جیسے باجا۔ اک ذرا چھیڑئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے
دفع الوثوق۔ دو ایک کہنا تو محض غلط ہے یہ وہی حیدر علی والی ہنڈیا ہے جسے آیات بینات والے نے نوش کیا اب
فضلا اسکا آپکا حصہ ہے افسوس ہے کہ جب خود ملا مجلسی علیہ الرحمہ اس روایت کی تضعیف و غرابت فرماتے ہین
تو اوس سے استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ بالفرض اس روایت سے صرف یہ ثابت ہوا کہ حضرت عبد المطلب نے
اپنی زوجہ کی لونڈی پر بلا اجازت کل ورثہ تصرف کیا۔ ممکن ہے کہ شریعت سابقہ مین یہ جاری ہو یا بحق تولیت
یا بخیال اذن فحوائی متصرف ہوئے ہون جس سے صحت ولادت مین کوئی کلام نہین ہو سکتا اب اپنی بہا اُنکی سوانح
پر غور فرمائیے جسکی فحش اسکا نمایان ہے چنانچہ علامہ ابن خلکان جلد اول وفیات الاعیان مین رقمطراز ہین
والقرّیة بکسر القاف وتشدید الراء وتشدید الیاء المثناة من تحتها وبعدها
هاء وهی ام جشم بن مالك بن عمرو وکان عمرو المذکور قد تزوجها فلما مات تزوجها
ابنه مالك فاولدها جشم بن مالك المذکور والقرّیة فی اللغة الحوصلة وبها
سمیت المرءة قال اهل العلم بالانساب لما تزوج مالك بن عمرو المذکور القریة
اسمها جماعة کما تقدم فی اول الترجمة اولدها جشم جد ایوب بن القریة المذکور
وکلیبا وهو جد العباس بن عبد المطلب عم رسول الله من جهة امه فان
امه نتیلة بضم النون وقیل نتلة بفتحها بنت خباب بن کلیب بن مالك المذکور
فالعباس من اولاد القریة بهذا الاعتبار صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر یعنی قریہ ماں تھی
جشم بن مالک بن عمرو کی اس عمرو نے قریہ سے عقد کیا جس سے جشم بن مالک پیدا ہوا اور کلیب جو جد مادری ہے
حضرت عباس بن عبد المطلب کا کیونکہ مادر عباس نتیلہ یا نتلہ بیٹی جناب کی بیٹی جناب بیٹے کلیب کی پس عباس

اولادِ قریبہ سے شُہرہ ہو اس اعتبار سے۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ روایت شیعہ میں زیادہ تفضیح ہے جسمین علت کی بہت بیہودہ تر ہین
ہین یا اس روایت مین اہل سنت کی جسکا کوئی علاج نہین۔

مامونصاحب لمّا یہ تو حضرت عباس ہین جنکی تفضیح ہمسری خلیفہ دوم آپکے یہان یون کیگئی۔ اپنی اون
روایات پر غور فرمایئے جسمین قدح نسب جناب سالتمآب مذکور ہے کہ خلیفۂ دوم والا نقشہ ہو بہو یہان بھی کھینچا
گیا ہے جسکے سننے یا دیکھنے کی کسی مسلمان کو تاب نہین نہ مین اوسکا زیادہ تذکرہ کرونگا مگر اتنا سن لیجئے کہ علّامہ
محمد بن فضل اللہ محبی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ ملّا علی قاری نے ایک رسالہ
اسا ت ادب والدین رسول اللہ کے بارہ مین تصنیف کیا اگر یہ تصنیف نہوتی تو اوسکے تالیفات و تصنیفات
سے دنیا مملو ہوتی۔ دیکھو کنز مکتوم صفحہ ۱۲۵ مجملاً جو علما آپکے لکھتے تھے وہ تو لکھتے ہی تھے اب یہ نوبت
آگئی کہ مخصوص رسائل بھی اسمادہ مین تصنیف ہونے لگے؟

یہ امر متعلق نسب تھا اور اطلاق کفر آبا کرام سرورانام پر تو آجتک آپکے یہان یقیناً اعتقاد مین داخل ہے
جسپر ابن حجر کو بہت غصہ آیا ہے چنانچہ بعد تحقیقات بسیار درباره ایمان آباء کرام انبیاء عظام فرماتے ہین
کہ آزر پدر نہ تھے بلکہ چچا تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے قرآن مین آزر پر باپ کا اطلاق
ہوا بقاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا قائل ہونا ضرور ہے اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کو جو قایل ہوئے
کہ حقیقۃً آزر باپ تھے (حضرت ابراہیم کے) نہ چچا بس اونھون نے ظاہر آیہ مراد لیا اور تحقیقات پوری نکی
اسمین مسابلہ اور سستی کی انتہی اور شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین و متاخرین اثبات
کردہ اند کہ آبا و اجداد آنحضرت پاک و مصفّا بود ہ از دنس شرک و کفر کنز مکتوم صفحہ ۱۶۵

بہرکیف جب آپکے علمانے ایسے امور مین بھی تحقیقات کی ہے جو داخل اصول دین ہے تو علمائے شیعہ کی تحقیقات
اینقدر پر کہ اونھون نے اس روایت کی قلعی کھولدی ضعیف و غیر معتبر بنایا کس منہ سے منہ آتے ہین حالانکہ حضرت
عباس نہ رسول ہین نہ امام ہین نہ خلیفہ بقیہ تقریر کا جواب فضول ہے کیونکہ روایات گلو بندی و آتش زدگی
و در انگنی و لکد کوبی و محسن کشی وغیرہ وغیرہ روایات اہل سنت سے اسطرح ثابت ہین کہ کسیکے چھپائے
نہین چھپتیان نہ اون روایتونکا احصا اس مختصر مین ہو سکتا ہے تشیید المطاعن جسمین چھپ چکی ہے ملاحظہ فرمایئے

قول موثوق صفحہ ۲ باقی جواب مواعظ حسنیہ کا جو جناب کے نزدیک بہت شگرف اور متین ہے میرا عرض یہ ہے
کہ جو سابق عرض کر چکا ہون ایسا نہین کہ جناب اوسکو دفع کرین ہر ملحد او زندیق اس قسم کا جواب بہ نسبت

اپنے اکابر کے دیکھ سکتا ہے اپنے گھر مین ایک شخص کا نام سلطان ہفت اقلیم اور نواب ہفت کشور رکھ سکتا ہے اس کہنے
سے کیا ہوتا ہے جبتک بقبول خلائق نہو وہ قابل اعتبار نہین ہو سکتا جب بقول مجتہد صاحب جناب امیر
کے سب اقوال و افعال نص الٰہی تھے اور ہر دم آپکو ہر بات کا اختیار رہتا تو کیون نہین وقت احراق بیت
فاطمی یا گلبندی یا محسن کشی کی ایک معجزہ مثل جنیہ نجران کے ظاہر کیا کہ یہ سب صدمات اُسیر ہوتے
یا یہ سبب تھا کہ حضرت سیدہ بیٹی رسول کی تھین اور حضرت ام کلثوم بیٹی اپنی بقول کسی شاعر کے ع
رشتہ دیگر رگ جگر دگر ہست۔ لایق اس مقام کے ایک مقولہ مولوی حیدر علی صاحب کا یاد آیا عرض کرتا ہون
اگر این قطب امامیہ در سانحہ سقط شدن محسن وزدن تازیانہ بر جناب سیدہ معاذ اللہ نیز این قسم حکایات
را از ابنان خویش یا قدمای خود بر می آورد و میگفت کہ ہرگز جناب سیدہ لگدکوب نشدہ بودند و این صدمہا
بران جنیہ رسیدہ و این ہمہ اعجاز مرتضوی بود کہ یکی از جنیہ بصورت فاطمی متمثل گردید و ہر گزندے کہ رسید باو رسید
و در روز سوختن خانہ ہم طلسمے از خم غدیر بر آوردہ بودند کہ در نگاہ ناظرین حرق بیت نمودار می شد و در نفس الامر
آسیبے نرسید طوق ولایت و اعتقاد قطبیت راوندی را بگردن خود می انداختم و بیقین میدانستم کہ این شخص
از زمرہ حضرات رفضہ بولای اہل بیت مصطفوی مستثنی است کہ این غوائل و الواث را بسوی اہل بیت و سلالہ
ایشان یعنی جناب امیر کہ باصول شیعہ نہ عصمت آن جناب باقی میماند و نہ عدالت بلکہ حرفے در دین و ایمان
میرود باز نمیگر داند و این حضرات را ازین امور ناشایستہ پاک و پاکیزہ اعتقاد می نماید پس نقصانے
کہ در ولایت و قطبیت این قطب الاقطاب ہست ہمین ہست کہ دُم ندارد چنانچہ گفتہ اند کہ چون زن رام معبود
ہندو آنرا یکی از عشاق ربود و قوم او بدیدنش آمدند و فریفتہ جمال او شدند صاحبدلی گفت کہ در حسن و
جمالش سخنی نیست مگر افسوس کہ دُم ندارد اگر بالفرض بقول مجتہد صاحب آپکو مانا بھی جاے کہ ہر فعلیکہ از معصوم
صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ باید دانست۔ تو سنیون بیچارون نے کیا قصور کیا ہے جو اپنے خلفاء راشدین
کے فعل کو منصوص من اللہ اور ناشی از حق سبحانہ تعالی نہ سمجھین کہ جنکی شان مین خطاب مستطاب یون وارد ہے
اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم پس بقول حضرات شیعہ رسن بندی و محسن کشی و در افگنی و غصب
خلافت وغیرہ یہ سب ناشی از حق سبحانہ تعالی باید دانست باقی رہا مفہوم معصوم وہ آپکی کتابون سے
مفقود ہے کما لا یخفی علی من تتبع اسفار طائفتکم کیونکہ جو باتین ہمارے یہ بزرگ جسقدر ذلیل و ناشائستہ
باتین اپنی کتابون مین لکھتے ہین اور منسوب طرف آئمہ معصومین کی کرتے ہین وہ سب باتین منصوص الٰہی

ہوجاتی ہین بالفرض ہینے مانا کہ وہ باتین منصوص الہی ہی ہین وہ سب آپکے واسطے منصوص ہونگی یا دوسرے
لوگون کیواسطے علاوہ اسکے خلاف شرط وصیت نامہ کے ہوتا ہے اسمین تو یہ شرط مندرج ہے کہ ہتک حرمت تیری
کرین کرنے دنیا اور دم نہ مارنا بلکہ رسول مقبول نے اس بارہ مین وعدہ واثق جناب امیر سے لیا تھا تک
کہ فرشتونکو گواہ گردانا اب فرمائیے کہ جبتک نہ سمجھے مین تو ہتک حرمت موعودہ موثوقہ نہ ہوئی پس یہ فعل خلاف
حکم خدا اور رسول واقع ہوا ؎ آزاد از سواد سخن سرسری مرو ✦ صد بار اگر نظر زدہ بارکن نگاہ۔

دفع الوثوق سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینست۔ واقعی آپکی سمجھ سے یہ بات باہر ہے جو ایسے امور مین تفرقہ
کر سکین۔ کیونکہ آپ نہ قول خدا کیلئے کوئی مصلحت قرار دیتے ہین۔ نہ کسی حکمت کو مانتے ہین۔ نہ رسول و آئمہ کی مصالح
کا آپکو اعتقاد ہے پھر کیونکر اسکو سمجھئے۔ اہل بیت اطہار کے سوا دنیا بھر کے فاسق سے فاسق کی کرامت
کسیکے سامنے بیان ہو۔ سب پر آمنا و صدقنا فرمائیگا۔ ادھر اہل بیت کا نام آیا کہ کان کھڑے ہوئے۔
ہان یہ کیونکر ممکن ہے وہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ جو روایت مولوی کرار علیصاحب مرحوم نے نقل کی ہے اسمین صرف
اسیقدر ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو اسکا قائل ہے وہ گمراہ ہے کیا جناب امیر اسپر قادر نہ تھے
کہ حائل ہوجاتے درمیان خلیفہ اور دختر اپنی کے پس بچا لیتے ام کلثوم کو اسی جملہ پر آپکا یہ زور شور ہے
اصل عبارت کتاب الخرائج والجرائح کی یہ ہے عن ابی بصیر عن جذعان بن نصر قال
حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن ابی مسعدة قال حدثنا محمد بن اسمعیل عن
ابی عبد اللہ الزیبنی عن عمر بن اذینة قال قیل لابی عبد اللہ ان الناس
یحتجون علینا ویقولون ان امیر المومنین زوج فلانا ابنتہ ام کلثوم وکان
متکئا فجلس وقال یقولون ذالک ان قوما یزعمون ذلک لا یہتدون الی
سواء السبیل سبحان اللہ ماکان امیر المومنین یقدر ان یحول بینہ وبینہا
فتنقذ [illegible] او لم یکن ما قالوا ان فلانا خطب الی علی بنتہ ام کلثوم فابی
علی فقال للعباس واللہ لان لم یزوجنی لانتزعن منک السقایة وزمزم
فاتی العباس [illegible] فابی علیہ فالح العباس فلما رای امیر المومنین مشقة
کلام الرجل علی العباس وانہ سیفعل بالسقایة ما قال ارسل امیر المومنین
الی جنیة [illegible] ان یہودیة یقال لہا سحیفہ بنت جریریة فامرہا

بطلان روایت پنجم

فتمثلت بمثال ام کلثوم و بعث بها الی الرجل فلم یزل عنده حتی انه استراب بها یوما فقال ما فی الارض اهل بیت اسحر من بنی هاشم ثم اراد ان یظهر ذلك للناس فقتل وحوت المیراث وانصرفت الی نجران واظهر امیر المومنین علیه السلام ام کلثوم - ترجمہ ایک شخص نے عرض کی خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام مین کہ اکثر لوگ ہمپر اعتراض کرتے ہین کہ جناب امیرؑ نے فلان شخص سے اپنی لڑکی ام کلثوم کا عقد کر دیا اوسوقت حضرت امام تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ سنکر اوٹھہ بیٹھے اور فرمایا جو ایسا گمان کرتا ہے وہ گمراہ ہے راہ حق کی ہدایت نہین پاتا سبحان اللہ کیا حضرت امیر قادر نہ تھے اسپر کہ مانع ہوتے اس عقد سے اور بچا لیتے اپنی دختر کو - دروغگو ہین وہ لوگ جو اسکے مدعی ہین اور ہرگز وہ امر واقع نہوا جو کہتے ہین کہ فلان نے خواستگاری کی حضرت ام کلثوم بنت علی کی تو انکار کیا جناب امیر نے - اوسنے کہا عباس سے کہ اگر علی نے عقد نکیا اپنی دختر کا تو منصب سقایہ حاج و زمزم کو تمسے منتزع کر لینگے - حضرت عباس نے جناب امیر سے اس بادہ مین گفتگو کی جناب امیر نے انکار کیا عباس ذی الحاج کیا جب جناب امیر نے دیکھا کہ کلام اوسکا بہت شاق ہے عباس پر اور وہ ضرور یہ منصب منتزع کر لیگا تو ایک جنیہ یہودیہ کو اہل نجران سے بلوایا جسکا نام سحیفہ بنت حریریہ تھا وہ بشکل حضرت ام کلثوم متشکل ہوئی اور بھیجدیگئی اور چھپا دیگئین ام کلثوم نظرون سے - وہ جنیہ ایک مدت تک اوس شخص کے پاس رہی یہانتک کہ ایکروز اوسکو شک گذرا اور کہا کہ دنیا مین بنی ہاشم سے بڑھکر کوئی ساحر نہین ہے وہ چاہتا تھا کہ اس راز کو ظاہر کرے کہ قتل ہوا - وہ عورت میراث اپنی لیکر نجران چلی گئی بعد اوسکے ظاہر کیا علی علیہ السلام نے ام کلثوم کو لیتھے - یہی اصل روایت ہے جسکو مین نے کتاب خرائج الجرائح سے نقل کیا اب اسکی حالت ملاحظہ فرمائیے جسکو مین تین بحثونمین عرض کرتا ہون کیونکہ اہل سنت کا اعتراض تو اسپر مدتون سے چلا آتا ہے مگر علمائے اعلام شیعہ نے ادھر زیادہ توجہ نکی الا جناب لسان المتکلمین مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ دامت برکاتہ نے جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین اسکی وہ تحقیقات واقعی فرمائی ہے کہ جسکے بعد پھر کسی مخالف و موالف کو جائے دم زدن نرہی اوسی کتاب سے خلاصہ کرکے مین یہان عرض کرتا ہون -

بحث اول جواب تحقیقی یہ ہے کہ اولاً یہ کتاب معجزات آئمہ کے بارے مین ہے جسمین صحت کا التزام نہین ضعاف بھی داخل ہین مصنف اسکے شیخ اجل قطب الدین راوندی ابوالحسین سعید بن ہبۃ اللہ بن المتوفی ۵۷۳ھ

درمیان انکے اور راوی اول ابو بصیر کے سلسلہ ساقط ہی جس سے نہین معلوم ہو سکتا کہ واسطہ اس روایت کے کیسے راوی ہین۔ نہ جناب شیخ ذاوس کتاب کا حوالہ دیا ہی جس سے یہ روایت نقل کی کہ اوسکی حالت کتب رجال مین دیکھی جاے کیونکہ فریقین کی روایت کی جانچ کا دار و مدار رجال پر ہی کہ راویون کے اعتماد سے اوس روایت کی صحت معلوم ہوتی ہی ثانیاً راوی اول۔ ابو بصیر نام مشترک ہے پانچ یا چار یا تین آدمیون مین جنمین تنقیح بھی ہین ممدوح بھی اسوجہ سے علماء نے حکم عام دیا ہی کہ جس روایت کے سلسلہ مین ابو بصیر ہون وہ روایت ضعیف ہے قابل اعتماد نہین عبد اللہ مکنی بہ ابو بصیر ممدوح نہین لیث بختری مکنی بہ ابو بصیر کے بارے مین اختلاف ہی چند روایتین مذمت مین وارد ہین۔ شمار انکا اصحاب امام جعفر صادق مین ہی یحیی بن ابو القاسم خدا ازدی واقفی بھی اسی کنیۃ ابو بصیر سے مکنی تھی اسدی کی وفات ۱۵۰ھ مین ہی مقدوح و ممدوح انمین غیر ممیز ہین توضیح المقال صـ۳۳ منتہے المقال صـ۷ ثالثاً باقی رہی جذعان بن نصر محمد بن مسعدہ محمد بن حمویہ بن اسمعیل آبی عبد اللہ الزینبی کا پتہ کتب رجال مین باوصف تفحص و تلاش نہین ملتا جو واسطہ ہین درمیان ابو بصیر و عمر بن اذینہ کے جسکے لئے منتہے المقال امل الامل توضیح المقال کی زیارت کرنی پڑی۔ عمر بن اذینہ راوی ثقہ مین صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام اونکے رواہ یہ لوگ ہین۔ ابن ابی عمیر صفوان حسن حنزیہ احمد بن میثم احمد بن محمد بن عیسے عثمان بن عیسے اسمعیل بن مرار حماد بن عیسے جس سے معلوم ہوا کہ ابی عبد اللہ زینبی اس سلسلہ رواۃ مین نہین ہین رابعاً جبکہ ابو بصیر و عمر بن اذینہ جو دونو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے متحد یا متقارب الزمان تھے تو اتنے وسائط سے روایت کرنا محض خلاف عقل ہی واسطے بھی کیسے جو سب مجہول الحال ہین کہ ایک کا نام بھی کتب رجال مین نہ ملے۔ پس ایسی روایت بے سر و پا سے کہ جسکا نہ ابتدائی سلسلہ درست ہی کیونکہ مصنف خرایج و ابو بصیر مین کوئی واسطہ نہین ہی نہ انتہائی۔ کیونکر کوئی عاقل متدین منصف استدلال کر سکتا ہی اور محققانہ رای والونکو کیا نفع پہونچ سکتا ہی خصوصاً جبکہ تمامی علماے امامیہ کا عام حکم ہو کہ تحقیق واقعہ مین نہایت درجہ غور و فکر لازم ہی اور بغیر تحقیق واقعی حکم نہ لگانا چاہیئے تو یہ روایت کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہے۔

دوسری بحث معنی و مطلب روایت مین ہی جسمین خود اہل سنت کو مغلطہ ہوا یا عمداً دھوکھا دینا چاہتے ہین کیونکہ روایت مذکورہ باوصف اختلال سند و عدم صحت کسیطرح مفید اہل سنت نہین ہی نہ اصل واقعہ پر

کوئی اعتراض کرسکتا ہے۔ اسلئے کہ اگر اسمین کلام معصومؑ ہے تو صرف اسیقدر کہ، جو قائل ہے وقوع عقد وہ گمراہی
ھدایت سواء السبیل سے محروم ہے جسپر شیعہ و سنی دونوں کا بیان لانالانم ہے۔ بعد اسکے جو مضمون متعلق واقعہ
اوسمین دو احتمال ہے۔ ایک یہ کہ جملہ ان فلانا سے جملہ مستانفہ شروع ہے۔ تب تو یہ مطلب ہوگا کہ اصل
واقعہ یہ ہے اور دوسرا احتمال جو قوی ہے وہ یہ ہے کہ یہ جملہ تحت نفی لم یکن ما قالوا مین داخل ہے کہ جو اسکو
قائل ہین کہ اسطرح عقد ہوا وہ بے اصل ہے۔ تو اب یہ مقولہ اہل سنت ٹھہرا جسکی تکذیب امامؑ فرماتے ہین کہ نہین
ہوا وہ جو کہا ہے اون لوگون نے کہ عمر نے خواستگاری کی الخ کیونکہ اگر یہ بیان امام ہوتا کہ اسطرح ہوا تو امامؑ
اسقدر فرماتے والاصل فی ذلک ان الخ یا اور کوئی لفظ جو اس مطلب کو واضح کرتا۔ چنانچہ موید اس
احتمال کا یہ امر بھی ہے کہ اس قسم کی حکایات و روایات اہل سنت ہی کے یہان زیادہ مانی گئی ہین چنانچہ مسند
امام احمد بن حنبل مین ہے عن عبد اللہ بن جعفر انہ زوج ابنتہ من الحجاج بن یوسف
فقال لھا اذا دخل بک فقولی لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش
العظیم والحمد للہ رب العالمین وزعم ان رسول اللہ کان اذا حزنہ امر قال ھذا
قال حماد فظننت انہ قال فلم یصل الیھا ص۲۰۶ جلد اول ترجمہ عبد اللہ بن جعفر سے
روایت ہے کہ اونھون نے عقد کردیا اپنی بیٹی کا حجاج بن یوسف سے تو کہا اپنی بیٹی سے کہ جب داخل ہو حجاج تو یہ
دعا پڑھنا لا الہ الا اللہ الخ کیونکہ جب رسول اللہ کو کسی امر کا غم ہوتا تھا تو اسکو پڑھتے تھے حماد
راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ عبد اللہ نے یہ بھی بیان کیا پس نہ پہونچ سکا حجاج اوس لڑکی تک۔
جس سے معلوم ہوا کہ حسب روایت اہل سنت حجاج نے بھی مجبور کرکے عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی سے عقد
کیا مگر عبد اللہ نے اوس سے عزت بچانے کیلئے یہ دعا تعلیم کی اور وہ محفوظ رہین۔

یہ دونون روایتین ایک ہی سانچے کی ڈھلی معلوم ہوتی ہین فرق اسیقدر ہے کہ عبد اللہ بن جعفر نے بذریعہ
دعا و تعویذ جان بچائی۔ اور جناب امیرؑ نے جنیہ کو ہمشکل بنا کر کیونکہ حضرت خلیفہ رسول ہین اور یقینی حاکم
جن و انس۔ تو اب واضح طور پر معلوم ہوا کہ دوسرا احتمال قوی ہے کہ جناب امامؑ نے اس مقولہ اہل سنت کی تکذیب
فرمائی کہ ایسا نہین ہے جو وہ کہتے ہین۔

اور چونکہ کوئی دوسرا واقعہ مماثل اسکا شیعون کے یہان نہین پایا جاتا۔ نہ اور کسی کتاب حدیث مین یہ روایت
منقول ہوئی ہے۔ بخلاف اسکے اہل سنت کے یہان بہت سے واقعات اسطرح کے اعادناس کیلئے منقول ہین

ہین۔ تو اور بھی اس احتمال کو قوت ہوئی کہ حضرت لوگ کے اس مقولہ کی نفی فرماتی ہین کہ ایسا نہین ہے جو کہتے ہین کہ یون ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرات اہل سنت جن جن خلفا و حکام کی خوشگواری وصفائی و تسلط کو امور سلطنت مین زیادہ پاتے ہین اونکے لئے یہ بھی لازم سمجھتے ہین کہ خاندان رسالت کو بعد قتل و غارت ایسا ذلیل کرین کہ مجبور کر کے اونکی بیٹیون سے عقد بھی کرلین۔ اسیوجہ سے عمر عبد الملک حجاج مصعب بن زبیر کو ایک ہی ذیل مین شمار کیا کہ دو کو داماد علی قرار دیا اور حجاج کو عبد اللہ بن جعفر کا جو برادرزادہ امیر المومنین اور ابن عم رسول تھے حالانکہ صرف احمد بن حنبل ہی اس روایت مین منفرد ہین اور کوئی شریک نہین۔ بلکہ بتصریح عمدۃ الطالب فی نسب آل ابیطالب عبد اللہ بن جعفر کے صرف بیس بیٹے تھے از قبیل ذکور بیٹی کوئی تھی ہی نہین اور تاریخ کامل و اصابہ وغیرہ مین بھی کہین ان امور کا وجود نہین آسپر حیرت افزا یہ امر ہے کہ اگر خاندان رسالت مین کوئی کفو نہ تھا اور اہل سنت کو انکا بہ سے ایسا ارتباط تھا تو کیا بجز ان خلفا و حکام کے اولاد صحابہ مین یا علما و زہاد مین بھی کوئی ایسا نہ تھا جس سے یہ نسبت ہوتی یا ان خلفا و حکام کی بہن بیٹیان آنحضرت کے عقد مین آتین جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ محض خیالی خوشامد یا بخیال تشدد و ظلم ان لوگونکی یہ روایتین بنائی گئین۔ آپنے کنز مکتوم مین دیکھا ہوگا کہ ابن خلدون نے واقعہ عباسہ خواہر ہارون رشید و جعفر برمکی مین کیسا شور و غل مچایا ہے کہ ایک عجمی کا (گو وزیر اعظم ہی کیون نہو) خلیفہ وقت کی بہن سے کیونکر عقد ہوسکتا ہے۔ یہ کیون؟ صرف اسوجہ سے کہ ہارون رشید بادشاہ تھا عباسہ شاہزادی تھی خلیفہ کی بہن تھی پھر اوسکی حمایت کیونکر نہ کرین گو سراسر خلاف واقع خلاف اجماع مورخین ہو مگر اہل بیت رسول کے بارے مین یہ افترا پردازیان ہوتی ہین! افسوس!۔

ہان خوب یاد آیا یہی مسند امام احمد ہے جسمین وضعی روایت عقد حجاج کی مذکور ہے مگر کہین اس عقد حضرت ام کلثوم کا نام بھی اوسمین نہین۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو امام صاحب اسکی روایت سے کب چوکتے کیونکہ حدیث رسول بھی اسمین موجود ہے اور فضیلت خلیفہ و حقیت مذہب اہل سنت بھی کما ینبغی معمون جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ واقعہ عقد حجاج کے برابر بھی اسکا وزن نہین نہ کوئی اصلیت ہے۔

گو اہل سنت نے اس قسم کی موضوعات ایذا دہی خدا و رسول و توہین اہل بیت طاہرین کیلئے بنالئے ہین مگر جو حضرات مصداق لیذھب اللہ عنکم الرجس [اہل البیت] ویطہرکم تطہیرا ہین اونکا پیہ افترا اون سے

کیونکر تغیر ہو سکتی ہو کیا منداز و واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون انکے حق مین نہین فرمایا ہو؟
برعکس مقصود اہلِ سنت ان واقعات سے بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ حضرت عمر و عبد الملک و حجاج و مصعب
ایکسے ہی درجہ کے لوگ ہین جنمین کسی شیعہ کو بھی عذر نہوگا۔ بلکہ ایک گونہ یہ لوگ خلیفہ سے افضل ٹھہرینگے کیونکہ ان لوگونکے
عقد مین وہ اصرار و انکار نہین منقول ہو جو عقد حضرت عمر مین خود اہلِ سنت نقل کرتے ہین جس سے معلوم ہوا
کہ انکی رذالت و خباثت بقیہ حضرات سے بڑھی تھی۔ یا یون سمجھئے کہ جب عقد عمر بمجبوری یا کسیطرح گوارا
کر لیا گیا تو پھر دیگر حضرات مین کیا عذر ہو؟
اس افراط سے جو اہلِ سنت نے افترا پردازی شروع کی تو اوسکا یہ بھی لازمی نتیجہ ہو کہ اس عقد سے جو اثبات ایمان
و فضیلت و موافقت خلیفہ دوم یا اہلِ بیت اظہار کیا جاتا تھا۔ وہ غلط ٹھہری کیونکہ جب وہی شرف عبد الملک
و حجاج کو بھی ملا ہو (جنکو کوئی سنی ہمسر خلیفہ دوم نہین مانتا) تو صرف خلیفہ دوم کا ایمان و فضیلت
اس ذریعہ سے کیونکر ثابت ہو سکتا ہو فان العلۃ مشترکہ بینہم اب دو ہی صورت ہو یا وقوع عقد کو
مستلزم ثبوت ایمان نہ جانین یا سبھونکو ایک درجہ کا مومن عادل قبول فرمائین عز زہر طرف کہ شود کشتہ شود ہلا
یہ سب تقریر بھی بر بنیاد فرض و تسلیم ہو ورنہ مین سابقاً بیان کر چکا ہون کہ واقعہ عبد الملک بتصریح علامہ ابن
اثیر غلط ہو اور واقعہ عقد حجاج بتصریح عمدۃ الطالب باطل اور واقعہ عقد مصعب بتصریح صاحب مشارق
الانوار لغو اور واقعہ عقد عمر بتصریح ذہبی و جوزجانی و سبط ابن جوزی موضوع ہو کما مر مرارا۔
بہر حال چونکہ اس قسم کے لغویات اہلِ سنت ہی کے یہان پائے جاتے ہین کہ بذریعہ دعا تعویذ بیٹی کی جان ایسی
خونخوار سے بچائی جاتی ہو تو کیا عجب ہو واقعہ موضوعہ عقد عمر مین بھی ان لوگون نے کوئی ہوتنی یا جبرئیل
ٹھہرائی ہو جس سے توہین اہلِ بیت بھی نکلے اور عقد عمر بھی ثابت ہو جسکی تکذیب مین امام علیہ السلام فرماتے
ہین نہین ہو وہ جو کہا ان لوگون نے کہ خطبہ کیا فلان نے تا آخر
تیسری بحث بعد قطع نظر کے ان امور سے یہ ہو کہ اگر روایت کو ہم تسلیم کر لین۔ تو یہ دیکھنا ہوگا کہ اس صورت
مین کیا قباحت لازم آتی ہو کتنے محالات پیدا ہوتے ہین جسکے لئے یہ تین امر تنقیح طلب ہین
(۱) آیا تمثل جنات بصورت انسان ممکن ہو کہ نہین؟ (۲) جنات محکوم ہو سکتے ہین؟ (۳) ایسے واقعات
اور کسیکی نسبت بھی قبول کئے گئے ہین۔
پہلا امر یون طے ہے کہ تمامی حکما و اسلام نے جنات کی یہی تعریف لکھی ہو کہ وہ اجسام ناریہ ہوائیہ ہین

جو چھوٹے بڑے ہو سکتے ہین اور ایک [illegible] سے دوسری صورت مین آ سکتے ہین۔ ہماری گفتگو یہان اون مسلمانون
سے ہی جو مطابق قرآن وحدیث وجود جنات کے قائل ہین۔ نہ اون نیچریون سے جو وجود جنات کو محال سمجھتے ہین۔
حالانکہ پیرو مرشد اونکے سر سید احمد خان بہادر صاف صاف فرماتے ہین۔ ہم اپنی تفسیر مین بیان کر چکے ہین
اور پھر بیان کرتے ہین کہ ہمارے پاس اس بات سے انکار کرنیکی کوئی دلیل نہین ہے کہ سوائے موجودات مرئی ومحسوس
کے کوئی ایسی مخلوق موجود نہو جو مرئی نہو رسالہ تفسیر الجن صفحہ ۳۶ باقی رہا دوسرا اثبات وہ بھی روایات
کثیرہ اہل سنت سے منقح ہے کہ علاوہ دیگر انبیا کے خود حضرت رسول سے جنات نے ملاقات کی ہے اور احکام مانے
ہین ایمان لائے ہین جسپر قران گواہ ہے چنانچہ امام ابن حزم محلی مین فرماتے ہین من ادعی الاجماع فقد
کذب علی الامہ فان اللہ تعالیٰ قد اعلمنا ان نفرا من الجن آمنوا وسمعوا القران
من النبی صلعم فہم صحابۃ فضلاء فمن این للمدعی اجماع اولئک اصحابہ صلعم
کہ جو شخص اجماع کا دعوی کرے اوسنے افترا کیا تمامی امت پر کیونکہ خدا نے ہمکو بتایا ہے کہ کچھ لوگون نے
جنات سے ایمان قبول کیا اور سنا قرآن کو نبی صلعم سے پس وہ جنات بزرگان صحابہ سے ہین تو اب کوئی مدعی
اسکا کیونکر دعوی کر سکتا ہے کہ ان سب نے اجماع کیا۔ پس جب جنات کا وجود ایسا یقینی ہے کہ بسبب اونکی شرکت
کے ہم نیکی کسی چیز مین اجماع کا دعوی کرنا باطل ہے تو پھر کس سنی کو اونکے وجود سے انکار ہو سکتا ہے گو ابن حجر کو
اس رای سے گونہ اختلاف ہے مگر وجود جنات تو یقینی ہے چنانچہ امام شعرانی صاحب الیواقیت الجواہر مین
فرماتے ہین المبحث الثالث والعشرون فی اثبات وجود الجن ووجوب الایمان
بہم وذالک لاجماع اہل السنۃ سلفا وخلفا علی اثباتہم مع نطق القران
وجمیع الکتب المنزلۃ بہم وہم من الخلق الناطق یاکلون ویتناکحون ویتناسلون
صفحہ ۱۲۳ یعنی بحث بیسوین اثبات جن مین ہے اور ایمان لانا انکے ساتھ واجب ہے کیونکہ اہلسنت نے از سلف
تا خلف اجماع کیا ہے اور قران اور جمیع کتب منزلہ اسپر گواہ ہین اور وہ خلق ناطق ہین کہ کھاتے ہین اور نکاح
کرتے ہین اور توالد وتناسل ہوتا ہے۔ یہان پر شعرانی نے تیئس سوال وجواب لکھے ہین جنمین تجالد مناکح
وغیرہ کا طریقہ بھی لکھا ہے منجملہ اسکے یہ بھی لکھتے ہین کہ شیخ ابو طاہر فرماتے ہین ضرور ہے کہ ہر قسم جنات سے
وقت تمامی خلقت جب چاہے ایک صورت اوسکی زائل ہو جاے اور دوسری شکل مین متشکل ہو جو اول صورت
سے مشابہ نہو بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ جنات کا متشکل ہونا باشکال مختلفہ ویسا ہے جیسا کہ ہم لوگ لباس کا مختلف

پہنچتے ہیں خود شعرانی کے پاس ہا ایک جن سگ کی شکل میں ستر بہتر سوال دربارہ توحید لیکر آیا تھا جسکو
فراش نے جانا کہ واقعی کتا ہے اوسنے مسجد کو دھلوایا اور شعرانی نے اون سوالونکا جواب لکھا اوسکا نام
کشف الحجاب والران عن وجہ اسئلۃ الجان رکھا۔ اور لواقح الانوار القدسیہ میں تو بہت سے واقعات
اپنے جنات کی ملاقات اور گفتگو وغیرہ کے لکھے ہیں۔ تو پھر نہ معلوم کوئی سنی کیونکر وجود جن کا منکر ہو سکتا ہے۔
ہان وہ جنات صحابہ جنکی عدم شرکت سے دعوی اجماع کسی مسئلہ پر باطل ہے اونکے اسامی گرامی بھی علامہ ابن حجر
عسقلانی نے اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں لکھے ہیں اور اونکو صحابی قرار دیا ہے ابیض جنی صـ ۱۲ حقب جنی صـ ۳
اور سن جنی صـ ۴۲ ارقم جنی صـ ۵ اسی ذیل میں یہ اسما لکھے ہیں سلیط و شاصر و خاصر و حسا و مسا (لسا)
و بجیم و ارقم و لورس و خاصر جلد ۱ اصابہ

پس جب وہ ایمان لاتے ہیں احکام خدا و رسول مانتے ہیں امام شعرانی سے مسائل دریافت کرتے ہیں تو واقعی
اولیاء اللہ کے احکام کے بجا آوری میں کیا عذر ہے چنانچہ صدہا واقعات اونکے قتل و قید کے جو جناب امیر
علیہ السلام کیطرف منسوب ہیں کتب اہل سنت میں بھری پڑی ہیں دیکھو شواہد النبوہ ملا جامی۔

باقی رہا تیسرا مرحلہ جس سے پہلے دونوں مرحلے بھی طے ہوں بس اسکے ثبوت میں چند واقعے جو اجداکتاب
مستطاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم سے نقل کرتا ہوں جس سے امید ہے کہ اہل سنت کی تسکین ہو جائے
اور واقعات جلد ہفتم پر منحصر ہیں۔

پہلا واقعہ محی الدین عربی امام اہل تصوف کا ہے جنکے سجادہ نشینی کا فخر ہمارے مخاطب کو حاصل ہے اسلیے ہم نے
اسکو مقدم کیا محی الدین عربی کا نام محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اندلسی ہے صاحب کتاب فصوص الحکم
وغیرہ المتوفی فی ۶۳۸ھ امام تقی الدین ناقل ہیں کہ محی الدین کے سامنے بمقام دمشق نکاح جنیہ کا تذکرہ
ہوا۔ تو محی الدین نے کہا محال ہے کیونکہ انسان جسم کثیف ہے اور جن روح لطیف۔ تو اب جسم کثیف کا تعلق
روح لطیف سے کیونکر ہو سکتا ہے کچھ دنون بعد دیکھا کہ محی الدین کے سر پر زخم کا نشان ہے سبب پوچھا تو کہا
کہ میں نے ایک جنیہ سے عقد کیا تھا اوس سے تین اولادین ہوئیں ایک روز ہمسے اور اوس سے کچھ قصہ ہوا جسپر اوسنے
ایک بڑی ہڈی ماری جس سے یہ زخم ہوا اسکے بعد وہ چلی گئی اوسکے بعد پھر نہیں دیکھا امام ذہبی کہتے ہیں کہ ابن رافع نے [illegible]
سے نقل کیا ہے یہ قصہ ہمکو دکھایا۔ میرے نزدیک محی الدین عمداً مرتکب کذب نہیں ہوا شاید کسی وقت اوسکو ایسا
خیال ہوا ہو میزان الاعتدال صـ ۴۴ افسوس کہ اولیاء اللہ ونکا حال نہیں معلوم ہو جو بعد خلفائے ثلثہ کے ہمکو وہ کیا ہو سکے۔

دوسرا واقعہ عالم حنفی کا ہی جنکی تقلید مخاطب کو ہی اور اب اس رسالہ کی تصنیف سے طبقہ علما میں داخل ہوا چاہتا ہی قاضی جلال الدین احمد بن قاضی حسام الدین رازی حنفی المتوفی ۷۴۵ھ ناقل ہین کہ ایک سفر میں مین اپنے والد کے ساتھ گیا تھا بارش کیوجہ سے مغاو مین سونا پڑا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کوئی جگا رہا ہی۔ بیدار ہوکر دیکھا کہ ایک عورت میانہ قد جسکے ایک آنکھ ہی طول مین کھڑی ہی۔ اوس عورت نے کہا خوف نہ کھا تم میری لڑکی سے عقد کرو گے جو حسن مین مثل ماہ شب چاردہ ہی مینے مارے خوف کے منظور کیا علی غیرۃ اللہ اس اثنا مین بہت سے مرد آئے جنکی صورت اوسی عورت کی سی تھی کہ سب کی آنکھ طول مین تھی۔ کوئی قاضی بنا کوئی گواہ بنا نکاح پڑھا کر چلے گئے بعد اوسکے وہی عورت ایک حسین لڑکی کو لائی جسکی آنکھ بھی ویسی ہی طولاً تھی چھوڑ کر میرے پاس چلی گئی جس سے میرے خوف اور وحشت زیادہ بھی ترقی کی ہم ڈھیلے مار مار اپنے ساتھیونکو اوٹھاتے ہین مگر کوئی نہ اوٹھا۔ یہانتک کہ کوچ کا وقت آیا سب نے کوچ کیا وہ لڑکی میرے ساتھ رہی مفارقت نہین کرتی تین روز یون گذر گئے چوتھے روز پھر وہی پہلی عورت آئی اور کہا معلوم ہوتا ہی تجھے یہ پسند نہین مفارقت چاہتا ہی۔ مینے کہا ہان اوسنے کہا اچھا طلاق دیدے مینے طلاق دیدیا وہ چلی گئی جسکو بعد پھر نہ دیکھا اس قصے کو قاضی بدر الدین حنفی نے آکام المرجان مین لکھا ہی اور ابن حجر نے افادہ کیا ہی اور قاضی شہاب الدین نے خود جلال الدین سے سنا یہ پوچھا کہ ہم بستری بھی ہوئی کہا نہین۔ دیکھو فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ مولوی عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ھ ہجری۔

تیسرا واقعہ نعیم بن سالم کا ہی جو روات اہل سنت سے ہی جس سے محمد بن مخلد رعینی اور احمد بن عیسٰی تستری۔ اور عبد الغنی بن رفاعہ وغیرہ وغیرہ روایت کرتے ہین۔ طحاوی یونس بن عبد الاعلی سے ناقل ہین کہ نعیم بن سالم مصر مین آئے ہمنے اونکو سنا کہ وہ کہتے تھے ہمنے ایک عورت جن سے نکاح کیا تھا پس نہ رجوع کیا طرف اوسکے میزان الاعتدال جلد دوم ص ۲۶۱

چوتھا واقعہ یہ تین واقعے تو خلفائے ثلثہ کی عدد کے مطابق مرقوم ہوے خلیفہ رابع اہل سنت حضرت معاویہ کے نام پر بھی ایک واقعہ لکھتا ہون یہ وہی واقعہ صحیح بخاری ہی کہ بندر بندریا زنا کرتی تھی جسپر وہ سنگسار کی گئی بالجملہ صاحب استیعاب سکتے ہین وہ دو نو از قسم جنات تھے دیکھیے کنز مکتوم۔

پانچوان واقعہ بنام خلیفہ خامس اہل سنت یزید بن معویہ ہی کہ ابھی تک تو مردونکا تعلق عورت جنیہ سے مذکور ہوا ہی اب اسکا اولٹا دیکھیے کہ خود ایک صحابی کی جورو کے ساتھ ایک شیطان لوٹ گیا تھا چنانچہ علامہ ابن حجر اپنا دعوی ہین میرے ذیل صحابہ لکھکر یہ قصہ نقل کرتے ہین قال انی کنت مع کسری فارسلنی فی بعض اموره فخرج

ثم قدمت فاذا شیطان خلفنی فی اھلی علی صورتی فبدالی فعال شطرطنی علی ان یکون لی یوم ولک یوم والا اھلکتک فرضیت بذالک اصابت ۲۰۷

یعنی کسری نے مجھے کسی ضرورت سے بھیجا تھا جب وہان سے پلٹا اور گھر پہونچا تو دیکھا ایک شیطان میری صورت بنے میری اہل پر متصرف ہے جب اُسنے مجھے دیکھا تو کہا شرط کر کہ ایک روز تو رہے ایک روز مین ورنہ مین تجھکو ہلاک کرد ونگا بس مین راضی ہوا اسپر۔

کیا خوب حیا اور حمیت ہے صحابۂ اہل سنت کی کہ ایک جن کو جورو کے پاس آنے دیتے ہین نہ اوسکی جان لیتے نہ اپنی جان دیتے ہین نہ مارتے ہین نہ مرتے ہین کچھ نہین بن پڑا تھا تو طلاق ہی دیدیا ہوتا۔

چھٹا واقعہ آپکا ایک صحابی عمرو بن مالک کی بیٹی کو بھی ایک جن لے اوڑا تھا چالیس پینتالیس برس کے بعد بزمانہ عمر اوسکی رہائی ہوئی کیونکہ اون جنات نے ایک لڑائی مین نذر مانی تھی کہ اگر ہماری فتح ہوئی تو اسکو آزاد کرینگے چنانچہ اوسی کے صلہ مین یہ آزاد ہوئی۔ اوس جن نے یہ بھی کہا کہ ہمکو بجرام اس سے تعلق نہوا دیکھو اصابہ ۔ صفحہ ۵

ساتوان واقعہ یہانتک تو جنیات کا عقد مردون سے یا جن کا متمثل ہونا مردونکی صورتین اور صحابہ کی زوجہ یا اونکی بیٹیون سے ناجائز تصرف دکھایا گیا ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ دیکھیے کہ خود حضرت انسان بھی ایک صورت سے دوسری شکل مین متشکل اور اولیاؤنسے غلامون کی صورت مین آپکے یہان متمثل ہوئے ہین چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ خیر نسلج اصل مین نساج (جولاہہ) نہ تھے بلکہ عابد تھے عہد کیا تھا کہ رطب کبھی نہ کھاؤنگا مگر ایک روز غلبۂ نفس سے ایک خرما کھالیا کہ ایک شخص نے مجھے دیکھکر کہا اے خیر تو بھاگ گیا مجھے اس شخص کا ایک غلام تھا جسکا نام خیر تھا اوسکی صورت وشباہت پر میری صورت ہوگئی اور لوگ بھی وہان مجتمع ہوگئے سبنے کہا یہ تو واقعی تیرا غلام خیر ہے۔ اب مین متحیر ہون کہ کیا جواب دون۔ فوراً خیال آیا کہ یہ اس جرم کی پاداش ہے غرض وہ آدمی مجھے پکڑکر لیگیا اور اپنے کارخانہ مین دکرگہ مین داخل کیا جسمین اوسکا غلام کپڑہ بنا کرتا تھا مجھسے کہا اے غلام بدذات تو مجھسے بھاگتا ہے۔ مہینون مین وہان کام کرتا رہا ایک رات مین نماز صبح کو اوٹھا تو سجدہ مین عرض کیا خداوندا اب کبھی ایسا نہ کرونگا۔ بس اوسیوقت وہ شباہت غلام کی مجھسے زائل ہوگئی اور اصلی صورت پا گیا اوس مرد نے بھی کہا کہ تو میرا غلام خیر نہین ہے اوسیوقت سے یہ نام مجھپر جاری ہے اب اوس نام کو بدلنا نہین چاہتا صفحہ ۲۰۳ جلد اول۔

دیکھئے یہ آپکے ولی اللہ خیر نساج صوفی ہین جو بحکم خدا یون مسخ ہوئے کہ ایک غلام کیصورت پر مشکل ہے جولاہے بنے کر گہ بیٹھے کپڑا بنا اور دعاؤنکی بدولت پہلی صورت ملی۔ پس جب جنات کا وجود ہی ثابت ہوا اور ایک صورت سے دوسری صورت پر آنا بھی ثابت ہوا اور جنیات سے علما و محدثین و صوفیہ کا عقد ہونا بھی ثابت ہوا خود جنات کا صحابہ کی زوجہ اور بیٹی۔ متصرف ہونا بھی ثابت ہوا خود خیر نساج کا گرگٹ کیطرح رنگ بدلنا بھی ثابت ہوا۔ تو اگر بحکم یا دعای جناب امیر المومنین علیہ السلام کوئی جنیہ متمثل ہوئی اور خلیفۂ دوم کا اوس سے عقد ہوا تو آپکو کیونکر تعجب آسکتا ہے خصوصاً جبکہ بہت سے تعلقات شیطانونکے خلیفۂ دوم سے حسب روایات اہل سنت ثابت ہون مثل اسکے کہ خلیفہ سے اور شیطان سے کشتی ہوئی خلیفۂ نے دے مارا شیطان نے لنکے فضائل و مناقب بیان کئے جسکا سلسلہ آجتک منقطع نہین کہ موضوع بھی کہتے ہین اور پھر روایت بھی کرتے ہین شیعونکے مقابلہ مین استدلالاً لاتے ہین وغیرہ وغیرہ

یہانتک تو تحقیقی و الزامی و تسلیمی جواب تھا اس روایت جنیہ کا۔ اب مامون صاحب کے شکوک و اوہام کا جواب اونہین کے مذاق مین عرض کرتا ہون مگر قبل اوسکے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جب صرف بقاء صحت صحیح بخاری کیلئے جسکی ایک روایت مین بندر بندریا کا زنا کرنا اور سنگسار ہونا مذکور ہے یہ تاویل آپکے علمانے کی ہے کہ وہ دونون از قسم جنات تھے اسوجہ سے مکلف بہ احکام شرعی تھے کیونکہ اگر یہ تاویل نہ کیجاتی تو صحت صحیح بخاری مین فرق آتا ہے جسمین صدہا روایات ضعیف و موضوع باقرار اہل سنت موجود ہین۔ تو اگر شیعہ اس غرض سے اعظم غرض کیلئے جو متعلق حفظ مراتب ادب اہل بیت اطہار ہے ایسی تاویل کرین جو اصول اہل سنت سے بھی ٹھیک ہو تو آپ کس منہ سے معترض ہو سکتے ہین کیا اہل بیت طاہرین کی عظمت صحیح بخاری کے برابر بھی آپکے یہان نہین؟

اب آپ ہر فقرہ کا جواب سنئے (۱) مولوی حیدر علی کی تقریر کا جواب یہ ہے کہ قطب راوندی علیہ الرحمہ نے روایت سقط محسن وغیرہ روایات مین جسکا تذکرہ آپنے کیا اسوجہ سے ایسی تاویل نہ کی دبشرطیکہ یہ تاویل اونہین کی تسلیم کیجائے اور صحت روایت قبول ہو) کہ وہ روایات مثبت کفر و نفاق خلفا و دیگر صحابہ معاونین خلفا تھے جسکی اشاعت ہر مسلمان پر فرض ہے بخلاف اس واقعہ عقد کے کہ اس سے آپکے امثال کو کفر و نفاق خلیفہ مین شبہ ہوتا ہے لہذا آپ حضرات کی ہدایت کیلئے بغرض رفع اشتباہ ایسی تاویل کیگئی تاکہ آپ دھوکھا نہ کھائین اور منافق کو منافق ہی سمجھتے رہین دوسری وجہ یہ ہے کہ روایات متعلق ظلم و ستم بر بضعہ رسول آپکے یہان بھی مشہور و متواتر ہین کہ اصول لوگکے صحاح ستہ مین موجود ہین اور متفق علیہ ہین اسوجہ سے کوئی تاویل کارگر نہین ہو سکتی

بخلاف اس مسئلۂ عقد کے کہ جو آپکی یہان نہ متواتر ہی نہ صحیح ہی نہ حسن ہی بلکہ محض جہال و عوام محدثین نے
اونکو اپنی کتابون مین لکھا ہی نہ محققین نے بلکہ محققین نے موضوعیت اونکی ثابت کی ہی تو لغرض بدفع اختلاف
وحصول اتفاق فریقین ایسی تاویل کیگئی **تیسری** وجہ یہ ہی کہ وہ روایات جور و ستم و احراق وغیرہ
اتفاقی فریقین ہی اور موافق عقل بخلاف روایات عقد کے کہ اختلافی ہین اور خلاف عقل تو اونکا ساقط کرنا
حسب الحکم آپکے بھی واجب ہے۔

باقی عدم ثبوت عصمت جناب امیر کا دعوی بنا بر اصول شیعہ جو مولوی حیدر علی نے کیا ہی صرف دعوی ہی دعوی ہے
جو مجتہد و مولوی کی تر سے زیادہ وزن نہین رکھتا اگر کوئی دلیل بیان کرتے تو جواب اوسکا عرض کرتا۔ بالفرض اگر شیعو نکی
اصول پر نہین ثابت ہی تو اہل سنت کے اصول پر تو ثابت ہی پھر ایمان کیون نہین لاتے دیکھو تشفی اہل سنت
و خوارج کے خاتمہ کا پہلا بیان۔ باقی جو بیہودہ گوئی شامین قطب راوندی علیہ الرحمہ نے کی ہی اوسکا جواب
فضول ہی کیونکہ جب خدا و رسول و اہل بیت طاہرین آپکی گالیون سے نہین بچے تو ان عالم کو کب نجات اس
سے ہو سکتی ہی۔ مولویصاحب ذرہ اپنے خلفا کی دینداری کو بھی خیال کرلین جس سے تمامی اہل سنت کو دیندار
کا خطاب ملا ہے۔ یہ جو آپ فرماتے ہین کہ سنیون نے کیا قصور کیا ہی۔ پس قصور تو ظاہر ہی کہ منافقین و مرتدین
و فاسقین و فاجرین کو اپنا مقتدا بنایا ہی جنہون نے دین اسلام کو تباہ و برباد کیا۔ پھر اونکی عصمت و عدالت
کا کیونکر دعوی کرسکتے ہین۔ اسی زعم پر آپ ان امور کا اقرار نہ کرین اپنی روایات کی صحت مان لین تو مین کمال
ممنون ہونگا مگر ذرہ اسکی حفاظت کر لیجیے گا کہ آپکے طائفہ کے لوگ کہین آپ کو بھی رافضی نہ کہدین جیسا آپکے
اور علمائے سلف کو یہ مبارک لقب ملا ہی اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کو شاید آپنے آیہ قرآنی سمجھ لیا ہے
جیسا کہ آپکے کلام سے ظاہر ہی پس یہ قرآن شاید کوئی آپکا خاندانی قرآن ہوگا اس قرآن مین جسکو اہل اسلام مانتے ہین
اوسمین تو اوسکا وجود نہین۔ اور اگر حدیث ہی تو پہلے اسکی صحت ثابت کیجیے بعد اسکے عصمت کا ثبوت دیکھائیے
بخشدینے کو عصمت اگر لازم ہی تو اشاعرہ کے نزدیک کل اہل قبلہ مغفور ہین پس سب معصوم ٹھہرے [illegible]
صدی کا اثر ہی کہ آپ سا لائق سنی پیدا ہوا جسنے خلاف اجماع کل اہل سنت اپنے صحابہ کی عصمت کا دعوی کیا
چوتھی بالفرض جو آپ کہتے ہین وہ دلیل خوش فہمی ہی کیونکہ جو بات مخصوص ہوتی ہی وہ سبکے لیئے نہین ہوتی۔ [illegible]
خواہ قبول کرنے والا وہ امر کہ مخصوص ہو۔ اور جب وہ سب سے ہی لیکن مخصوص ہی تو ہم بھی [illegible] تسلیم
کرتے ہین آپ مانئے یا نہین۔

پانچوین - ہتک حرمت تو سب سے زیادہ اسمین ہے کہ خلفائے ثلثہ کا کام اون حضرات کی مقابلہ مین لیا جاوے چہ جائیکہ تفضیل دیجاوے یا غلط واقعات انحضرات کیطرف منسوب ہون معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک ہتک حرمت کا ایک کلیہ بنا لیا ہے کہ جب ہر قسم کی ہتک حرمت ہو تب آپ وصیت رسول پر ایمان لائینگے ورنہ یقیناً ہزارون امر ایسے نہین ہوسکتے جسے ہتک حرمت ہو اور ہزارون امر ایسے ہونگے جس سے ہتک حرمت ہوگی۔

قول موثوق - اور ایسے بیان مین قصہ حضرت لوط علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختران کا ساتھ فرض محال کی مثال مین حضرت ام کلثوم سے تحریر کرنا آپکی دانش سے بعید ہے جواب فرض محال کا خود مجتہد صاحب اور انکے اسلاف کی تحریر سے دیچکا باقی جواب حضرت لوط کی بیٹیون کا مختصر یہ ہے کہ انکی بیٹیون کو معاذ اللہ کسنے غصب کیا تھا یا کوئی چھین لے گیا تہا یا کسی نے زبردستی نکاح کرلیا یا کرادیا تھا یا انکے نکاح کرنیوالے حقیقی کلمہ وکالت فضولی کا بیان کیا گیا تھا حضرت لوط کی شریعت میں تو نکاح ساتھ کافر کے جائز تہا بعد آیہ تحریم کے حضرت کی شریعت مین ممانعت کلی ہوگئی اور مطابق زعم جناب اور اسلاف جناب کے خلیفہ ثانی تو دشمن رسول واہل بیت رسول تھے انسے کیونکر نکاح جائز ہوگا اور اگر ضرورتاً جائز ہو جیسا کہ صاحب تزہ اسی بحث مین فرماتے ہین تجویز امید تزویج در مقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت ہست چنانچہ تجویز تناول میتہ در حالت مخمصہ و اضطرار۔ پس آپ آپ اقرار فرمائیے اور بفرض محال نہ تحریر کیجئے اگرچہ مردار خواری پر محمول کیون نہو واحسرتا کہ نکاح پوتی رسول کا ساتھ تناول میتہ کے مطابق کیا جاوے اور اوسپر دعوائے محبت اہل بیت رسول ہے فمنک الندا و منک الغبیر و منک الریاح و منک المطر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب کب بیٹیان اپنی بعد آیہ تحریم کے کافرون کو دیں تاکہ مثل حضرت ام کلثوم کی صادق آوے۔

دفع الوثوق - در بارہ دختران حضرت لوط جو آپ گہر فشان ہین تو غصب وغیرہ کا کوئی قائل نہین نہ چھین لیجانیکا اور اس واقعہ مین بھی کوئی اسکا قائل نہین کہ چھینا گیا یا غصب ہوا مطلب تو صرف اسقدر ہے کہ ضرورت یا مجبوری کی حالت مین ایسے امور مکروہ الطبع گوارا کئے جاتے ہین گو وہ جائز ہی کیون نہو۔ کیونکہ اگر آپ قرآن پڑھتے تو ضرور معلوم ہوتا کہ حضرت لوط نے یا اوسوقت کہا تھا جبکہ کفار نے ملائکہ کے ساتھ امر شنیع کا ارادہ کیا تھا جو خوبصورت جوانون کی صورت مین مہمان آئے تھے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ فرمایش بوجہ مجبوری کی گئی کہ مہمانون کے بچانے کے لئے حضرت لوط نے اپنی بیٹیان پیش کین۔ اور اگر کہین خدانخواستہ آپکو تفسیر ونکے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپنے یہ دیکھا ہوگا کہ حضرت لوط بسبب اونکے فسق و فجور کے اونسے

حضرت لوط و ضرورت و مجبوری

عقد کرنا نہین چاہتے تھے بلکہ وہ خواہان تھے اور آپ منظور نہین کرتے تھے تفسیر ابی سعود صـ ۱۱۹
بھی آپکو تفسیر کبیر مین ملیگا کہ حضرت لوط قوم نابکار کی بیجا سے مہمانو نکے بارہ مین نہایت درجہ محزون
مغموم تھے جسپر او اوی الی رکن شدید کہا۔ آپکے نزدیک گو قصہ حضرت لوط مین نہ کوئی مجبوری
تھی نہ کوئی شناعت بلکہ بخوشی رضا حضرت نے اون کافرون سے ایسی فرمایش کی تھی کہ یہ میری بیٹیان
پاکیزہ ہین اگر ہو تم کرنیوالے کیونکہ اوس شریعت مین نکاح بالکفار جائز ہی تھا۔ مگر آپکو امام فخر رازی اس امر
کو ایسا عظیم سمجھتے ہین کہ فرماتے ہین کہ اپنی بیٹیونکو کفار و فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت کی خلاف
ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے سرزد ہو صـ ۱۱۳ آخر اس پریشانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ رازی صاحب کو کچھ نہ بن پڑا
سوا اسکے کہ اون بیٹیونکو صلبی بیٹی حضرت لوط کی نہ بیان کرسکے یہ تجویز کیا کہ وہ قوم کی بیٹیان تھین نہ خصوص
کی اس جواب کو امام صاحب کہتے ہین یہی جواب میرے نزدیک مختار و پسند ہو اور علامہ ابی سعود بھی اسکے
قائل ہین یہ نہ سمجھئے گا کہ صرف رازی ہی صاحب اس رای کے موجد ہین بلکہ انکے قدما اور متاخرین سب نے یہ تاویل
کی ہو چنانچہ نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان مین فرماتے ہین کہ حضرت لوط کی تین یا دو بیٹیان تھین
جنسے وہ لوگ (یعنی قوم حضرت کی) نکاح کرنا چاہتی تھی اور حضرت لوط بسبب اونکی خباثت کے قبول نہین کرتے تھے
اوس قوم کے دو سردار تھے کہ عقد کیا چاہتے تھے اور کہا گیا ہو کہ بناتی سے مراد قوم کی بیٹیان ہین کیونکہ نبی
ہر قوم کا بمنزلہ باپ کے ہو یہی قول ہو ابن عباس مجاہد سعید بن جبیر کا کہا کرخی نے کہ یہی قول بہتر ہو کیونکہ کسی
آدمی کا اقدام کرنا اسپر کہ اپنی بیٹیونکو اوباش و فجار پر عرض کرے ایسی کوئی محض مستبعد ہو کہ اہل مروت کو شایان
نہین چہ جائیکہ انبیا اسکے مرتکب ہون۔ اور نیز بیٹیان حضرت کی اس مجمع کثیر کو مکتفی نہ تھین بخلاف دختران
مغویہ کی کہ سبکو مکتفی تھین نواب صاحب فرماتے ہین لیکن یہ قول مخالف ہو ظاہر نظم کا تو انکی اور کہا گیا ہو کہ اونکے مذہب
مین نکاح کافر کا ساتھ مسلمہ کے جائز تھا کہا قتادہ و ذکرا صلی بیٹیان مراد ہین جنکے ذریعہ سے مہمانون کا بچانا منظور
تھا اور حسین بن فضل کہتا ہو کہ پیش کرنا بیٹیونکا بشرط اسلام تھا اور بعض کا قول ہو کہ بطور مدافعہ کہا تھا
نہ بطور حقیقت اور عکرمہ کہتے ہین کہ تزویج بنات منظور نہ تھا بغرض حفاظت مہمان صـ ۱۲۹ ج ۲
پس فرمائیے کہ جب حضرت لوط نے باوصف اسکے علم کے کہ یہ فرشتہ ہین خدا کے اونکے بچانے کیلئے اسکو گوارا
کیا کہ اپنی بیٹیونکو فجار و اوباش پر عرض کرین یا قوم کی بیٹیونکو جنکے بوجہ نبوت باپ تھے۔ تو اگر جناب امیر نے
بھی ایسے ہی بلکہ اس سے اعظم درجہ کی مصیبت مین قبول کیا تو آپکو کیا اعتراض ہو سکتا ہو خصوص جبکہ

کہ وہان خود حضرت لوط نے بلا طلب و خواہش اونکو پیش کیا یہان جناب امیر نے اوسکی خواہش و استدعا پر
قبول کیا وہان اون مہمانون کا بچانا منظور تھا جسپر اونکا کسیطرح قابو نہین چل سکتا تھا۔ یہان اوسکے خلاف
تھا وہان کفار تھے یہان بظاہر مسلمان۔ آپکا یہ خیال بھی صحیح نہین کہ عموماً نکاح کفار اوس شریعت مین
جایز تھا کیونکہ خود نواب صاحب اس قول کو قیل کہکے لکہتے ہین کہ جو ضعف قول کی نشانی ہے دوسرے حسین بن
فضل کا قول ہے کہ بشرط اسلام عرض کیا تہا جس سے معلوم ہوا کہ اوس شریعت مین بھی اسلام کی پابندی
تھی تیسرے خود نواب صاحب تفسیر لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق کے لکھتے ہین کہ اون کفار کا یہہ
مطلب تہا کہ چونکہ بغیر ایمان لانے عقد نہین ہو سکتا اور ہم ایمان نہین لائینگے تو پھر کیونکر نکاح ہو سکتا ہے مثلاً
سبحان اللہ کفار تک تو یہ جانتے ہین کہ بغیر قبول اسلام مسلمہ سے عقد نہین ہو سکتا ہے اور ہمارے مخاطب اسکے قائل
مین کہ نکاح مسلمہ با کفار جائز ہے دیکھئے تفسیر در منثور سیوطی مین ہے وکانوا کفارا و بناتہ مسلمات فلما رای
البلاء و خاف الفضیحۃ عرض علیہم التزویج صفحہ ۲۴۳ جلد ۳ یعنی وہ کفار تھے اور دختران حضرت
لوط مسلمہ تہین جب دیکھا کہ بلا نازل ہوتی ہے اور فضیحت کا سامنا ہے تو اونپر عرض کیا کہ تزویج کر لین کیونکہ صاحب
جب عموماً نکاح اونسے جائز تہا اور وہ خواہان بھی تھے تو پھر کیون اتنی فضیحت گوارا کی۔ غرض جب انبیا پر یہ
مصائب پیش آتے ہین کہ باوصف نزول وحی و مشاہدہ معجزہ ایسی ایسی بے عزتی گوارا کرنی پڑتی ہے تو اگر جناب
امیر نے بھی ایسی حالت بلکہ اس سے بدتر حالت مین اسکو قبول فرمایا تو کیا اعتراض ہے۔

اور چونکہ ہمنے بطلان اس واقعہ کا مفصلاً ثابت کر دیا ہے لہذا ہمکو ضرورت ایسی تسلیمی جوابونکی نہین رہی
بنا بر قلت گنجائش اونحضرات کے جو تسلیمی جواب دیتے ہین اسقدر عرض کیا۔ زیادہ تفصیل کا مین مجاز نہین
کیونکہ سورہ جلد ہشتم ذوالفقار حیدریہ سے نقل کیا ہے خدا کرے وہ کتاب مستطاب جلد طبع ہو
اور مسلمانان روے زمین اوس سے مستفید ہون

دوسرے یہ جواب فرماتے ہین کہ بعد آیہ تحریم حضرت کی شریعت مین ممانعت کلی ہو گئی۔ پس یہ فرمائیے
کہ تحریم متعلق مشرکین سے ہے یا منافقین سے ہے آپ یا تحریم نکاح منافقین ثابت کیجئے یا مشرک
حقیقی ہونا خلیفہ دوم کا کیونکہ الفاظ کفر و نفاق و ارتداد مشترک المعنی ہین جیسے کلام مین غلبتا نفاق
مین اور شرک مین لزوم نہین ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا دوسرے یہ حکم حالت اختیار کے ہین حالت اضطرار کے
جسمین حرام حلال ہوتا ہے چنانچہ حضرت زینب آپکی جو بیٹی ہین دختر رسول اللہ تہین عقد مین ابوالعاص

بکمال فرکے رہین اسلام نے دونون مین جدائی ڈالی تھی جناب رسول دونون مین علیحدگی نہ کرسکے کیونکہ حضرت مکہ مین جب تک رہے مغلوب تھے اختیار نہ رکھتے تھے جیساکہ تاریخ خمیس واصابہ مین ہے کنز مکتوم صفحہ ۱۳۷ تو کیا آپ جناب امیر کو ان واقعات مین اوتنا بھی عاجز و مغلوب نہین جانتے جتنا رسول اللہ کو مکہ مین مانتے ہین؟

تیسرے خلیفۂ ثانی کو دشمن خدا و رسول ہونے مین شک اور منافق ہونیکو عذر نہین مسلم ہے مگر بظاہر تابع احکام شرع تھے اسلام ظاہری سے خارج نہوے تھے مشرک نہین کہلاتے تھے جو لا تنکحوا المشرکین مین داخل ہون اور جب رسول اللہ نے نکاح مشرک کو بابت تفریق اسلام قبول کیا تو نکاح منافق بدرجۂ اولیٰ قابل قبول ہے خصوصاً بحالت مجبوری کیونکہ الضرورات تبیح المحظورات مسلمہ مسئلہ ہے۔ یہ سب تقریر بر بنیاد فرض وتسلیم ہے ورنہ مینے صاف صاف ظاہر کردیا کہ ہرگز ہرگز عقد ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا عمر بن خطاب کے ساتھ نہین ہوا نہ اسکا کوئی واقعہ پیش آیا

چوتھے تنا مل بنت کی تمثیل پر حسرت آپکی اوسی قسم سے ہے کہ قاتلان حسین بھی حسرت وافسوس کرتے آپکی حسرت تو اوسیوقت دفع ہوگی جب ہم آپکی اون روایات پر ایمان لائین جنمین کشف ساق وضم صدر وتقبیل وغیرہ مذکور ہے جسکی نسبت سبط ابن جوزی فرماتے ہین کہ خلیفہ ایسے امور لونڈیون ساتھ بھی نکرتے چہ جائیکہ بنسبت بضعۃ الرسولؐ کے کیونکہ مس جسم اجنبیہ باجماع مسلمانان حرام ہے :

پانچوین اقرار وعدم اقرار تابع واقفیت واقعہ ہے نہ بر بنیاد نفاق واسلام خلیفہ جسکو سینہ ٹھوکر کے منکرین نکاح کیا کہ انکار وقوع عقد سے بوجہ اسکے ہے کہ کسیطرح تحقیقات سے اسکی اصلیت نہین ثابت ہوتی علمائے اہل سنت کو یا اشتباہ ہوا کہ تین چار آدمیونکے مختلف واقعے ایک آدمی کیطرف منسوب کردئے یا سہو لوگون نے افترا کیا۔ نہ یہ کہ بوجہ نفاق وکفر خلیفہ منکر ہین جس بنیاد پر صاحبان تسلیم نے جواب دیا۔

چھٹے عربی کا شعر جو آپنے لکھا ہے یہ دلیل آپکی ناواقفیت کی ہے کیونکہ یہ شعر ابن ام کلاب نے عائشہ کی روبرو پڑھا ہے جسکا قصہ یون ہے کہ جب بی بی عائشہ حج کرکے پلٹی ہین تو خبر قتل عثمان سنکر جب سامان پہنچی ہے سرگرمی تھین۔ پوچھا پھر کیا ہوا لوگون نے کہا علی کی بیعت ہوئی تو عائشہ نے کہا کاش آسمان و زمین پھٹ پڑتا اور یہ امر نہوتا پھیر دو پھیر دو مجھے مکہ کیطرف کہ عثمان مظلوم قتل ہوئے ہین اونکے خون کا بدلہ لونگی۔ عتبہ بن ابی سلمہ نے جو ابن ام کلاب کے نام سے مشہور تھا کہا کیون؟ تم ہی نے تو سب سے پہلے اونکے قتل کی تدبیر کی اقتلوا نعثلا فقد کفر کہا عائشہ نے کہا لوگون نے عثمان کو بعد طلب توبہ

قتل کیا حالانکہ بعضے نے یہی کہا تھا اونہون نے بھی کہا تھا اور میرا آخری قول بہتر ہے پہلے قول سے
اوسپر ابن ام کلاب نے یہ اشعار پڑھے سے فمنک البداء ومنک الغیر + ومنک
الریاح ومنک المطر + وانت امرت بقتل الامام + وقلت لنا انه قد کفر
فهبنا اطعناک فی قتله + وقاتله عندنا من امر + ولم یسقط السقف من
فوقنا + ولم ینکسف شمسنا والقمر + وقد بایع الناس ذا تدرإ + یزیل الشبا
یقیم الصعر + ویلبس للحروب اثوابها + وما من وفی مثل من غدر - تاریخ
کامل علامہ ابن اثیر صفحہ ج ۳ یعنے (رای عائشہ) تجہی سے ابتدا ہوا اور تجہی سے تغیر تجہی سے
ہوا بھی چلتی ہی تجہی سے پانی بھی برستا ہی - تجہی نے امام کے قتل کا حکم دیا - اور ہملوگون سے کہا
وہ کافر ہو گیا - پس ہان ہملوگون نے تیری اطاعت کی اوسکے قتل مین - حالانکہ قاتل اوسکا ہملوگون کی
نزدیک وہ ہی جو حکم دے - حالانکہ یہ چہت ہملوگونپر گری تھی - نہ شمس و قمر کو گہن لگا تھا الخ
ایسے اشعار لکھنے سے گو آپکی ایک گونہ عربی دانی ظاہر ہوئی مگر وہ اسرار بھی کہل گئے جسکے چھپانے مین
آپ لوگون کی کوشش تھی

سوا تو یہ ہی رسول اللہکی کوئی بیٹی سوا جناب سیدہ نہ تھی جو مین بیان کرون - لیکن آپلوگ تین بیٹی
بطور بیان کرتے ہین جو تین کافرون سے بیاہی گئین زینب رقیہ ام کلثوم جو ابوالعاص عتبہ عتیبہ پسران ابولہب
مزوج ہوئین جو یقینی کافر تھے - اور آپکے خلیفہ اول نے اپنی بہن ام فروہ کو اشعث بن قیس کے
حوالہ کیا بعد اسکے کہ وہ ظاہر بظاہر مرتد ہو گیا تھا اور قبل و بعد منافق ہی ہا باقی اسکے بعد جو تعریض
آمیز عرض کی ہی کہ اقرار نکاح سے مذہب شیعہ باطل ہوتا ہی اور انکار سو وہ روایتین غلط ہوتی ہین جنمین
اقوال ہین - پس اسکا جواب مکرر بیان کیا کہ وقوع نکاح خصوصاً بطیب خاطر تو کسیطرح ثابت نہین محض
غلط ہی اور افترا ہے کیونکہ کسی روایت اہل سنت مین بھی بطیب خاطر ہونا مذکور نہین چہ جائیکہ روایت
شیعہ مین ہو اور جب کوئی روایت جو شیعونکیطرف منسوب ہے صحیح ہی نہین تو پھر تکذیب آئمہ کیون
آسنے لگی ان حماقتون کا کہانتک جواب دیا جاے جب فعل امام ہوتا یا کوئی قول امام صحیح ہوتا تو اوسکی قبول
مین کس شیعہ کو عذر ہو سکتا ہے حکایت پنج بیگ کہ تونڈی تمہے عید شبرات کے کیا کام ہے پہلے روٹی ہو گئی ملتی
تھی سو آج ہی ہے گو یہ معلوم ہو تو صاحب نے کیون لکھی کیا مناسبت تھی سمجھ مین نہین آئی البتہ شیعونکو

ضبہا کہ جیشیہ یاد پڑجاتی ہو زیادہ فضول گوئی سے کچھہ حاصل نہین۔

قول موثوق۔ ایک بات وصیت نامہ کی کہ جو متعلق اسی بحث کی ہو رہی جاتی ہو عرض کرتا ہون کہ حضرت امام حسین خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا نے بھی اُس وصیت نامہ پر گواہی ثبت فرمائی اور اقرار اور اعتراف جملہ مضامین وصیت نامہ کا فرمایا۔ پھر کیا ایسا امر پیش آیا جو امام علیہ السلام یزید پلید سے لڑ بیٹھے کیا صیانت نفس اور حرمتِ خاندان اس لڑائی مین نہین گئی صرف بہتر آدمی لاکھون آدمیون سے لڑوا دے باوجود اقرار و شاہدی کی خلافت وصیت نامہ کی عمل مین لائے کیا خوب کہا ہو مولوی حیدر علی صاحب نے رسالہ تموز نمبرہ مین ایک شیعی نے کہا آپ تو ہر کتاب سے ہماری ہمکو قائل کرتے ہین بھلا یہ دہٗ مجلس ہو چند ورق ہین اسمین کوئی دلیل نکل سکتی ہو اسوقت یہ بات توفیق الٰہی خیال مین آئی کہ اس کتاب سے عیان ہو کہ لشکر یزید کا لاکھون سے زیادہ تھا آخر اُسمین بھی لوگ تو علم رکھتے ہونگے کہا البتہ پھر مینے کہا کہ جب اُنہون نے حضرت امام حسین کو اس مصیبت مین خنجر سے شہید کیا اور آخر تک یہی عرف تھا کہ اگر بیعت یزید کی کرو ہم لڑائی سے ہاتھ اٹھاتے ہین اُنہون نے بیعت اُس فاسق کی قبول نہ کی اون لاکھون مین سے کسی نے نہ کہا کہ جناب امیر نے اُنسے بیعت کی جو مرتد تھے بگاڑنے والے دین کے تحریف کرنیوالے قرآن مجید کے یزید مین کیا کیڑے پڑے ہین جو آپ بیعت نہین کرتے اب بتاؤ کہ امام کیا جواب دیتے تو معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کو جناب امیر نے مستحق جانا تھا وہو المطلوب نہین تو امام حسین کا الزام کھانا لازم آتا ہے۔

دفع الوثوق۔ نیے حسینے نیست کو گردد شہید۔ ورنہ بسیار اند در عالم یزید۔ بہت سچ ہی آخر آپکو حضرت یزید کی محبت آہی گئی کہ سکی تو خامت کی فرزند خال المومنین کیون چھین کوئی حلاوہ بنائی ہو نہ آپکو تصنیف کا ہو نہ کوئی کتاب لکھنا۔ اگر واقعہ کربلا کی متعلق کچھہ لکھئے تو حال فرزند خال المومنین یزید کو کیا منہ دکھائیگا۔ آپکے بزرگان دین بوصل بسف جدہ کہہ چکے ہین آپکو اُسیکا اعتقاد ہوگا۔ امام غزالی تو اس تذکرہ ہی کو حرام سمجھتے ہین جس سے بزرگون کا راز کھلتا ہے پھر کیون آپ اسکے مرتکب ہوئے ہ کیا اس واقعہ سے بڑھکر کوئی واقعہ ہوگا جسمین پوری تعمیل اوس وصیت نامہ کی ہو۔ ہان شاید آپکے نزدیک لڑ کر قتل ہونا داخل صبر نہین فوج کے محاصرہ مین بے ہاتھہ پیر ہلائے نیزہ و تلوار چلائے قتل ہوتے تو صبر کہلاتا جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپکے امام یزید کی فوج کا ایک آدمی بھی نہ قتل ہوتا۔ اصل رنج اسیکا ہے کہ کیون امام حسین لڑے

جو ہزاروں یزیدی مارے گئے - خدا آپکو اور جملہ دشمنان اہل بیت اطہار کو عقل عطا کرے جو امر حق کو سمجھیں واقعہ تو اسیقدر ہی کہ امام حسینؑ سے جسوقت یزید کی بیعت طلب کیگئی کہ یا بیعت کریں یا قتل ہوں - تو حضرت نے اپنے اہلبیت عزیزوں دوستوں کی جان بچانے کیلئے خانہ کعبہ میں پناہ لی جو زمانہ کفر واسلام دونوں میں جائے امن سمجھا جاتا تھا مگر آپکے امام یزید تو کفار جاہلیت سے بھی بڑھے تھے بلباس حجاج میں خانہ کعبہ میں حضرت کو قتل کرانا چاہا امام علیہ السلام نے بخیال حفظ حرمت خانہ کعبہ جسکی حرمت وعزت کے بھی حضرات باعث اور محافظ تھے وہاں رہنا مناسب نہ سمجھا کہ ہمارے خون سے اوسکی حرمت ضائع جائے : آپ وہاں سے اون دوستوں کے پاس چلے جنہوں نے نصرت واعانت کا پورا وعدہ کیا تھا جنمیں صحابہ رسول اور اکثر اولاد صحابہ بھی شریک تھے جیسا کہ رسول نے ایسے ہی وعدہ پر مکہ چھوڑکر مدینہ کی راہ لی تھی - ابھی امام وہاں نہیں پہونچے تھے جہاں کا ارادہ تہا کہ بحکم آپکے امام یزید کے راہ میں یزیدیوں نے گھیر لیا جسکا سردار بہنام حضرت عمر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا جو آپکے نزدیک عادل مجتہد ہی صحابی زادہ عشرہ مبشرہ کے ایک فرد کامل سعد کا یادگار جسکو آپکے خلیفہ نے اون چھہ آدمیوں میں گنا ہے جو بعد قتل عثمان کے مستحق خلافت تھے حضرت امام حسین علیہ السلام ساتھ بہتر آدمی عزیز ورفیق چھوٹے بڑے ملاکر ساتھ تھے جنمیں بعض صحابہ بھی داخل تھے - اس مختصر جماعت نے امام کی جان بچانے میں بڑی کوشش کی کہ آخر شہید ہوئے اور امام علیہ السلام نے بھی بحکم لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة ہاتھہ پیر ڈال نہیں دیا جوہر شجاعت دکھاکر خدمت جد امجد میں پہونچے اس آیہ کی مخالفت اور حفاظت خود اختیاری کی قانون شکنی جائز نہ تھی جو حضرت اسکے خلاف عمل کرکے آپکی آرزو پوری کرتے - اب فرمائے کہ امام نے بہتر آدمی کو لاکھوں سے لڑایا - یا لاکھوں نے بہتر کو گھیر لیا - کون مضمون سچ ہے - ؟

باقی رہا یہ مضمون کہ حضرت نے بیعت کیوں نہ کرلی جو یہ سب مصیبتیں پیش آئیں بس اسکا جواب تو وہی واقعات دینگے جو گذر چکے مصلحت دونوں بزرگونکی ایک ہی وہی حفاظت اسلام جسکے سچے اور صحیح مربی ومحافظ بحکم خدا ورسول یہی حضرات تھے -

ترک بیعت میں جناب امیر اور جناب امام حسین علیہ السلام مساوی ہیں اور انکے انتقام لینے میں بھی آپکے دونوں خلیفہ مساوی ہیں فرق اسیقدر ہی کہ مصلحت وقت دونوں خلیفہ کی جدا جدا تھی خلیفۂ اول اگر جناب

انکیر کو قتل کرتے ہین تو سارا دمدمہ نکل جاتا ہی کفار جو رعب سیداللہی سے دبے تھے اوبھر پڑتے ہین
اور اسلام کے ساتھ خلیفہ کو بھی ہلاک کرتے ہین۔ یہی سبب تھا کہ خلیفہ سنے گو گھر مین آگ بھی لگائی
چاہی قتل بھی کرنا چاہا مگر پوری طور پر کر نسکے خالد کو حکم دیا کہ نماز ہی مین سر اوڑا دو مگر قبل از سلام
اس حکم کو منسوخ بھی کیا کہ یا خالد لا تفعل ما امرتک دیکھو تشنی کیونکہ یقیناً وہ جانتے تھے قتل
جناب امیر آسان نہین کیطرح یہ خون ہضم نہین ہوسکتا۔ سعد بن عبادہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا کہ باوصف
مخالفت قتل نہ کرسکے کہ اوس و خزرج سب بگڑ جاتے جو مدینہ کے رہنے والے تھے تو کہین کا بھی ٹھکانا
نہ رہتا۔ یہ مصلحت تھی خلیفہ اول کی اور خلیفہ خامس یزید کی مصلحت بالکل اسکے خلاف تھی کیونکہ اوسکو معلوم
تھا ۲۴ برس خلفاء ثلثہ نے اور ۲۰ برس معاویہ نے استحکام خلافت بنی امیہ مین اور قلع قمع خاندان رسالت
مین جو وہ کارروائیان کی ہین کہ ایک حسین نہین سو حسین بھی ہون تو اونکے قتل سے سلطنت جاتی ہے
نہ خطرہ ہوتا نہ ہماری ہلاکت ہوتی ہے اسیوجہ سے اوسنے اون خلفاء ماسبق کے کل آرزؤنکو پوری کی
کہ نہ صرف جناب سیدالشہداء روحی لہ الفداء کو شہید کیا بلکہ سعد بن عبادہ کا بھی بدلہ لیا کہ تمامی اہل مدینہ
کو واقعہ حرہ مین زیر و زبر کیا مدینہ رسول کو غارت کیا ہزارون کنواری بیٹیان صحابہ کی زنا سے
لشکر یزیدی مین آلودہ ہوئین جس سے ہزارون ولدالزنا پیدا ہوئے۔
غرض جناب امام حسین نے بھی وہی کیا جو جناب امیر نے کیا تھا کہ حمایت اسلام مین سر بکف رہے خلفاے
ثلثہ کو اون حضرت کے قتل کا موقع نہ ملا آہستہ آہستہ اسکے اسباب جمع کیے جس سے یزید کو موقع
ملا اور وہ مرتکب اوس امر عظیم کا ہوا جس سے تمام جہان کی لعنت کا مستحق بنا گو آپکو اوسمین تامل ہو
سکتے ہین ما مونصاحب اب تو حیدر علی کا دمدمہ کر گیا کیڑے کا حال معلوم ہوگیا باقی تفصیلی جواب اسکا آپکی سمجھ
سے باہر ہے اسلئے نہ لکھا تاریخ اضمحلال اسلام دیکھو۔
قول موتوق نتیجہ معاذاللہ آپ صرف غصب فدک کی حدیث کو مفتریات سنیان تصور کرتے ہین
اور مین عرض کرتا ہون کہ غصب فدک اور غصب خلافت اور غصب خمس اور احراق بیت اور اسقاط حمل
اور رسن بگلو کرنا وغیرہ یہ سب کے سب اختراعات عبداللہ بن سبا سے ہین اور اعتقاد کو درست کرکے
ان سب ہفوات کو دل سے محو کرنا چاہیے ؎ باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ ٭ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ٭ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔

دفع الوثوق۔ غصب خلافت وخمس وفدک واحراق بیت فاطمہ وغیرہ وغیرہ کو اگر مفتریات عبد اللہ بن سبا سے سمجھتے ہین جو آپکے اساتذہ کا استاد کامل ہو تو صحاح ستہ وغیرہ کو جلا کر جھوٹی کیجیے جب تک وہ کتابین دنیا مین باقی ہین کیونکر افترا کہہ سکتے ہین۔ چونکہ اس بحث کا مفصل جواب نہایت مدلل طور پر مکرر کتابون مین شائع ہو چکا ہے حاجت جواب نہین۔

قول سوء ثوق۔ بعد اسکے قول آپکا کہ اب ہم پوچھتے ہین کہ مشتبہ کرنا حضرت عیسے کا قوم یہود پر چنانچہ قرآن مجید ناطق ہے الی آخر ما قلم اور معاذ اللہ حیلہ اور فریب کیا اور باعث چندین شرور ومفاسد بین الیہود والنصاری ہوا الی اخرہ سخت حیرت ہو کہ آپ اوپر تحریر مجتہد صاحب کے ایسا وثوق فرماتے ہین کہ جتنے مفسرین ومحدثین جناب کے ہین سب کے سب پایۂ اعتبار سے ساقط ہوئے جاتے ہین وقت تحریر جواب کے جنابنے ایک آدھ تفسیر بھی اپنے مذہب کی دیکھ لی ہوتی تو اسطرح کا شبہ آپکو واقع نہوتا۔ حضرت عیسی کے قصہ کو ساتھ قصہ جنبیہ کے مماثل فرمانا جناب کا یا مجتہد صاحب کا فہم اور ادراک ہی دوسرا کا ہیکو ایسی بے ٹھکانے باتین لکھنے گا۔ کمترین کی یہ غرض ہو کہ جب جناب امیر نے بدلے حضرت ام کلثوم کے ایک زن جنیہ اجنبیہ ہمبستر خلیفہ ثانی کے فرمائی اور حضرت ام کلثوم کو ہمبستری خلیفہ ثانی سے بچایا یہ امر تو خلاف شرع حضرت امیر سے واقع ہوا کیونکہ حضرت امیر کو احکام خدا اور رسول کے بدلنے کا اختیار نہ تھا اور ممانعت ہمبستری زن غیر کیواسطے نص قطعی کلام خدا اور رسول مین موجود ہو کہ حاجت تصریح کی نہین اکابر واصاغر سب جانتے ہین پس یہ دعوی آپکا اور مجتہد صاحب کا ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالی باید دانست۔ اسوقت راست اور درست ہو کہ تقلیب شریعت محمدی کا حضرت امیر کو اختیار حاصل ہو جبتک یہ ثابت نہ کیجیے گا تب تک کوئی قول آپکا یا کوئی دعوی مجتہد صاحب کا راست تصور نہ کیا جاویگا یہ سب طبعزاد مضامین مخترعہ حضرت مجتہد صاحب ہین جسکو آپ شگرف اور متین جانتے ہین آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ زن مزدوجہ اور زن ہمبستر اور اسکی حلت کی خبر قرآن وحدیث سے تو ثابت کیجیے اگر آپ اسکی حلت ثابت کر دینگے تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہوگا کہ آپکی بدولت آزادی بلا قید انگ لوگون کو حاصل ہو جاویگی اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی اور ساتھ دعائے خیر کے جناب کو یاد کریگی اور پیغمبرون کی اوث مین آئمہ اطہار کو لاکر بٹھالنا اور یہ فرمانا ہر فعلیکہ از معصوم

صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالے باید دانست کام ذو العقول نہین احکام انبیا
اور احکام ائمہ اور وہ لوگ آمر یہ لوگ مامور باقی اپنے اپنے فہم کا قصور یا نفس امارہ
کا فتور۔

دفع الوثوق اولاً اس تقریر کی بنیاد ہی نافہمی پر ہے کیونکہ مولویصاحب مرحوم
دربارۂ اشتباہ حضرت عیسی روح اللہ نہ روایات شیعہ کے منکر ہین نہ روایات
اہل سنت کے بلکہ اون کا مطلب مرہی تو یہ ہے کہ جب خدا نے باانہمہ قدرت
ایک یہودی کو مشابہ حضرت عیسے قرار دیکر تمام یہود کو شبہہ مین ڈالا اور کوئی مکر و حیلہ کا الزام
خدا پر نہین لگاتا تو اگر جناب امیر نے بھی باانیہمہ مجبوری ایک جنیہ کو متمثل کرکے خلیفہ کو
مشتبہ کیا تو کیا الزام آسکتا ہے۔

ثانیاً معترین کی غرض جو یہان ظاہر ہوئی ہے وہ پہلے نہین ظاہر ہوئی تھی۔ کیونکہ وہان
آپکی تقریر یہ ہے۔ بھلا حضور غور فرمائین کہ وہ نفس قدسی ایسے امر کے مرتکب
ہونے کہ جسمین معاذ اللہ حیلہ و فریب ناجائز پایا جاوے صرف اسکا جواب کنامیان
صاحب مرحوم نے دیا کہ جب خدا نے ایسا کیا ہے تو جناب امیر پر حیلہ و فریب کا الزام کیونکر
آسکتا ہے۔ بہرکیف اب آپکی غرض یہ ہے کہ بتجویز جناب امیر خلیفہ کی ہمبستری مین ایک
جنیہ حاضر ہوتی تھی جس سے نکاح نہین ہوا تھا تو جناب امیر اس فعل حرام کے
باعث اور مجوز ٹھہرے یہ خلاصہ ہے آپکی تقریر کا۔ مگر افسوس ہے کہ آپنے اسپر نہین
غور کیا کہ زنا کس کی طرف سے ہوا۔ اور کیونکر ہوا۔ کیونکہ جب عقد اوسی جنیہ ہی سے ہوا تو پھر زنا کیسا
کیونکہ جنیہ تو راضی ہی ہو چکی تھی عقد پر۔ اوسی عقد ہی ہوا تھا ادہر سے تو زنا ہوا نہین
باقی رہا زنا از جانب عمر جو بخیال اپنے دوسری عورت ہم صحبت مین اور ہے وہ دوسری عورت
پس اسکا جواب یہ ہے کہ وطی بالشبہ کا مسئلہ جاری ہوگا دیکھیے شرح وقایہ میں ہے
ولا من وطی اجنبیۃ زفت الیہ وقیل ہی عرسک و علیہ مہرھا یعنی جو شخص وطی کرے اجنبیہ سے جو اوس کے
نزدیک کی گئی ہو تو اوسپر حد نہین اور مہر واجب ہے اوسکا۔ پھر جناب امیر مجوز زنا کیونکر ہوئے
تمامات سمجھ لیا کیجیے تب منہ سے نکالیے۔ یہ سب تقریرین بھی اوسی فرض و تسلیم
کی بنیاد پر ہے کہ روایت مذکورہ کو دو منٹ کیلئے قبول کرین ورنہ عدم صحت اس
روایت کی ظاہر کر چکا ہون۔ باقی رہی یہ عبارت آپکی۔ اسکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ

زن مرد و جراد رزن ہمبستر اور اسکی حلت کی خبر قرآن و حدیث سے تو ثابت کیجئے اگر آپ

اسکی حلت ثابت کر دینگے تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہوگا کہ آپکی بدولت

آزادی بلا قیدان لوگون کو حاصل ہو جائیگی۔ اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی مدعا میری سمجھ مین نہ آیا مگر قرینہ سے سمجھتا ہون کہ آپ عموما عورتونکی حلت کے متمنی ہین بلا قید نکاح وغیرہ تو خیر مجبل شکریہ ادا کیجئے۔ آپکے قطب الاقطاب غوث الاعظم شیخ محی الدین عربی اسکا فتوے دے گئے ہین چنانچہ ملا علی قاری جزری ابن عبداللہ بن سبکی سے ناقل ہین کہ محی الدین عربی قائل ہین کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے کنز مکتوم صفحہ مولوی صدیق حسن خان ابجد العلوم مین کہتے ہین کہ ابن عربی اور ابن فارض و ابن سبعین اور اونکے اتباع نے کتب مین خصلہ کفریہ جمع کئے ہین مثل قول وحدت اور تحلیل جمیع فروج کی اور یہ کہ قرآن تمام تر شرک ہے صفحہ ۔

چونکہ آپ سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ ہین لہذا آپکو یہ قول اپنے پیر و مرشد کا بہت کچھ مطبوع خاطر ہوگا۔ لیجئے ایسے بزرگ اسم باسمے کی بدولت آپلوگ کو آزادی بلا قید حاصل ہوئی۔ اور شکنجہ شریعت سے خلاصی ہوئی۔ اور اگر آپنے خلع خلافت کیا ہو طریقہ موصوف سے دست بردار ہوکر امام فقیہ بننا چاہتے ہین تو لیجئے آپکے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کا کھلا مسئلہ موجود ہے کہ اگر کوئی اپنی مان بہن سے نکاح کرلے تو اوسپر حد نہین ہدایہ جلد اول صفحہ ۴۹۶ اور تفسیر کبیر مین ہے کہ کہا شافعی نے اگر کوئی نکاح کرے اپنی مان کے ساتھ اور دخول کرے تو اوسپر حد ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین حد نہین ہے اوسپر۔ اور شرح وقایہ مین ہے کہ اگر زن اجنبیہ کے ساتھ جسکو یہ کہا جاسے کہ تیری زوجہ ہے ہمبستری کرے تو اوسپر حد نہین اسیطرح اگر اپنی کسی محرم کے ساتھ نکاح کرے تو اوسپر بھی حد نہین اور امام شافعی کہتے ہین کہ جو بیٹی زنا سے پیدا ہو وہ اپنے باپ پر حرام نہین۔۔

اب ماموں صاحب کو مبارک ہو کہ اونکے بزرگان دین ائمہ شرع متین نے کوئی قید باقی نہین رکھی غیر تو غیر ہی ہین جنسے پوچھنے کھوجنے کی ضرورت نہین اپنی مان بہن خالہ پھوپھی بھی امام اعظم کے فتوے سے حلال ہین مگر نکاح پڑھوا کر جسمین قاضی کو چار تنکہ دینے ہونگے۔ اور بیٹی تو بالکل حلوا بے دود ہے زنا سے پیدا کر لو پھر اوسکو شیر مادر سمجھو۔ افسوس ہے ماموں صاحب کو یہ مسائل معلوم

مسئلہ وحدت الوجود

معلوم ہوئے جب بڑھاپے نے جوانی کی اُمنگیں نکالدین اور مشائخ کے زمرہ مین داخل کردیا۔ نان ماموں صاحب یہ بھی یاد رکھئے کہ آپکے ائمہ دین نے جن محرمات وغیر محرمات کی حلت کا فتویٰ دیا ہے وہ مخصوص ایک ہی طرف سے نہین بلکہ دونوں طرف سے جسپر آیہ نساء کم حرث لکم حسب تفسیر اہلسنت شاہد ہے اور خلیفہ دوم کا عمل اوّل آمد دوسرے طرف سے تھا۔ ابن عمر کا عام فتویٰ تھا کہ عورتوں کی دبر مین کرنا چاہیئے۔ دیکھئے تفسیر کبیر و تفسیر در منثور۔ صحیح بخاری۔ فتح الباری وغیرہ اور سنا ہے کہ آپکے مذہب مین تو بیٹی بہن کی تجارت بھی جائز ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان فتح البیان مین تفسیر آیہ وتجارۃ تخشون کسادھا۔ ابن مبارک سے ناقل ہین ان المراد بالتجارۃ فی ھذہ الایۃ البنات و الاخوات اذا کسدن فی البیت لا یجدون لھن خاطبا ص۲۲۳ ج۲ یعنی تجارت سے مراد بہن بیٹیاں ہین جو گھر مین ہون کہ کوئی اونکا خواستگار نہ ملے کیا عجب ہے کہ اہل سنت اب اسکی بھی تجارت شروع کرین۔ زیادہ حد ادب مانع ہے اسکے بعد ماموں صاحب نے قصۂ حضرت عیسےٰ کو کچھ کتب شیعہ سے بھی ثابت کیا ہے جو تکراری نہین اسیطرح حضرت خضر و یوسف ع کے واقعات کا کتب شیعہ سے ثبوت دیا ہے جس سے بجز حماقت قائل اور کچھ نہین حاصل۔ کیونکہ یہ سب عین تقریر مولوی کرار علی صاحب مرحوم ہین جسکا منشا یہ ہے کہ جب انلوگون کے افعال باعتبار ظاہر اور تھے اور باعتبار باطن اور کہ حضرت خضر نے بظاہر خون ناحق کیا بلا سبب کشتی توڑ دے اور باطناً عین مصلحت و حکم خدا کے مطابق تھا۔ اسیطرح حضرت یوسف نے بظاہر اپنے بھائی کو چور بنایا اور درحقیقت وہ چور نہ تھے۔ تو اگر اسی ظاہر و باطن کے بنیاد پر قول جناب امیر قبول کیا جائے تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے۔ واہ رشید المتکلمین صاحب تو تکفیر و امام ماننے مین محی الدین کے یہ جواب دین کہ تکفیر اونکی باعتبار ظاہر شرع تھی اور امامت یا ولی اللہ ہونا اونکا باعتبار باطن مگر جناب امیر کو آپکے یہان وہ درجہ بھی نہین ملتا جو محی الدین کو عطا ہوا۔ اس محبت وولا کا کیا ٹھکانا ہے۔

عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے متعلق ماموں صاحب نے اسیقدر گفتگو کی تھی جسکا جواب مختصر طور پر عرض کیا گیا۔ بعدہ اسکے کچھ اور مضامین آیات بینات سے منتخب کرکے لکھے ہین جسکا جواب رجم الجمرات مین شائع ہو چکا

اوسکا جواب فضول سمجھ کر خموشی پر عمل کیا۔ صد ہا مرتبہ ایسے امور کے جوابات ہوچکے ہین
جنکے رد پر اجتک کوئی سنی نہ قادر ہوا تو ناحق دماغ سوزی سے کیا فائدہ۔

خاتمۃ الکلام

بحث عقد حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ علیہما السلام تو بمنہ تعالے باحسن وجوہ حل ہوا
مگر دو تین امر بطور فوائد اور لکھنا مناسب ہے جو طالبان تحقیق کو موجب مزید بصیرت ہو۔

فائدہ اولی - ام کلثوم - زید - رقیہ کی تحقیقات کو پہر تین بحثون مین
جداگانہ لکھتا ہون -

پہلی بحث زوجیت ام کلثوم - پیشتر ازین بیان ہوچکا ہے کہ تین ام کلثوم
زوجیت خلیفہ دوم مین مستقلاً تھین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ دوسری
ام کلثوم بنت عقبہ - تیسری ام کلثوم بنت جمیلہ مادر عاصم بن عمر -
ام کلثوم بنت جرول پر تو تمامی مورخین و محدثین کو اتفاق ہے کہ زوجۂ عمر تھی
جس سے زید بن عمر پیدا ہوئے - مگر اسمین اختلاف ہے کہ کب سے وہ زوجۂ عمر ہوئی
ابن حجر عسقلانی اور سیوطی وغیرہ اسکی زوجیت کو حالت کفر سے دونون کے قائل
ہین چنانچہ اصابہ مین ہے (۱) زید بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی شقیق عبد اللہ
بن عمر المصغر امہما ام کلثوم بنت جرول کانت تحت عمر ففرق بینہما الاسلام
لما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر فتزوجہا ابو الجہم بن حذیفۃ وکان
زوجہا قبل عمر ذلک ذکر الزبیر وغیرہ - فہذا یدل علی ان زیداً ولد فی
عہد النبی ص فیکون من ہذا القسم ملا ج ۲ - پہر دوسرے مقام پر فرماتے ہین
(۲) ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیۃ کانت زوج عمر بن الخطاب وہی
والدۃ عبید اللہ بن عمر بالتصغیر و قد ذکرہا فی البخاری غیر مسماۃ
وان عمر طلقہا لما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر و سماہا الطبرانی وقال

خلف وجها بعد عمر ابو جہم بن حذیفہ صفحہ ۱۵۲ جزو ۴ کہ زید بن عمر بن خطاب برادر مادری
عبید اللہ بن عمر ہے جسکی مان ام کلثوم بنت جرول تھی جو تحت مین تھی عمر کے
اسلام ہے نے دونون مین تفریق کردی جسوقت آیہ لا تمسکوا بعصم الکوافر
نازل ہوا۔ پس بعد اوسکے تزویج کیا اوس سے ابو الجہم بن حذیفہ نے اور
اسکے پہلے ام کلثوم مذکورہ زوجۂ عمر تھی ذکر کیا ہے اسکو زبیر بن بکار وغیرہ نے
اس سے معلوم ہوا کہ زید بن عمر کی ولادت عہد نبی مین ہوئی تو دوسرے قسم کا صحابی وہ
بھی ہوا۔ اور دوسرے مقام پر کہا کہ ام کلثوم مادر عبید اللہ بن عمر کا ذکر بخاری مین
بھی آیا ہے بغیر نام کے اور عمر نے نزول آیہ کے بعد طلاق دیا بعدہ ابو جہم نے اس سے
عقد کیا۔

اور علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین فرماتے ہین کہ طلحہ سے روایت ہے کہ بعد نزول آیہ مذکورہ
مین نے طلاق دیا اپنی زوجہ اروی بنت ربیعہ کو اور عمر نے دو زوجہ کو طلاق دیا۔
ایک قریبہ بنت امیہ دوسری ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کو اور دوسری روایت مین ہے
کہ خود رسول اللہ نے اس ام کلثوم کا عقد پڑھا ابو جہم سے صفحہ ۲۰۱ جزو ۶ درمنثور۔
غرض ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم بنت جرول حالت کفر خلیفہ سے
انکی زوجیت مین تھی اور حدیبیہ کے بعد سے جو سنہ ۶ھ مین ہے ان دونون میان بی بی
مین بوجہ نزول آیہ مذکورہ مفارقت ہوئی حالانکہ یہ بیان محض غلط ہے بچند وجوہ
اول یہ کہ ابو الجہم مذکور معمرین قریش سے ہے جو شریک بنا رخانۂ کعبہ تھا اور اوسی
قبیلہ سے ہے جو قبیلہ خلیفۂ دوم ہے صفحہ ۳۵ جزو ۷ اصابہ۔ تو اب خلاف رواج
معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم کے بزرگ بعد خلیفہ اوسکی عورت سے عقد کرین۔
دوسرے یہ کہ ابھی ابو الجہم کا بیٹا عبد اللہ برادری زید بن عمر ہے کہ دونونکی مان
ام کلثوم بنت جرول ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے واخوزید الاصغر
وعبید اللہ لامہا عبد اللہ بن ابی جہم بن حذیفۃ وحارثۃ بن الخزاعی
ولہ صحبۃ صفحہ ۲۹۱ جزو ۲ اور اصابہ مین ہے عبد اللہ بن ابی الجہم بن حذیفۃ بن
غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی العدوی
قال ابن سعد اسلم عام الفتح مع ابیہ وخرج الی الشام غازیا فاستشہد

باجنادین وکذا قال البغوی والزبیر بن بکار وغیرهما واسم ابی الجهم عامر وقیل عبد اللہ وعبد اللہ اخو عبید اللہ بن عمر بن الخطاب لامہ امهما ام کلثوم بنت جرول الخزاعیة وکانت کانت عند ابی الجهم قبل عمر ج ۲ پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہیں عبد اللہ بن الاقرم بن عبید ویقال ابن عامر بن حذیفة بن غانم هو عبد اللہ بن ابی الجهم قال الزبیر بن بکار امہ ام کلثوم بنت جرول والدة عبید اللہ بن عمر بن الخطاب واسلم عبد اللہ یوم الفتح مع ابیہ واستشهد باجنادین بالشام ج ۲ - خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی الجهم برادر مادری زید — وعبید اللہ بن عمر جو قریشی و عدوی ہے اور ماں تینوں کی ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہے اسلام لایا اپنے باپ کے ساتھ ۸ھ فتح مکہ کیوقت تو یہ ام کلثوم قبل عمر ابو الجهم کی زوجہ تھی۔ یہ عبد اللہ بن ابی الجهم جو سنہ فتح میں اپنے باپ کے ساتھ اسلام لایا جنگ اجنادین میں شہید ہوا جو ملک شام میں جنگ ہوئی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ ابو الجهم کا بیٹا عبد اللہ جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے تھا۔ فتح مکہ یعنی ۸ھ میں ایسا جوان تھا جو باپ کے ساتھ اسلام لایا اور ۱۳ھ میں غازیانہ شہید ہوا۔ تو اب یہ بیان کہ بعد طلاق عمر ۶ھ میں اسکا عقد ابو الجهم سے ہوا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

تیسرے جب ابو الجهم کا اسلام مع فرزند ۸ھ میں ہے تو ۶ھ میں رسول اللہ نے اسکا عقد ام کلثوم سے کیونکر پڑھا۔

چوتھے جب خود ابن حجر کہتے ہیں کہ ام کلثوم مذکورہ پہلے زوجۂ ابو الجهم تھی جس سے عبد اللہ پیدا ہوا جو ۸ھ میں ایسا جوان تھا کہ اسلام لایا اور تین برس بعد جنگ اجنادین میں شہید ہوا تو یہ قول ابن حجر کہ عمر پہلے شوہر تھے ام کلثوم کے اور ۶ھ میں انہوں نے اسکو طلاق دیا جسکے بعد زوجۂ ابو الجهم ہوئی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

پانچویں تاریخ خمیس سے حارثہ بن وہب خزاعی کا پیدا ہونا بھی اسی ام کلثوم سے مذکور ہوا اوسکے متعلق اصابہ میں ہے حارثة بن وهب الخزاعی امہ ام کلثوم بنت جرول بن مالک الخزاعیة فهو اخو عبید اللہ بن عمر

لامہ ولہ روایتہ عن النبی ص و عن حفصہ بنت عمر و غیرہا ولہ فی الصحیحین اربعۃ احادیث مثلاثم ۱۔ یعنی حارثہ بن وہب خزاعی کی ماں ام کلثوم بنت جرول ہے وہ برادر مادری ہے عبید اللہ بن عمر کا جو روایت کرتا ہے رسول اللہ ص سے اور حفصہ و غیرہا سے اوسکی چار حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں۔ پس جب حارثہ بن وہب جو بطن ام کلثوم سے پیدا ہوا بوقت وفات رسول اللہ ص سلہ اتنا سن رکھتا تھا کہ راوی حدیث رسول بنا جبکا سن پانچ سات سال سے کم نہونا چاہیئے تو یہ دعوی کہ پہلے وہ زوجۂ عمر تھی ۶ھ میں دونوں سے مفارقت ہوی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

چھٹی انس حارثہ اور عبد اللہ بن جہم کو جو بطن ام کلثوم سے تھا کل علما صحابی اور راوی حدیث بیان کرتے ہیں مع بخلاف اسکے زید بن عمر کو جو اسی ام کلثوم سے تھا اور بقول علماے اہل سنت حارثہ بن وہب و عبد اللہ بن ابی الجہم سے بڑا تھا کوئی عالم بجز ابن حجر صحابی ہی نہیں کہتا اور راوی حدیث ہونے کا تو خود ابن حجر کو بھی دعوی نہیں تو پھر یہ دعوے کہ عمر نے ۶ھ میں طلاق دیا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

کوئی براے خدا ان محققین نامدار سرآمد روزگار سے دریافت کرتا کہ جب ابوالجہم ۸ھ تک اسلام ہی نہیں لایا تھا۔ تو رسول اللہ ص نے ام کلثوم زوجۂ عمر سے ۶ھ میں اوسکا عقد کیونکر کیا۔ اور جب ام کلثوم ۶ھ میں مسلمان ہی تھی تو عمر نے طلاق ہی کیوں نہ دیا۔ اور جب اوسکا عقد ۶ھ میں ابوالجہم سے ہوا تو اوسکا لڑکا ۸ھ میں ایسا ہوا نہ کیونکر بنا جو قابل قبول اسلام ہوا کہ ۱۱ھ میں غازی بنکر شہید ہوا جسکے لئے کم سے کم بیس۲۰ پچیس۲۵ برس کا سن ہونا چاہیئے۔ اور اوسی ام کلثوم سے پھر حارثہ بن وہب کیونکر پیدا ہوا جو بوقت وفات رسول ص ۱۱ھ کم سے کم چھ سات برس کا تھا اور جسکا باپ حارثہ کا فر ہی رہا۔ ان سب باتون کے ساتھ زید بن عمر جو بڑا بھائی ہے نہ صحابی ہے نہ راوی حدیث اور اسکے چھوٹے بھائی عبد اللہ بن ابوالجہم و حارثہ بن وہب وقت وفات رسول ص جوان ہیں صحابی ہیں

راوی حدیث ہین۔
اب اصلیت اس واقعہ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ پہلے زوجۂ ابوالجہم تھی جسکا اقرار ابن حجر کو بھی ہے۔ اوس سے عبداللہ بن ابوالجہم پیدا ہوا۔ جو باپ کے ساتھ سنہ ہجری مین مشرف باسلام ہوا۔ اور سنہ مین اجنادین کی لڑائی مین قتل ہوا۔
بعد مفارقت ابوالجہم زوجیت وہب خزاعی مین آئی جس سے حارثہ بن وہب پیدا ہوا جو عبداللہ بن ابوالجہم سے خوردسال ہے کیونکہ عبداللہ بوقت وفات رسولؐ پورا جوان تھا۔ اور حارثہ کا اتنا سن تھا کہ حدیث رسولؐ یاد کیا اور اوسکا باپ وہب کافر ہی رہا جیسا کہ اصابہ مین ہے۔ وہب بن حرب کو صحابی کہنا غلط ہے صواب یہ ہے کہ حارثہ بن وہب صحابی تھا ۳ جس سے علما کا اشتباہ اور وہب کا غیر صحابی ہونا بھی ظاہر ہوا۔ اسکے بعد وہ زوجیت عمر مین آئی تو طلاق دینا عمر کا سنہ مین اور اوسکے بعد ابوجہم کے نکاح مین آنا یقینی غلط ہوا۔
یہ تو ایک اشتباہ ہے۔ دوسرا اشتباہ سنئے کہ چند جگہ تو ام کلثوم بنت جرول لکھا ہے اور ایک جگہ ام کلثوم بنت عمرو بنت جرول اور تیسرے مقام پر لکھتے ہین
ملیکۃ بنت ابی امیۃ لہا ذکر فی طبقات النساء من طبقات ابن سعد و ان عمر طلقہا لما نزلت و لا تمسکوا بعصم الکوافر فتزوجہا معویۃ و ہی والدۃ عبید اللہ بالتصغیر بن عمر بن الخطاب مولفہ جلد ۴
کہ ملیکہ بنت ابی امیہ کو عمر نے بوقت نزول آیہ و لا تمسکوا طلاق دیا جسکے بعد معویہ نے اوس سے عقد کیا اور وہ والدہ ہے عبیداللہ بن عمر بن خطاب کی۔
اب کوئی سنی برائے خدا کہے کہ ان تین قولون سے کون قول صحیح ہے ام کلثوم بنت جرول یا ام کلثوم بنت عمرو بن جرول یا ملیکہ بنت ابی امیہ زوجۂ عمر تھی جسکو بعد نزول آیہ طلاق ہوا اور ان تینون مین کون والدہ عبیداللہ و زید ہے کیونکہ بقول ابن حجر تینون مادر عبیداللہ ٹھہرتی ہین تو تینون مادر زید بن عمر بھی ٹھہرین یہ سبب تحقیقات علامہ ابن حجر کی ہے اب ذرہ

اونکی تحقیقات ملاحظہ ہو جو اہلحدیث کے امام ہین اور اونکی کتاب صحیح ہے کہ
قرآن بھی اوتنا صحیح نہین یعنی امام بخاری صاحب جو ایک جگہ فرماتے ہین
حتی بلغ بعصم الکوافر فطلق عمر یومئذ امراتین کانتا لہ فی الشرک
فتزوج احدیھما معویۃ بن ابی سفیان والاخری صفوان بن امیۃ
صـ۱۱ فتح الباری جلد ۳ بعدہ لکھتے ہین وحکم علی المسلمین ان لا تمسکوا
بعصم الکوافر ان عمر طلق امراتین قریبۃ بنت ابی امیۃ وبنت جرول
الخزاعی فتزوج قریبۃ معویۃ وتزوج الاخری ابوجھم صـ۱۲ ج ۳ اور تیسرے مقام پر
لکھتے ہین عن ابن عباس کانت قریبۃ بنت ابی امیۃ عند عمر بن الخطاب فطلقھا
فتزوجھا معویۃ بن ابی سفیان صـ۱۹۳ ج ۴ (۱) بعصم الکوافر کے نزول کے بعد
عمر نے طلاق دیا دو عورتون کو جو اوسکے ساتھ تھین حالتِ شرک سے ایک سے
معویہ نے عقد کیا دوسری سے صفوان بن امیہ نے (۲) عمر نے قریبہ بنت ابی
امیہ کو اور بنت جرول کو طلاق دیا ایک سے معویہ نے عقد کیا دوسری سے
ابوجہم نے (۳) قریبہ بنت ابی امیہ عمر کے پاس تھی اوسکو عمر نے طلاق دیا جس سے
معویہ نے عقد کیا۔

جب خود صحیح بخاری کی ایک حدیث مین اتنا اختلاف ہے تو اہل سنت کس
روایت پر ایمان لائین گے۔ یہان پر خود ابن حجر کو بھی تاب ضبط باقی نرہا
بخاری پر اعتراض کر بیٹھے۔ چنانچہ قریبہ بنت ابی امیہ کی شرح مین لکھتے ہین
یہ بہن ہین حضرت ام سلمہ کی اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت تک
جو زمانہ مابین حدیبیہ و فتح مکہ ہے قریبہ نے اسلام نہین قبول کیا تھا۔ و
فیہ نظر کیونکہ نسائی سے بسند صحیح ثابت ہے کہ اوسکی ہجرت قدیم ہے
کیونکہ حضرت کا عقد ام سلمہ سے بعد احد ہے اور اوسوقت قریبہ مدینہ مین
تھی۔ اور اسلام لاچکی تھی۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ وہ بغرض زیارت اپنی
خواہر ام سلمہ کے مدینہ آئی ہو یا اپنے شوہر عمر کے ساتھ تھی ہو مگر اپنے دین پر
یعنی کافرہ تھی ہو تو صرف اوسکی حاضری سے وقت عقد حضرت ام سلمہ اوسکا اسلام

نہین ثابت ہو سکتا۔ مگر اس احتمال کا رد اس سے ہوتا ہے کہ عبدالرزاق زہری سے
راوی ہین کہ عمر نے جن دو نو عورتون کو طلاق دیا وہ مکہ مین تعین تو اب مقیم مدینہ
ہونا اوسکا غلط ہوا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ ام سلمہ کی دو بہنین تھیں اور دونوکا
نام قریبہ تھا ایک قریبہ وقت عقد ام سلمہ مسلمان تھی اور دوسری کافرہ تھی جو زوجۂ
عمر تھی۔ اسکا موئد یہ ہے کہ ابن سعد نے طبقات مین لکھا ہے قریبہ صغریٰ زوجہ
تھی عبدالرحمن بن ابی بکر کی ص۱۹۳۔

دیکھا آپنے تحقیقات اہل سنت کو کہ جتنے منہ اوتنی باتیں صحت صحیح بخاری کے لئے
کتنی تاویلین کی گئین۔ اور کوئی بات ٹھیک نہوئی۔ قریبہ جب زوجۂ عبدالرحمن سے ہے
تو زوجۂ عمر کیونکر ہوئی۔ یہان پر تو ابن حجر نے ایک بات بنادی کہ ممکن ہے دو قریبہ ہو
مگر اصابہ مین تصریح کردی کہ یہی ایک قریبہ تھی جسکو ابن سعد قریبہ صغریٰ کہتے
ہین جو زوجہ عبدالرحمن بن ابی بکر تھی ص۱۵۶ یہان پر قریبہ نامی جتنی عورتین ہین اونکی
یہ فہرست ہے قریبہ بنت ابی امیہ زوجہ عبدالرحمن جو مذکور ہوئی قریبہ بنت زید۔
قریبہ بنت ابی سفیان قریبہ بنت ابی قحافہ خواہر ابوبکر ص۱۵۲ اسکے سوا کوئی
قریبہ نہین جو زوجۂ عمر کہلائے۔

آپ فرمائے کہ ابن حجر کے نام پر روؤن یا بخاری کے نام پر جو ایک دوسرے کے
مخالف ہین اور اصل واقعہ کے سب خلاف ہین۔ تعجب یہ ہے کہ کہان تو
میان عمر کی یہ شوکت بیان ہوتی ہے کہ انکے اسلام لانے سے قریش کی
قوت نصف ہو گئی مسلمانونکی عزت بڑھ گئی۔ اور کہان یہ کہ دو دو کافر عورتونکے
پنجے مین ہین نہ اون پر کوئی داؤ چلتا ہے نہ زور ایسا بہادر با اثر جوشیلا
مسلمان اپنی جورؤن کو بھی مسلمان نہین کر سکتا تو کیا کر سکتا ہے۔

بہرحال بخاری و ابن حجر کا یہ مقولہ کہ عمر نے بعد نزول آیہ ۶ھ مین ام کلثوم
بنت جرول کو طلاق دیا جسکے بعد اوسکا عقد ابوالجہم سے ہوا غلط ہے
ہان یہ ہو سکتا ہے کہ قریب وفات رسول اللہ یا بعد وفات وہ عقد عمر میں آئی
ہین پہلے عبید اللہ بن عمر پیدا ہوا بعدہ زید بن عمر۔ جسکی بدیہی دلیل یہ ہے کہ

حالات تحقیقات اہل سنت

شاہ عبدالعزیز صاحب وجہ تسمیہ زید میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ دوم کے بھائی
زید بن خطاب سلہ جنگ یمامہ میں قتل ہوئے تھے جنسے نہایت درجہ محبت تھی
اسیوجہ سے اپنے لڑکے کا نام زید رکھا۔

دوسری بحث زید بن عمر کی ہے جسکی ولادت بطن ام کلثوم بنت جرول سے مکرر ثابت
ہو چکی ہے کہ وہ برادر حقیقی عبید اللہ بن عمر ہے اور برادر مادری عبداللہ بن ابوالجہم
وحارثہ بن وہب خزاعی ہے۔

مگر وہی علما جنکے تحقیقات کی حالت مذکور ہوئی اور جنکو ابھی تک دو ام کلثوم کی حالت
نہیں معلوم ہوئی کذا فی الاصابہ صلہ ۲۹۵ ج ۴ تین زید تین ام کلثوم کیلئے بیان کرتے
ہیں اول زید بن عمر بطن ام کلثوم بنت جرول سے۔ دوسرے زید بطن ام کلثوم
جمیلہ سے جیسا کہ مسعودی کا بیان ہے۔ تیسرے زید بطن ام کلثوم بنت
عقبہ بن ابی معیط سے جو بروایت زہری حدیبیہ سے زوجیت عمر میں آئی۔
اور ابن حجر اسکو زوجہ زید بن حارثہ بتاتے ہیں کہ زید و رقیہ دونو اسی
ام کلثوم سے پیدا ہوئے صلہ ۲۷۶ ج ۴ پس چونکہ روایت صحیح علامہ خراسانی
میں اور کوئی واقعہ نہیں مذکور ہے بلکہ صرف زید و ام کلثوم ماں کا ساتھ مرنا
بیان ہوا ہے بلا تصریح ابنیت زید و بنتیت ام کلثوم تو ممکن ہے یہی زید و
ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کا کل قصہ ہو جسکا موید زید و رقیہ کا حقیقی بھائی
بہن ہونا بھی ہے۔

اور اگر اون روایات غیر صحیحہ پر خیال کیا جاوے جنمیں علاوہ موت زید و ام کلثوم
یہ بھی مذکور ہے کہ زید خانہ جنگی بنی عدی میں زخمی ہوا اور ماں اوسکی پہلے
سے بیمار تھی کہ دونوں نے ساتھ وفات کی۔ تو ضروری ہوا کہ اس واقعہ
کو زید بن عمر سے متعلق کریں جسکی ماں ام کلثوم ہے۔ لہذا التحقیق تعداد
زید بن عمر لازم ہے۔

متقدمین کی کتابیں تو صرف ایک زید بن عمر کی قائل ہیں جیسا کہ مروج الذہب
مسعودی اور کتاب المعارف ابن قتیبہ میں ہے مگر مسعودی اسی زید بن عمر کو

براور حقیقی عاصم لکھتا ہے جسکی ماں ام کلثوم جمیلہ تھی - اور ابن قتیبہ اسی زید کو بطن حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے قرار دیتے ہین - مگر بعض متاخرین نے دو زید قرار دیا ہے ایک بطن حضرت ام کلثوم سے جسکا زید اکبر نام رکھا ہے دوسرا بطن ام کلثوم بنت جرول سے جسکو زید اصغر کہتے ہین جسکا بطلان اسی سے ظاہر ہے کہ اوسکی ولادت عہد رسول مین بیان کرتے ہین تو وہ اصغر کیونکر ہوا - بہرحال اگر ان کل اقوال کی صحت تسلیم کیجاے تو لازم آتا ہے زید بن عمر تین ہون ایک بطن ام کلثوم بنت جرول سے جو اتفاقی ہے - دوسرے بطن ام کلثوم بنت عاصم سے تیسرے بطن حضرت ام کلثوم سے بلکہ دو زید کا اور اضافہ لازم آتا ہے ایک بطن ام کلثوم بنت عمرو بن جرول سے دوسرے بطن ملیکہ بنت ابی امیہ سے کیونکہ زید براور حقیقی عبید اللہ بن عمر ہے اور عبید اللہ خلیفہ کی تین بیبیون سے ہے تو زید بھی ان تین بیبیون سے ہوے اب کل تعداد زید بن عمر کی پانچ قرار پاتی ہے - حالانکہ بجز ایک زید بن عمر اور ایک ام کلثوم کے کسی دوسرے زید اور ام کلثوم کا حال کتب تواریخ و رجال مین نہین ملتا - بلکہ ابن قتیبہ اور مسعودی نے تو تصریح کردی ہے کہ زید بن عمر ایک ہی تھا جس سے معلوم ہوا کہ اصل زید بن عمر بھی ایک تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے پیدا ہوا جسپر تمامی علماے و مورخین و محدثین کا اتفاق ہے نہ دوسرا نہ تیسرا - یہی وجہ ہے کہ تاریخ خمیس - اصابہ - معارف ابن قتیبہ وغیرہ مین جہان اس واقعہ وفات زید و ام کلثوم کو لکھا ہے وہان ام کلثوم کو بلا قید بنتیت لکھا ہے جیساکہ اصابہ سے مذکور ہوا - اور جہان زید و ام کلثوم کو علیحدہ لکھا ہے وہان کچھ نہین لکھا جس سے معلوم ہوا کہ خود ان علما کو بھی ابھی اوسکی تحقیق نہین ہوی - اسیوجہ سے کسی ام کلثوم کی وفات کو بھی نہ لکھ سکے تو اب یقینی طور پر معلوم ہوا کہ یہ سارا قصہ اوسی زید بن عمر کا ہے جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے تھا جسپر سبکو اتفاق ہے جیساکہ ام کلثوم مین اونکو اشتباہ ہوا کہ تین چار اصلی ام کلثوم کو مخفی کرکے حضرت ام کلثوم بنت علی کی طرف زوجیت کی نسبت کی ویسا ہی اس ام کلثوم کے فرزند

زید کے باب مین بھی اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم بنت جرول سے منتزع کر کے حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب کیا جسکی بدیہی دلیل علاوہ شرکت کربلا یہ ہے کہ اکثر علماے اہل سنت وفات حضرت ام کلثوم کو قبل یا بعد عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہین جو سنہ ۸۰ کا واقعہ ہے

تیسری بحث رقیہ وام کلثوم کی ہے جسکی نسبت بھی حضرت ام کلثوم کیطرف کیگئی ہے کہ زید ورقیہ دو نو بطن حضرت ام کلثوم سے پیدا ہوئے جسکے متعلق بھی مین سابقاً لکھ چکا ہون کہ نہ عقد حضرت ام کلثوم ہوا نہ زید ورقیہ پیدا ہوے۔ تسلیم عقد پر بھی یہ ولادتین باعتبار سن ولادت وسن عقد وسن وفات محال ہے۔ مگر کچھہ نئی تحقیقات اہل سنت کی یہان گذارش کرتا ہون۔

اولاً یہ کہ جو لوگ قائل بوقوع عقد ہین اور ولادت بھی مانتے ہین اونمین بھی خود اختلاف ہے کہ آیا صرف زید پیدا ہوا یا رقیہ بھی۔

ثانیاً۔ نام مین بھی اختلاف ہے چنانچہ کتاب المعارف مین ابن قتیبہ صاحب اسکا نام فاطمہ بتاتے ہین ص۹

مگر اسپر یہ ترقی کی کہ رقیہ کے نکاح کے بھی قائل ہوئے اور حضرت عمر کا داماد بھی بنا چھوڑا۔ چنانچہ تاریخ خمیس مین ہے کہ رقیہ خواہر زید اکبر کا عقد ابراہیم بن نعیم سے ہوا ص۲۸۳ ج ۲ اور اصل موجد اس قول کا بلادری ہے جیسا کہ اصابہ مین ہے قلت وعند البلاذری انہ کانت عندہ رقیۃ بنت عمر ابن ام کلثوم بنت علی ص۱۹۱ ج ا

اب اسکی حالت ملاحظہ ہو کہ یہ ابراہیم بھی قبیلہ بنی عدی سے ہے جو قبیلہ خلیفہ دوم ہے ابن سعد کہتے ہین کہ اسامہ نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا تھا جو جوان تھی اوسی سے اسکا عقد ہوا۔ اور زبیر بن بکار ناقل ہے کہ عمر نے اس ابراہیم سے اپنی ایک بیٹی کا نکاح کر دیا تھا۔ اس قول مین نہ نام لڑکی کا مرقوم ہے نہ اوسکی مان کا نام۔ ابو نعیم محدث اس حال مین قائل

ضعیف ہے۔ ان اختلافوں کے بعد اب اصلیت اس واقعہ کی سنئے کہ اوسی اصابہ سے ہے وقال مصعب الزبیری کانت تحت ابراھیم ابن نعیم بن النحام بنت لعبد اللہ (لعبید اللہ) بن عمر الخطاب فماتت فاخذ عاصم بن عمر بن الخطاب بیدہ فادخلہ منزلہ واخرج الیہ ابنتیہ ام عاصم وحفصۃ وقال لہ اختر فاختار حفصۃ فزوجہا لہ فقیل لہ ترکت ام عاصم وھی اجملھما فقال رأیت جاریۃ رابعۃ (ربعۃ) وبلغنی ان آل مروان ذکروھا فقلت لعلھم ان یصیبوا من دنیاھم فتن وجہا عبد العزیز بن مروان صـ۱۹۳ ج ا۔ کہا مصعب زبیری نے کہ ابراہیم بن نعیم کے تصرف میں تھی دختر عبد اللہ (عبید اللہ) بن عمر جب وہ مرگئی تو عاصم برادر عبد اللہ بن عمر نے ابراہیم کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں داخل کیا اور اپنی دونوں بیٹیوں ام عاصم و حفصہ کو اوسکے سامنے پیش کیا کہ جسے چاہو ان دونوں میں اختیار کرو۔ ابراہیم نے حفصہ کو پسند کیا اور اوس سے عقد ہوا۔ کسی نے کہا کہ تو نے ام عاصم کو چھوڑ دیا جو بہت حسین ہے ابراہیم نے کہا کہ میں نے اسکو نوخیز لڑکی پایا اور یہ بھی سنا تھا کہ آل مروان اسکا تذکرہ کرتے ہیں تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس لڑکی کی بدولت ان لوگوں کو کچھ مال ہاتھ آجائیگا اونکے دنیا سے۔ اسکے بعد ام عاصم کا نکاح ہوا عبد العزیز بن مروان سے جس سے عمر بن عبد العزیز پیدا ہوا۔

سنا آپنے! یہی تحقیقات ہے اہل سنت کی جسپر سبکو ناز ہے کہاں عبد اللہ یا عبید اللہ بن عمر کی بیٹی عمر کی بیٹی بنائی گئی۔ ابراہیم کے بعد دیگرے پوتی داماد تھا صلبی داماد بنایا گیا۔ بلاذری صاحب کو جو پینک آئی تو یہ گپ ہانکی کہ وہ رقیہ تھی حضرت ام کلثوم کے بطن سے اندھے کو سوجھے بہرا بکے۔ وہی نقل ہے۔ حالانکہ ہم ابھی بیان کرچکے ہیں کہ

رقیہ و زید کی پیدائش بطن ام کلثوم بنت عقبۃ بن ابی معیط سے ہوئی صل ج ۲ ۱۰۸؎ جو بروایت زہری حدیبیہ کے وقت سے زوجیت عمر مین آئی جیساکہ تفسیر کبیر مین ہے۔ جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ جہان بوجہ اشتراک نام رواۃ و علماکو زوجیت ام کلثوم مین اشتباہ ہوا کہ تین بلکہ چار ام کلثوم کے زوجۂ عمر ہونے سے حضرت ام کلثوم کی طرف سے نسبت کی گئی۔ وہان زید کبھی ام کلثوم بنت جرول سے خواہ ام کلثوم بنت عقبہ سے جو مادر زید و رقیہ دونون ہے منتزع کر کے حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب کیا حالانکہ نہ اصل نکاح کا وجود ہے نہ زید و رقیہ کی ولادت کا جو محال محض ہے کما مر۔
ان اشتباہون کے نظائر گو سابقاً مرقوم ہوئے۔ مگر دو نظیرین جدید اور مذکور ہوتی ہین۔ اول یہ کہ اصابہ مین ہے برکۃ بنت النبی م ذکرھا بعض من جمع رجال العمدۃ الحافظ عبد الغنی فاورد فی اول الکتاب شیئا من الترجمۃ النبویۃ ثم قال فولدت لہ خدیجۃ القاسم ثم برکۃ ثم زینب ثم رقیۃ ثم فاطمۃ ثم ام کلثوم ثم قال و ذکر مثلہ ابن سعد الخ لمدیذکر برکۃ ص ۸۳؎ بعد اوسکے فرماتے ہین برکۃ بنت النبی م تقدمت فی القسم الثالی ثم ظہر لی انہ غلط نشاء عن تحریف وذلک ان برکۃ مولاۃ النبی م کانت تربی اولادہ من خدیجۃ فلما ولدت القاسم خدمتہ برکۃ فکانہ کان فی الذی نقل منہ ھذا المصنف کذلک فتحرفت علیہ الکلمۃ حتی ظنھا و شقیقۃ برکۃ واللہ اعلم ص ۲۵۹؎ ۔ یعنی برکہ دختر نبی ہے جسکو ذکر کیا ہے بعض جامعین رجال حافظ عبد الغنی نے کہ حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے قاسم پھر برکۃ پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن سعد نے۔ ابن حجر کہتے ہین میرے نزدیک ذکر برکۃ غلط ہے جسمین تحریف ہوگئی ہے کیونکہ برکت خادمہ نبی تھی جو تربیت کرتی اولاد حضرت خدیجہ کی پس جب پیدا ہوئے قاسم بن نبی م تو یہی برکۃ اونکی خدمت کرتی۔ کیا عجب ہے کہ اسی کلمہ مین تحریف

ہوئی جو اوسنے یہ گمان کیا کہ یہ ہند قاسم کی حقیقی بہن ہے -
دیکھئے صاحب یہ تحقیق ہے محققین اہل سنت کی جو خادمہ کو خواہر حقیقی سمجھتے
ہین اور اسقدر عمدگی سے کہ ترتیب ولادت بھی بیان کی - یہ تحقیقات خاص
رسول اللہ ص کے بیٹا بیٹی کے متعلق ہے -

اب دوسرا واقعہ خود خلیفہ دوم کے اولاد اور ازواج کا سنئے جنکی خاص یہ لوگ
امت ہین اوسی اصابہ مین ہے - جمیلہ بنت ثابت بن ابی افلح خواہر عاصم زوجہ
عمر ہے جسکی کنیت ام عاصم ہے اصل مین اوسکا نام عاصیہ تھا - رسول اللہ
نے جمیلہ نام رکھا - اس سے عمر کا عقد سنہ ۷ مین ہوا جس سے عاصم پیدا ہوا -
بعدہ طلاق دیا عمر نے جس سے یزید بن حارثہ نے عقد کیا - اوس سے عبدالرحمن
بن یزید پیدا ہوا -

احوال جمیلہ زوجہ و دختر خلیفہ دوم

دوسری روایت یہ ہے کہ زوجہ عمر عاصیہ نے جب اسلام قبول کیا تو عمر سے کہا یہ نام
میرا اچھا نہین دوسرا نام بدلدو عمر نے جمیلہ رکھا - اوسپر وہ غصہ ہوئی اور رسول
اللہ ص سے فرمائش کی حضرت نے بھی یہی نام تجویز کیا -

تیسری روایت ابن ابی شیبہ سے یہ ہے کہ یہ لونڈی تھی خلیفہ کی جسکا نام
عاصیہ تھا - رسول اللہ ص نے جمیلہ نام رکھا -

چوتھی روایت یہ ہے کہ ایک لونڈی تھی خلیفہ کی جسکا نام عجمی تھا عمر نے اوسکا نام
جمیلہ رکھا جسکی اوسنے شکایت رسول اللہ ص سے کی حضرت نے بھی یہی نام رکھا
الخ - صفحہ ۲۵ اصابہ جز ۸

ان سب تحقیقات کے بعد سنئے کہ پھر ابن حجر اصابہ فرماتے ہین جمیلہ بنت عمر بن خطاب
نام اوسکا عاصیہ تھا جمیلہ رکھا گیا - ابن ابی شیبہ حماد سے روایت کرتے ہین کہ
عمر کی بیٹی عاصیہ تھی جسکا نام رسول اللہ ص نے جمیلہ رکھا - اسپر ابن اثیر نے
اعتراض کیا ہے کہ یہ قصہ عمر کی زوجہ کا ہے نہ اوسکی بیٹی کا کیونکہ اسی اسناد سے
حماد نے روایت کی ہے کہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح ہے جسکا نام عاصیہ تھا
اور بعد اسلام جمیلہ رکھا گیا - ایسا ہی روایت کیا ہے - حالانکہ اسکو نقل کیا ہے

کتاب ابن منده سے جسمین یہ ہے کہ رسول اللہ نے عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا
تھا اوسکو زوجہ عمر کہا ہے اور اوسکی بیٹی۔ مگر اسکے قبل مرسل واصل بن ابی شیبہ
لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زوجۂ عمر تھی پس اوسکے نقل با لمعنے
کرنے مین یہ تصرف ہوا۔ ولا مانع ان یغیر اسم المرأۃ والبنت اور نہین مانع
ہے اسسے کہ عورت کا نام بدل جاے اور بنتیت بھی کہ کسکی بیٹی تھی صفحہ ۵۰۸

اصابہ ج ۴

پس جن محققین و محدثین اہلسنت کے تحقیقات عالیہ کا یہ درجہ ہو کہ لونڈی کو بیٹی
اور بیٹی کو جورو یا جورو کو بیٹی بنا دین اور مسلسل روایت در روایت ہونے لگے۔ وہ بھی
کہان کہ خاص خلیفہ دوم کی اولاد و ازواج مین جسکی تحقیقات مین ابن حجر کو یہ
کوہ کنی کرنی پڑی کہ علانیہ کہدین عورتون کے نام اور بنتیت کے بدلجانے سے
کوئی مانع نہین۔ تو اونکی تحقیقات سے اس اشتباہ نام ام کلثوم و زید کے
بارے نین کیونکر تعجب آسکتا ہے۔ کیونکہ ہر ہر جز اس قصہ کا اشتباہ
علما پر ایسا جید گواہ ہے کہ دوسرے گواہونکی ضرورت بھی نہ رہی۔ بالاتفاق
کل علما ام کلثوم مخطوبہ عمر کو سنہ مین چار یا پانچ برس کا سن بتاتے ہین جو بجز ام کلثوم
بنت ابوبکر کے کسی مین نہین پایا جاتا جس سے خطبہ کرنا عمر اور اوسکا انکار کرنا
یقینی ہے۔ چنانچہ کتاب المعارف مین یہی ہے واما ام کلثوم بنت ابی بکر
فخطبها عمر بن الخطاب الی عائشة فاتفقت وکرهت ام کلثوم فاحتالت
حتی امسکت عنها وتزوجها طلحة بن عبید الله فولدت له زکریا و
عائشة ثم قتل عنها فتزوجها عبد الرحمن بن عبد الله بن ابی
ربیعة المخزومی وهی منه یعنی عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم بنت ابی بکر کا عائشہ سے
عائشہ نے اقرار کیا مگر ام کلثوم نے کراہت کی پس عائشہ نے حیلہ کر کے
عمر سے اوسکو بچا لیا۔ بعدہ اوسکا عقد طلحہ سے ہوا۔ جس سے زکریا و
عائشہ پیدا ہوے۔ بعد قتل طلحہ اوسکا عقد عبد الرحمن بن عبد اللہ بن
ابی ربیعہ مخزومی سے ہوا۔

عمر و ام کلثوم کی نام کی تبدیل

اسکےبعد عمر عون بن جعفر سے عقد ہونا۔ جنکی وفات عہد عمر مین ہے بجنگ تستر اسکے زید و رقیہ کا پیدا ہونا اور سانحہ ام کلثوم و زید کا بعہد معاویہ مرنا جسکو مین نے خود اصابہ سے ظاہر کیا کہ زید ام کلثوم بنت جرول زوجۂ عمر سے پیدا ہوا تھا اور حضرت ام کلثوم بہ اتفاق فریقین معرکہ کربلا مین شریک تھین جو بعد معاویہ کا قصہ ہے۔

بہرحال ہمنے علماے اہلسنت کے تحقیقات کی تصویر بھی کھینچ دی اور دو زید اور ایک رقیہ کے ماؤن کا نام ام کلثوم ہونا۔ اور زوجۂ عمر ہونا بھی ثابت کر دیا۔ اور زوجیت عمر مین رہنا بھی ثابت کر دیا۔ اب اسکے بعد اہل سنت کو اختیار ہے کہ راہ حق اختیار کرین یا از راہ کجروی اون علما کی پیروی کرین جو خلیفہ دوم کی زوجہ کو بیٹی اور بیٹی کو زوجہ بناتے ہین۔

چونکہ تین پشت تک نسب نامہ خلیفہ کا سابقًا مرقوم ہوا۔ اور یہان اونکے دو پشت کی تحقیقات مین اوقات ضائع کرنی پڑی لہذا تیسری پشت کا حال بھی مختصر عرض کرتا ہون کہ خلیفہ دوم کی نسل کی بی بیان ہمیشہ اون مردون کے تحت مین رہین ہین جنپر زمانہ کا زمانہ لعنت کرتا ہے۔ چنانچہ ام سلمہ بنت ابوبکر بن عبید اللہ بن عمر کو زوجیت حجاج کا فخر ملا۔ اور ام مسکین بنت عاصم بن عمر پہلے ہمخوابہ یزید بن معویہ ہوئین اور یزید نے جب چھوڑا تو عبید اللہ بن زیاد کی جورو بنی جیسا کہ کتاب المعارف مین ہے صلالا صدق اللہ الخبیثات للخبیثین۔ اہل سنت نے ایسے ہی واقعات کے محو کرنے کے لئے یہ ترکیبین نکالی ہین کہ خاندان رسالت مین اس قسم کے واقعات کا افترا کیا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

فائدہ دوم اس تحقیقات مین زبیر بن بکار کا نام چند جگہ آیا ہے جسکی تضعیف کتب مکتوبہ مین لکھی ہوئی ہے کہ بتصریح سلیمانی منکر الحدیث اور روا ضعین حدیث سے ہے وہی موجد اول اس افترا و تہمت کا ہے جیسا کہ کلام جناب شیخ مفید اور شہر بن آشوب علیہم الرحمۃ سے مذکور ہوا بنا بر الکن

کچھ اور حال اسکی عداوت کا ساتھ جناب امیر ع کے لکھتا ہون
تاریخ کامل مین ہے کہا احمد بن سلیمان بن ابی شیخ نے کہ زبیر
بن بکار علویون سے بھاگ کر وارد عراق ہوا۔ کیونکہ یہ زبیر اونلوگونکو
برا بھلا کہتا گالی دیتا تھا جبپر اونہون نے دھمکایا تھا کہ تجھے
قتل کرینگے۔ اسنے اپنے چچا مصعب بن عبداللہ بن زبیر سے کہا
کہ میرا حال معتصم باللہ خلیفہ تک پہونچاو۔ جب دیکھا کہ اوسکا چچا ادہر
توجہ نہین کرتا۔ بلکہ انکار کرتا ہے اوسکے حال سے اور ملامت کرتا
ہے۔ تو احمد بن سلیمان سے شکایت کی اور کہا کہ چچا کو راضی کردو میرے
بارہ مین۔ احمد نے اوسکے چچا سے شکایت کی کہ کیون زبیر بن بکار
کے حال پر توجہ نہین کرتا۔ اوسکے چچا نے کہا کہ زبیر مین جہالت
ہے اور شرارت تم اوسکو سمجھاو کہ علویون کو راضی وخوشنود
کرے اور اونکے رنج وکدورت کو زائل کرے۔ کیا تمنے مامونکو نہین
دیکھا کسطرح اون لوگون سے ملائمت کرتا اور درگذر کرتا اور کسقدر
مائل تھا اونکی طرف واللہ یہ امیرالمومنین (معتصم باللہ) اس بارہ مین
مامون کا مساوی ہے یا اوس سے بھی زیادہ۔ کسیطرح مین علویونکی
برائی اسکے سامنے نہین بیان کرسکتا۔ تم بھی زبیر کو سمجھاو کہ علویونکی
ہجو ومذمت سے باز آئے ص۱۷۹ ج۶ کامل۔

جہالت وشرارت زبیر بن بکار

یہ زبیر بن بکار اولاد سے ہین حضرت زبیر کے جو جنگ جمل مین سپہسالار لشکر بی بی عائشہ کے تھے انہین کے
فرزند عبداللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ وابن عباس کو مکہ مین
قریب چاہ زمزم غار مین بند کیا تھا۔ لکڑیان جمع کی تھین کہ آگ لگاکر
ان حضرات کو جلادین۔ اس عبداللہ نے ۴۰ روز تک خود رسول اللہ
پر صلوۃ وسلام بھیجنا ترک کردیا تھا باین خیال کہ اس سے محمد بن حنفیہ
وابن عباس کو ایکگونہ حظ ومسرت ہوتی ہے۔ بلکہ ایکدفعہ ابن زبیر نے کہا
کہ ہم چالیس برس سے تم اہلبیت کی عداوت کو اپنے دلین چھپائے ہین

ص۱۶۳ اجز۶ کامل مروج الذہب مسعودی۔
اسی زبیر کے اولاد سے یہ زبیر بن بکار ہے جسکو جناب امیرؑ اور سادات علویین سے ایسی عداوت تھی کہ علانیہ گالیان دیتا تھا۔ اوسی زبیر بن بکار کے بیان پر یہ سب افترا پردازیان کیجاتی ہین۔ جو ایسا دشمن ہے۔ اوسکو اپنی کتاب مین افترا پردازی مین کب تامل ہوگا۔

فائدہ سوم۔ اثنا سے تحریر مین کچھ نسب نامہ خلفا کا بھی تذکرہ آیا ہے اوسکے متعلق ایک جدید فائدہ یہان گذارش کرتا ہون اصابہ مین ہے کہ امیہ بنت عفان۔ عثمان خلیفہ کی بہن زمانہ جاہلیت مین مشاطہ تھی جسکا نکاح حکم بن کیسان بن مخزومہ سے ہوا تھا ص۲۶۲ جز۴۔ اور یہ حکم خلیفہ سوم کا بہنوئی حجام تھا جیسا کہ اصابہ مین ہے ص۱۲۷ جز اول تن وجد الحکم بن کیسان مولی بنی مخزومی وکان حجاما ۱۲ امیۃ بنت عفان اخت عثمان وکانت مشاطۃ۔ واقعًا عجب جوڑا ہے کہ حکم غلام زادہ بنی مخزوم جو ذات کا حجام تھا۔ خلیفہ سوم کا بہنوئی بنا۔ جنکی بہن مشاطہ تھی میان حجام۔ بی بی مشاطہ کیا تماشا ہے۔ اسی واقعہ سے آپ حضرات خلیفہ سوم کے شرافت خاندانی کو خیال کرسکتے ہین زیادہ کی ضرورت نہین کیسے کیسے پیشوا اہل سنت کو ملے ہین ابوبکر کا بزازہ ابتک مکہ مین موجود ہے۔ خلیفہ دوم کا دلال ہونا۔ قاموس مین مذکور ہے تیسرے صاحب کی تازہ شرافت اب معلوم ہوئی! افسوس!

فائدہ چہارم۔ ماموں صاحب نے دو ایک مقام پر متعہ کے متعلق بھی گہر افشانی کی ہے بوجہ خارج از مبحث ہونیکے شاید اوسکا جواب نہین دیا گیا ہے۔ ایک تازہ واقعہ اوسکے متعلق گذارش ہے اصابہ مین ہے سلمی غیر منسوبۃ من لاۃ حکیم بن امیۃ بن الاوقص کا اسلمی ذکر ہشام بن الکلبی فی کتاب المثالب ان سلمۃ بن امیۃ بن خلف استمتع منہا فولدت لہ ثم جحد فبلغ ذلک عمر فنہی عن المتعۃ ص۳۲۹ جز۴

فائدہ سوم در حق اصل نسب خلفا

حجام و مشاطہ

فائدہ چہارم در متعہ

یعنی سلمی مولاۃ حکیم بن امیہ سے متعہ کیا تھا سلمہ بن امیہ نے جس سے
ایک لڑکا پیدا ہوا۔ سلمہ نے اوس سے انکار کیا۔ اسکی خبر عمر کو پہونچی
اِس وجہ سے عمر نے ممانعت کردی متعہ سے۔
لیجئے صاحب یہ صحابہ و صحابیہ کا جوڑا ہے جو متعہ کی بدولت صاحب
اولاد ہوے اور اوسکو خلیفہ وقت نے ناجایز قرار دیا

فائدہ پنجم حکومت امیر بر جنات

فائدہ پنجم روایت عینیہ کے متعلق کافی تحقیقات کرچکا ہون اور جناب
امیر کی حکومت بر جنات اور اونکے قتل وغیرہ کا حوالہ شواہد النبوۃ ملا
جامی پر دیا گیا ہے۔ اوسکی عبارت بجنسہ یہان نقل کیجاتی ہے۔
و از آنجملہ آنست کہ ابن عباس رض گفتہ است کہ چون رسول اللہ صلعم
در روز حدیبیہ بمکہ متوجہ شد مسلمانان تشنہ شدند و ہیچ جا آب نبود رسول
اللہ صلعم در جحفہ فرود آمد و گفت کیست کہ با جمعی از مسلمانان بفلان چاہ رود و
مشکہا ببرند و از آنچاہ پر آب کنند و بیارند کہ رسول خدا صلعم ضامن
میشود ویرا بہ بہشت مردے برخاست و گفت من بروم یا رسول اللہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ویرا با جمعے سقایان روان کرد سلمۃ بن الاکوع رض
گوید کہ من با ایشان بودم چون بہ نزدیک آنچاہ رسیدیم آنجا درختان
بودند از آن درختان آوازہا شنیدیم و حرکات بسیار دیدیم ترسی بسیار بر ما
مستولے شد نتوانستیم کہ از آن درختان بگذریم بہ پیش رسول اللہ م
بازگشتیم فرمود کہ آن جماعتے از جن بودہ اند کہ شمارا ترسانیدہ اند اگر شما
میرفتید چنانکہ شمارا فرمودہ بودم ہیچ گزندے بشما نمیرسید دیگرے چون
فرا بشنید برخاست کہ من بروم یا رسول اللہ م وے نیز با آنجماعت
یان برفت ایشانرا نیز ہمان حال پیش آمد بہ پیش رسول اللہ صلعم
شد رسول اللہ م با ایشان گفت اگر ہمچنانکہ شمارا گفتہ بودم میرفتید ہیچ
گزندے بشما نمیرسید شب در رسید و تشنگی بر اصحاب غلبہ کرد رسول اللہ م
علی رض را طلب کرد و فرمود کہ با آنجماعت سقایان برو و از آنچاہ آب بیارید
سلمۃ بن الاکوع رض گوید کہ بیرون آمدیم مشکہا بر دوش و شمشیرہا در دست

وعلی ع در پیش ما میرفت و این رجز با خود می گفت

اعوذ بالرحمن ان امیلا عن عزف جن اظهرت تهویلا
واوقدت نیرانها تغویلا وقرعت مع عزفها الطبولا

تا رسیدیم بآن محل که آن آواز ها و حرکتها پیدا آمد و هول بر ما مستولی شد با خود میگفتیم که علی نیز چون آن دو کس باز خواهد گشت و سے روے بما کرد و گفت قدم بر قدم من نهید و از آنچه به بینید مترسید که گزندے بشما نخواهد رسید - چون بمیان درختان درآمدیم آتشهاے عظیم افروختن گرفت بے آنکه هیمه باشد و سرهاے بریده بے بدن پیدا آمد و آوازهاے هولناکے کردند چنانکه هوش از ما برفت امیرالمومنین علی ع بر آن سرها می گذشت و می گفت که در عقب من بیائید و از چپ و راست منگرید که هیچ باکے نیست در عقب وے میرفتیم تا بآنچاه رسیدیم یکدلو داشتیم براء بن مالک یکدلو یا دو دلو آب کشید ریسمان بگسست و دلو در چاه افتاد و از تک چاه آواز خنده و قهقهه برآمد امیرالمومنین علی ع گفت کیست که برود و از لشکر ما دلو بیارد اصحاب گفتند هیچکس را طاقت آن نیست که از آن درختان بگذرد امیرالمومنین علی ع میزر میان ببست و بچاه فرود آمد آواز خنده و قهقهه که می آمد زیادت شد چون بمیان چاه رسید پاے وے بلغزید و بیفتاد و غلغله و ولوله عظیم از چاه برآمد و آوازے چنانکه کسے را خناق کرده باشند می آمد ناگاه امیرالمومنین علی ع ندا کرد که الله اکبر الله اکبر انا عبدالله واخو رسول الله مشکها را فرو گذارید همه پر آب کرد و سرها ببست و یکیک را بالا آورد و بعد از آن وے و دو ما هر یک یک مشک برداشتیم و بآن درختان رسیدیم از آنچه دیده بودیم هیچ واقع نبود چون نزدیک آمدیم که از درختان بگذریم سهمگین شنیدیم که هاتفے در لغت رسول الله ص و منقبت علی ع خواندن گرفت و علی ع در پیش ما میرفت و رجز میگفت تا پیش رسول رسیدیم علی ع قصه را تمام پیش رسول الله ص حکایت کرد رسول

۲۰۶

کہ آن ؛ تف عبد اللہ بود آن جنی کہ شیطان اصنام مسعر را در کوہ صفا بکشت
دوسرا قصہ طولانی جنگ جنات کا اصابہ ابن حجر عسقلانی میں ہے جنکے تعصب
و تحقیق پر اہلسنت کو ناز ہے بذیل ذکر عرفطہ بن شمراخ جنی قبیلہ بنی نجاح سے
کہ خدمت رسول میں حاضر ہو کر بعد سلام عرض کیا یا حضرت آپ کسیکو میرے
ساتھ کر دیجئے۔ جو میری قوم کی دعوت کرے طرف اسلام کے
حضرت نے جناب امیرؑ کو اور سلمان فارسی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے
اوسکے ساتھ روانہ کیا۔ جناب امیرؑ کی ہدایت اور دعا سے بہت سے جنات
اسلام لائے۔ اور بہت سے ہلاک ہوئے۔ اور عرفطہ جنی صحیح و سالم
جناب امیرؑ کو خدمت میں رسول اللہ کے پہونچا گیا۔ حدیث طولانی ہے
خود ابن حجر نے بھی مختصر کر کے لکھا ہے ص۱۱۳ ج۲ اصابہ۔
فائدہ ۴۰ اللہ تعالیٰ اب اس خاتمہ کو میں اس بیان پر ختم کرتا ہوں کہ دختران
جناب امیرؑ کے کتنی تھیں۔ اور کس کس سے اونکا عقد ہوا۔ تاریخ خمیس میں ہے
کہ تعداد دختران جناب امیرؑ میں اختلاف ہے بعض ۱۶۔ بعض ۱۷۔
بعض ۱۸۔ بعض ۱۹ کہتے ہیں
(۱) حضرت زینب کبریٰ کا عقد عبد اللہ بن جعفر سے ہوا جن سے علی و عون
پیدا ہوئے۔ روایت ابن شہاب۔
(۲) رقیہ (جنکی کنیت شاید) ام الحسن ہے۔ انکا عقد جعدہ بن ہبیرہ سے
ہوا۔ جو بھانجے تھے جناب امیرؑ کے از بطن ام ہانی بنت ابی طالب۔
(۳) رملہ کبریٰ جنکی ماں ام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ انکا عقد
عبد اللہ بن ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا۔
(۴) ام ہانی انکا عقد عبد الرحمن بن عقیل سے ہوا۔
(۵) میمونہ انکا عقد عبد اللہ اکبر بن عقیل سے ہوا۔
(۶) زینب صغریٰ انکا عقد محمد بن عقیل سے ہوا۔
(۷و۸) رملہ صغریٰ و ام کلثوم صغریٰ کا عقد عبد اللہ اصغر بن عقیل سے ہوا
(۹) فاطمہ کا عقد ابو ... سے ہوا۔ جو اولاد حارث بن عبد المطلب سے تھے۔

تاریخ ... دختران امیر المؤمنین علیہ السلام

(۱۰) خدیجہ (۱۱) ام کرام (۱۲) ام سلمہ (۱۳) ام جعفر (۱۴) جمانہ
انکا عقد صعیب بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا صفحہ ۳ ج ۲
اور المعارف مین ہے کہ رقیہ کا عقد مسلم بن عقیل سے ہوا جس سے
عبد اللہ و علی پیدا ہوے اور زینب صغرےٰ کا عقد محمد بن عقیل سے
اور میمونہ کا عقد عبد اللہ بن عقیل سے اور خدیجہ کا عقد عبد الرحمن بن عقیل
نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جناب امیر کے ۱۶ یا ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ لڑکیون کا
عقد اپنے ہی خاندان مین خود عقیل و عباس چچا کے اولاد سے ہو
چنانچہ المعارف مین ہے وکان سائر بنات علی عند ولد عقیل
وولد العباس خلا ام الحسن فانها کانت عند جعدة بن
هبيرة المخزومی وخلا فاطمة فانها کانت عند سعيد بن
الاسود من بنی الحارث بن اسد الخ یعنی کل بیٹیان حضرت علی
کی اولاد عقیل و عباس سے منسوب تھین بہ استثناء ام الحسن جنکا
عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا اور فاطمہ جنکا عقد سعید بن اسود سے ہوا
جو بنی اسد سے تھے۔ جعدہ کو تو سب جانتے ہین کہ جناب امیر کے بھانجے
تھے۔ جنکی مان حضرت ام ہانی تھین مگر فاطمہ کا عقد جو سعید بن اسود سے
بیان ہوا غلط ہے کیونکہ بقول صاحب خمیس انکا عقد اسود سے ہوا
تھا۔ جو اولاد حارث بن عبد المطلب سے تھے۔ بہرحال اس تحریر سے
چند باتین نمایان ہوئین۔
ایک یہ کہ حضرت نے اپنی کسی صاحبزادی کو غیر خاندان مین نہین بیاہا جس سے
معلوم ہوا کہ یہ طریقہ جو سادات مین جاری ہے کہ غیر سید یا خلاف
خاندان کسیکو بیٹی اپنی نہین دیتے۔ نہایت مستحب اور معمول
متوسل امام ہے اور اگر کتب تواریخ و رجال مین زیادہ تفحص کیا جاوے۔ تو
انشاء اللہ تمامی بنی ہاشم کا یہ دستور قدیم الایام سے آجتک ثابت
ہوگا
دوسری اسی عبارت سے دعواے عقد عمر بھی باطل ہوا۔ کیونکہ استثنا مین۔